راہ سلوک اختیار کرنے والوں کیلئے

ابتدائی اور عمدہ کتاب

رہنمائے سالکان

مؤلف

پروفیسر میاں مشتاق احمد عابدی سیفی

دارالعلوم جامعہ جیلانیہ // مکتبہ محمدیہ سیفیہ

[illegible] نمبر 1 بیدیاں روڈ لاہور کینٹ 042-5721609 // راوی ریان شریف لاہور 0321-8401546 042- 6686205

(راہِ سلوک اختیار کرنے والوں کے لئے ابتدائی اور عمدہ کتاب)

رہنمائے سالکان

مؤلف

پروفیسر میاں مشتاق احمد عابدی سیفی

دار العلوم جامعہ جیلانیہ
نادر آباد نمبر 1، بیدیاں روڈ، لاہور کینٹ
فون: 042-5721609

واحد تقسیم کار: مکتبہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف لاہور
0321-8401546-6686205

marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف اور ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب .... رہنمائے سالکان

مؤلف .... پروفیسر میاں مشتاق احمد عابدی سیفی

پروف ریڈنگ .... میاں مدثر رسول کمیانہ۔ میاں مبشر رسول کمیانہ

کمپیوٹر کمپوزنگ .... میاں فرخ رسول کمیانہ (رینالہ خورد)

اشاعت .... اوّل ---اکتوبر 2000ء

دوم --- دسمبر 2006ء

تعداد .... دو ہزار

قیمت .... مبلغ /120 روپے

طباعت ....

ملنے کے پتے :

1۔ جامعہ سیفیہ، فقیر آباد (لکھوڈیر) لاہور۔

2۔ آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ، حسین ٹاؤن، راوی ریان لاہور۔

3۔ پیر طریقت صوفی گلزار احمد سیفی، بابا فرید کالونی، جیل روڈ، چنگی امر سدھو، لاہور۔

4۔ پیر طریقت مفتی احمد الدین توگیروی سیفی، علاقہ نواب صاحب، رائے ونڈ روڈ لاہور۔

5۔ جامعہ سیفیہ رحمانیہ للبنات الاسلام، بادشاہی روڈ، ادھووال کلاں، گجرات۔

6۔ پیر طریقت صوفی محمد منشا عابدی سیفی، چک نمبر 17/1.R. ضلع اوکاڑہ۔

7۔ پیر طریقت پروفیسر میاں مشتاق احمد عابدی سیفی ۔علیم ٹاؤن، رینالہ خورد، ضلع اوکاڑہ۔

(Cell:0321-6977515)

marfat.com

انتساب

قیوم زماں، مجدد ملّت، عصر حاضر کے شیخ کامل و مکمل

حضرت **اخندزادہ سیف الرحمٰن** دامت برکاتہم

پیر ارچی خراسانی کے نام

جن کی نگاہِ کیمیا گر سے مجھ جیسے ہزاروں نکمے انسانوں کی تقدیریں بدلیں۔

گر قبول اُفتد.........

خاکسار : (پروفیسر، الحاج) مشتاق احمد عابدی سیفی

marfat.com

شریعت / طریقت / حقیقت

۱۔ اوامر و نواہی کا پابند ہونا، شریعت ہے۔

۲۔ دِل کی صفائی کرنا اور برائیوں کو اچھائیوں سے بدل دینا، طریقت ہے۔

۳۔ ماسِوا اللہ کی باتوں کو دفع کر کے رُوح میں تجلی پیدا کرنا، حقیقت ہے۔

(رسالہ غریب در شمائل اتقیاء)

شریعت اور حقیقت کا آپس میں تعلق جسم اور رُوح کا ہے۔
شریعت، حقیقت کے بغیر ریا کاری ہوتی ہے۔ اور حقیقت ، شریعت کے بغیر منافقت ہے۔

(کشف المحجوب)

marfat.com

ترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	کچھ مصنف کے بارے میں	1
2	حرف آغاز	6
3	تقریظات	11
4	حمد باری تعالی	27
5	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	28
6	توبہ واستغفار	29
7	طہارت	38
8	نماز کی اہمیت	47
9	فضیلت درود پاک	53
10	صبر	61
11	شکر	65
12	سخاوت وبخل	69
13	توکل ورضا	73
14	داڑھی کی اہمیت	78
15	فضیلت عمامہ	85
16	اسبال فی الازار	91
17	شریعت وطریقت	93
18	فضیلت ذکر	99
19	تصوف وصوفی	110
20	پیر ومرشد (شیخ) کی ضرورت	116

marfat.com

21	کامل اور ناقص پیر کی پہچان	121
22	تصورِ شیخ	125
23	آدابِ شیخ	134
24	مبتدی سالک کے لئے ہدایات	138
25	اثباتِ لطائف	141
26	عالمِ امر اور عالمِ خلق	146
27	اثباتِ وجد و تواجد	147
28	صورتِ کعبہ اور حقیقتِ کعبہ	154
29	حقیقتِ محمدیہ ﷺ	156
30	حقیقتِ محمدی ﷺ افضل ہے یا حقیقتِ کعبہ	159
31	اسباق طریقہ عالیہ نقشبندیہ	161
32	اسباق طریقہ عالیہ چشتیہ	183
33	اسباق طریقہ عالیہ قادریہ	184
34	اسباق طریقہ عالیہ سہروردیہ	186
35	اصطلاحات حضرات نقشبندیہ	188
36	ختمِ خواجگان	198
37	درود ناریہ	202
38	درود تنجینا / نجات	203
39	شجرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ	204
40	شجرہ سلسلہ عالیہ چشتیہ	206
41	شجرہ سلسلہ عالیہ قادریہ	208
42	شجرہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ	210
43	کتابیات	213

marfat.com

کچھ مصنف کے بارے میں

(از صاحبزادہ محمد عرفان اللہ عابدی سیفی)

پروفیسر میاں مشتاق احمد عابدی سیفی صاحب کا ایک نیا شاہکار ''رہنمائے سالکان'' آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ اُن کی اُن خدمات میں سے ایک ہے جو انہوں نے سلسلۂ سیفیہ کے حوالے سے کی ہیں۔ خداوندِ قدوس کا ان پر خاص کرم ہے کہ وہ اپنے بندے سے یہ کام کروا رہا ہے۔ پروفیسر صاحب کی زندگی تجربات کا ایک مجموعہ ہے۔ ذیل میں پروفیسر صاحب کے مختصراً حالات زندگی ہدیۂ قارئین کیے جاتے ہیں جس سے آپ کی شخصیت مزید نکھر کر سامنے آئے گی۔

پیدائش:

آپ یکم اکتوبر 1949ء کو موضع کماں تحصیل رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام مشتاق احمد رکھا گیا۔ یہ ابھی بچے ہی تھے کہ ان کے والدین موضع کماں کو الوداع کہہ کر قریبی گاؤں 4/G.D. میں منتقل ہو گئے۔ پھر ہجرت کا وہ سلسلہ شروع ہوا کہ کبھی کہیں کبھی کہیں۔ تعلیمی تشنگی دُور کرنے کے لیے آپ کئی جگہوں پر گئے۔ لیکن 1982ء میں مستقل طور پر رینالہ خورد میں رہائش پذیر ہو گئے۔

تعلیم:

ابتدائی تعلیم قرآن کریم ناظرہ سے شروع کی پھر مدرسہ میں داخل ہو گئے۔ پرائمری تعلیم کا آغاز چک نمبر 29/1.A.L نزد شیر گڑھ سے کیا۔ وہاں مرزا محمد صدیق صاحب سے تعلیم حاصل کی۔ پانچویں کا امتحان 24/2.R میں محترم استاد محمد اسماعیل صاحب کی زیرِ نگرانی اوّل پوزیشن میں پاس کیا۔ چونکہ آپ کے والد میاں نور محمد صاحب محکمہ انہار میں ملازم تھے۔

marfat.com

اس لیے اکثر مقامات پر تبادلے ہوتے رہتے تھے۔اپنے گاؤں G.D./4 میں بھی زیر تعلیم رہے۔وہاں کے شفیق اساتذہ جنہوں نے آپ کو کندن بنانے میں اہم کردار ادا کیا،ان میں جناب محمد اسماعیل' جناب محمد ابراہیم نظامی' جناب غلام رسول قادری اور جناب میاں احمد دین جیسے اساتذہ شامل ہیں ۔مڈل کا امتحان ستگھرہ سے پاس کیا۔استادِ مکرم جناب محمد امین صاحب نے یہاں خصوصی رہنمائی فرمائی۔میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول رینالہ خورد سے فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔یہ سکول اب ہائیر سکینڈری کے درجہ میں آ گیا ہے۔ انٹرمیڈیٹ کا امتحان میونسپل ڈگری کالج اوکاڑہ سے پاس کیا۔اس دوران پروفیسر ابوالاعجاز حفیظ صدیقی صاحب سے آپ بہت متاثر ہوئے۔

ملازمت:

گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ گکھڑ، ضلع گوجرانوالہ سے ایس وی کا امتحان پاس کر کے دسمبر 1970ء میں گورنمنٹ نارمل سکول مظفر گڑھ میں بطور ٹیچر ملازمت کا آغاز کیا ۔پھر گورنمنٹ ہائی سکول ساہیوال میں تبادلہ ہو گیا۔دس سال وہاں گزارے۔اس دوران بی۔اے کا امتحان پرائیوٹ طور پر پاس کیا۔گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول اوکاڑہ سٹی اور گورنمنٹ ہائی سکول رینالہ خورد میں بھی بطور استاد خدمات سرانجام دیں ۔1975ء میں ادارہ تعلیم وتحقیق ،پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ایم ایڈ میں داخلہ لیا۔1977ء میں نہ صرف یہ امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا بلکہ اپنی کلاس میں اوّل بھی رہے۔1980ء میں ایم۔اے (اردو) کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔1984ء میں پنجاب پبلک سروس کمیشن لاہور سے منتخب ہو کر گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ جہلم میں نئی ملازمت کا آغاز کیا۔ 1986ء میں گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں تبادلہ ہو گیا۔تا حال اسی ادارہ میں بطور وائس پرنسپل اپنے فرائض بحسن وخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔

marfat.com

بیعت :

اللہ والوں کی باتیں کرنا، مختلف بزرگوں کے پاس حاضری دینا، آپ کے دل کے لیے وقتی تسکین کا باعث تو تھا لیکن دائمی تشفی کہیں سے بھی دُور نہ ہو رہی تھی۔ تلاش شیخ میں کئی جگہوں پر گئے۔ مگر دیارِ یار تک نہ پہنچ پائے۔ آخر 1990ء میں رینالہ خورد میں ہی پیر طریقت حافظ حاجی عبدالسلام نقشبندی مجددی المعروف حضور صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور طریقت کے رموز وحقائق کی معرفت کی خواہش لئے سُوئے منزل چل پڑے۔ لیکن تسکین جاں نہ ہو سکی۔ شاید اُن کی قسمت میں حضور صاحب سے فیض نہ تھا۔ 1992ء میں اباجی کے مرید خاص صوفی محمد منشاء عابدی سیفی (جن کی پروفیسر صاحب سے پہلے ہی بے تکلف دوستی تھی) سے ان کے گاؤں 4/G.D. میں بڑے عرصے بعد اتفاقاً ملاقات ہوئی۔ گفتگو کرتے کرتے پروفیسر صاحب نے طریقت کا موضوع چھیڑ دیا اور اپنے دِل کے قلق کا ذکر کیا۔ صوفی محمد منشاء صاحب نے اباجی کے حوالے سے معلومات فراہم کیں اور طریقت وحقیقت کے اسرار ورموز سے آگہی کے لیے سلسلہ سیفیہ کے دروازے پر دستک دینے کا مشورہ دیا۔ لہٰذا پروفیسر صاحب نے اپنے پیر قبلہ حضور صاحب سے اجازت لے کر اباجی کے ہاتھ پر بیعت ثانی کی۔ پروفیسر صاحب کی روحانی ترقی اتنی تیزی سے ہوئی کہ 1994ء میں نقشبندیہ ارشاد خط عطا ہوا۔ 2000ء میں ان کا طریقت کی خدمات اور روحانی کیفیات کی بنا پر مطلق خلافت کے اہل جانتے ہوئے سرکار اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی وخراسانی دامت برکاتہ کی جانب سے مطلق خلافت عطا ہو گئی۔ 1997ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل واحسان سے حج کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔

طریقت کی خدمات :

الحمدللہ اب پروفیسر صاحب رینالہ خورد اور دیپالپور میں بڑے اہتمام سے محفل

marfat.com

کرواتے ہیں۔ جبکہ ان کی زوجہ محترمہ نے بھی اباجی کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور وہ بھی اپنے مجازی خدا کے شانہ بشانہ طریقت کی خدمت کر رہی ہیں۔ ہر ہفتے کو اپنے گھر میں مستورات کی محفل طریقت کا اہتمام کرتی ہیں۔ ان کی توجہ سے خواتین میں ذوق شوق بڑھتا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے۔

جنوری 1996ء میں جب ماہنامہ ''السیف الصارم'' کا اجراء ہوا تو پروفیسر صاحب قلمی معاونت کرتے رہے۔ مجدد عصر، قیوم زماں، سرکار اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی و خراسانی مدظلہ العالیٰ کے فارسی مکتوبات کے اردو میں ترجمے کیے۔ جو ''السیف الصارم'' کے اوراق کی زینت بنتے رہے۔ سرکار اخندزادہ مبارک کے افاضات عالیہ پرمبنی کتاب ''ہدایت السالکین فی رد المنکرین'' جب پہلی بار شائع ہوئی تو اس میں اردو املاء کے لحاظ سے بہت سی کمزوریاں تھیں جن کو دور کرنے کی ذمہ داری بھی پروفیسر صاحب پر آن پڑی۔ انہوں نے محنت شاقہ سے کام لے کر اس کتاب کی اردو عبارت کو صحیح قالب میں ڈھالا۔ فارسی، عربی عبارات کا بامحاورہ ترجمہ کیا اور یوں یہ کتاب پروفیسر صاحب کے قلم سے نکل کر مزید حسین بن گئی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ بعد میں ''ہدایۃ السالکین'' کی تلخیص کا فریضہ بھی انہوں نے ہی ادا کیا۔ سیفی حضرات میں خصوصاً اور عوام الناس میں عموماً یہ کتاب بے حد پسند کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ 1996ء سے لے کر آج تک یہ کتاب پانچویں بار چھپ چکی ہے اور اِس کتاب نے نہ صرف ملک کے کونے کونے میں پہنچ کر اپنا لوہا منوایا ہے بلکہ بیرون ملک بھی لوگ اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

کتاب ہذا ''رہنمائے سالکان'' نئے سالکین کی ابتدائی تربیت کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس میں کتنی محنت کرنا پڑی اور اس کی افادیت کی کتنی اہمیت ہے یہ تو آپ پڑھ کر ہی اندازہ لگا سکیں گے۔ پروفیسر صاحب جس محنت سے کام کر رہے ہیں یہ انہیں کا خاصا ہے

marfat.com

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ انہیں مزید ہمت وتوفیق بخشے۔آج کل مکتوبات سیفیہ اور سیرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک پر کام کر رہے ہیں انشاء اللہ یہ بھی جلد منظر عام پر آجائیں گے۔اللہ تعالیٰ ان کی سعی قبول فرمائے۔

رہے تا ابد فروزاں تیرا خاورِ درخشاں
تیری صبح نورافشاں کبھی شام تک نہ پہنچے

آمین بجاہِ نبی الکریم علیہ التحیة والتسلیم

خاکِ راہِ درِ سیفیہ

احقر صاحبزادہ حافظ عرفان اللہ عابدی سیفی

نـــوٹ: پروفیسر صاحب کی دسمبر 2002ء میں محکمانہ طور پر ترقی ہوئی اور وہ پرنسپل بن کر گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس، فورٹ عباس ضلع بہاولنگر چلے گئے۔ڈیڑھ سال کے بعد ان کا تبادلہ گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس، چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں ہوگیا۔ایک سال کا عرصہ وہاں گزارا۔پھر تبدیل ہو کر گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف کامرس، پتوکی ضلع قصور میں آگئے۔تاحال وہیں پر بطور پرنسپل سرکاری خدمات انجام دے رہے ہیں۔

صاحبزادہ حافظ عرفان اللہ عابدی سیفی

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے لیے تمام حمد وثنا جو معبودِ حقیقی ہے، جس نے اپنے کمال فضل وکرم سے کائنات کو تخلیق کر کے خالقیت کا حق ادا کر دیا۔ اس نے انسان، حیوان، چرند، پرند، نباتات، جمادات، جاندار، بے جان اور خوردبین سے بھی نظر نہ آنے والے جرثومے سے لے کر وسیع وعریض آسمانوں تک، جس بھی شے کو جو بھی انداز اور رنگ ڈھنگ بخش کر تخلیق کیا، اس سے زیادہ بہتر اور عمدہ نمونہ نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر ہر شے کو اس کی حیثیت، اہمیت اور ضرورت کے مطابق ٹھیک صفات عطا کیں۔ زمین وآسمان میں موجود ایک ایک چیز اس کی اکمل صناعی کی مظہر ہے۔ وہی قادرِ مطلق ہے۔ ہر شے اس کے حکم کے تابع ہے اور اسی کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس کی عظمت وکبریائی کا اعتراف اور اپنی عاجزی وکمزوری کا اظہار کر رہی ہے۔ وہی اپنی مخلوقات پر انتہائی مہربان اور فضل وکرم کرنے والا ہے۔

محبوبِ خدا، انسان کامل، خیر البشر، امام الانبیاء، رحمت اللعالمین، شافع المذنبین، باعثِ تخلیقِ کائنات، رہبرِ صراطِ مستقیم، عظمتِ انسانیت، منبع جود وسخا، سرورِ کون ومکان، مونس وغم خوارِ بے کساں، راحت وسرورِ قلبِ عاشقان، حاملِ قرآن، نبی آخر الزماں، شاہنشاہِ دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر ان گنت درود وسلام کہ جن کے وجودِ مسعود سے گمراہ انسانوں کو راہنمائی نصیب ہوئی، غلاموں کو بادشاہی ملی، عدل وانصاف اور مساوات کے معنی واضح ہوئے، ہمدردی وخدمتِ انسان کا شعور ملا۔ حیاتِ مستعار بسر کرنے کا پتہ چلا، ذوقِ بندگی اور لذت آشنائی کی دولت نصیب ہوئی۔ خالق ومخلوق اور معبود وعابد کے رشتے کا علم حاصل ہوا۔ حقیقی عبادت کا ڈھنگ آیا اور اِس عبادت کے لطف ومزہ

marfat.com

سے آشنائی ہوئی۔ انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا بھید کھلا۔ خداوند قدوس تک رسائی کا راستہ نصیب ہوا۔ عشقِ حقیقی کی لذت حلاوت اور مستی ملی۔ دنیا میں جنت کے مزے لوٹنے کا ڈھب آیا۔

انسان سے غلطی کا سرزد ہونا اس کی سرشت میں شامل ہے۔ اسی لیے اکثر اس سے قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔ اور وہ راہِ راست سے بھٹک کر گمراہی کی دلدل میں جا گرتا ہے۔ اللہ پاک ماں کی محبت سے ستر گنا زیادہ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ دنیا میں انسان جب بھی بھٹکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت و رہنمائی کے لیے کوئی نبی یا رسول مبعوث فرما دیا۔ چلتے چلتے ہدایت و رہنمائی کا کام جب اپنی تکمیل تک پہنچا تو رسالت کا سلسلہ بھی خاتم النبیین حضور پاک ﷺ پر آ کر ختم ہو گیا۔ انسان چونکہ بھی خطا کا عادی ہے۔ لہٰذا اب بھی اسے راہِ راست پر لانے کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کے جانشین (جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پھر تابعین ان کے بعد تبع تابعین اور ان کے بعد آج تک بلکہ قیامت تک اولیائے کرام) یہ خدمت سرانجام دیتے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ یہ بھی اللہ پاک کا خاص فضل اور عنایت ہے کہ وہ اس بھری دنیا میں اس طرح کے اچھے نیک بندے پیدا کرتا رہتا ہے تاکہ ہدایت و رہنمائی کا سلسلہ جاری رہے۔ اولیائے کرام کو یہ مقام یونہی نصیب نہیں ہو جاتا۔ وہ تقویٰ کی کشتی میں سوار ہو کر شریعت مطہرہ کے مطابق عبادات و ریاضت کا کٹھن سفر طے کرتے ہیں۔ صاحبِ شریعت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مکمل اتباع کرتے ہوئے "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ ہمارے رسول ﷺ کا ایک ایک حرف پر عمل پیرا ہو کر ہی وہ جان لیتے ہیں کہ حبیبِ خدا ﷺ ہی سے کائنات بنی ہے۔ تب خدائے رحیم و کریم انہیں اعلیٰ مراتب پر سرفراز کرتا ہے۔ یہی اللہ پاک کے دوست جہاں بھی رہیں [illegible] مستقل [illegible] کرتے ہیں انسان کا

marfat.com

وجود اہل زمین کے لیے باعثِ رحمت ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے طفیل بارشیں برساتا ہے' تمام جانداروں کو رزق عطا کرتا ہے اور لوگوں سے عذاب دفع کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے جب فضل وکرم فرمایا تو اس بندۂ ناچیز کے لیے ایک ایسے ہی ولی کامل کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا سبب پیدا ہوا۔ولی کامل سے میری مراد پیر ومرشد علامہ' مفتی' مفسر' شیخ القرآن والحدیث حضرت پیر محمد عابد حسین سیفی مدظلہ العالی کی ذات گرامی ہے' جن کی نگاہِ کیمیا گر سے اس خاکسار کی تقدیر بدل گئی۔شریعت مصطفیٰ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب ہوئی' جادۂ حق سے روشناس ہوا۔مکرمی ومرشدی کی نظر عنایت سے طریقت کے اسرار ورموز سے چنداں آگاہی ہوئی۔یوں سمجھئے کہ علامہ اقبال کے مصرع ''نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں'' کی وضاحت ہوگئی۔اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سرکار کو عمر دراز عطا فرمائے تاکہ مجھ جیسے نکمے اور بے بہرہ افراد آپ کی ذات عالیہ سے فیوض وبرکات حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے قابل ہوسکیں۔

سببِ تالیف:

جب کوئی فرد رحمت ایزدی کی توفیق سے سالک بنتا ہے تو اسے کئی نئی باتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے' کم علم معترضین کے جوابات دینا ہوتے ہیں' بہت سی اصلاحات کا مفہوم سمجھنا پڑتا ہے۔مثلاً تصوّف کیا ہے؟ طریقت کیا ہے؟ شریعت اور طریقت کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ وجد و جذب کیوں ہوتا ہے؟ عالم امر اور عالم خلق کیا ہے؟ لطائف کیا ہوتے ہیں؟ ان کی حرکت کیوں ہوتی ہے؟ پیر ومرشد کی ضرورت کیوں ہے؟ مبتدی سالک کو کچھ عرصہ کے لیے نفلی عبادات اور وظائف سے کیوں روکا جاتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ان کے جوابات کے لیے سالک کو مختلف کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے' جس کے لیے کافی وقت درکار ہوتا ہے۔بعض سالکین کی قلتِ وقت اور کم علمی کو مدِنظر رکھتے ہوئے میں نے کوشش کی ہے کہ ان تمام

marfat.com

سوالات اور مسائل کے حل کو یکجا کر دیا جائے تا کہ سالکین کی ابتدائی طور راہنمائی ہو سکے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ کتاب کی عبارت سادہ اور دلنشین ہو تا کہ کم تعلیم یافتہ شخص بھی کما حقہ' مستفید ہو سکے۔ ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کر دوں کہ میری یہ کوشش دریا کو کوزے میں بند کرنے کا قطعاً دعویٰ نہیں ہے۔ یہ علم تو بحر بیکراں ہے۔ عظیم سے عظیم غوث' قطب' ابدال اور مجدّد اس کا کنارہ نہ پا سکے' میں ناچیز' حقیر اور ادنیٰ سا سالک کیا شے ہوں۔

پیرومرشد حضرت محمد عابد حسین سیفی مدظلہ العالی کے لیے میرے وجود کا ہر مُو سپاس گزار ہے کہ اس کتاب کی تالیف میں انہوں نے قدم قدم پر میری راہنمائی فرمائی۔ حوالوں کے لیے کتب فراہم کیں۔ مسودے کے ایک ایک لفظ کو پڑھا اور حسبِ ضرورت اصلاح فرمائی۔ میں پیر طریقت علامہ احمد دین توگیروی سیفی کا بھی تہِ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے کتاب کی تدوین میں میری بھرپور مدد فرمائی۔ مولا کریم انہیں جزائے خیر دے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ میری اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ **وما توفیقی الا باللہ۔**

قارئین کرام! اس کتاب کے بارے میں آپ کی آراء کا مجھے انتظار رہے گا۔ اور اس کی مزید بہتری کے لیے آپ کی تجاویز کا احسان مند ہوں گا۔

خاکپائے اولیاء

(پروفیسر الحاج) میاں مشتاق احمد عابدی سیفی

(اکتوبر ۱۹۹۹ء)

علیم ٹاؤن، رینالہ خورد۔

ضلع اوکاڑہ

marfat.com

دیباچہ اشاعت دوم

میرے لئے یہ انتہائی خوش بختی کی بات ہے کہ کتاب ہذا کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ اِس قدر کہ دو مرتبہ چھپوانا پڑا۔ سیفی حضرات نے بالخصوص پذیرائی بخشی۔ جس کے لئے میں ان تمام کا قلبی عمق سے ممنون ہوں۔ ان کے علاوہ دوسرے احباب نے بھی بھرپور استفادہ کیا۔ اس سے مجھے ذہنی و قلبی اطمینان نصیب ہوا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

دوسرا ایڈیشن اگرچہ کچھ دیر سے اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔ تاہم اس میں کچھ میری کوتاہی اور کچھ دیگر حالات سدِ راہ تھے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے کرم و اعانت سے اس ایڈیشن کے لئے پوری کتاب کو دوبارہ کمپیوٹر پر کمپوز کیا گیا ہے۔ کچھ اغلاط تھیں، ان کا ازالہ کیا گیا ہے۔ حسبِ ضرورت کچھ تبدیلیاں اور اضافے کیے گئے ہیں۔ نیز چند نئے ابواب اَور شامل کر دیئے گئے ہیں۔ جس سے اس کتاب کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ توقع ہے کہ قارئین حضرات اسے پہلے سے عمدہ پائیں گے۔

دسمبر 2006ء — احقر (پروفیسر) مشتاق احمد عابدی سیفی

علیم ٹاؤن۔ ریتالہ خورد۔

marfat.com

تقریظ

شیخ الحدیث استاذ العلماء علامہ، مولانا صاحبزادہ محمد حمید جان اخندزادہ
(صدر مدرس و شیخ الحدیث جامعہ سیفیہ باڑا پشاور)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم الحمد اللّٰہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الکریم .اما بعد

این کتاب برائے مبتدی سالکین بے حد مفید است۔لازم است کہ ہر سالک ازین کتاب استفادہ کند۔زیرا کہ تصوف بحر عمیق است۔پس لازم است کہ حصول آن موافق بہ شریعت باشند وتحت رہبر شیخ کامل باشد۔درین کتاب احکام شریعت و آداب شیخ و شناختن شیخ و دیگر امور بسلسلہ طریقت بانداز خوب بیان کردہ اند۔لہٰذا مطالعہ این کتاب برائے سالکان ضروراست۔اللّٰہ تعالیٰ برائے مؤلف این کتاب اجر عظیم فرماید۔

محمد حمید جان

(ترجمہ: یہ کتاب مبتدی سالکین کے لئے بے مفید ہے۔ ہر سالک کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کتاب سے استفادہ کرے۔چونکہ تصوف ایک گہرا سمندر ہے،اس لئے اس کا حصول شریعت مطہرہ کے عین مطابق اور رہبر شیخ کامل کی نگرانی میں ہونا چاہئے۔اس کتاب میں احکامِ شریعت،آدابِ شیخ، شیخ (کامل) کی پہچان اور سلسلۂ طریقت کے دیگر امور عمدہ طریقے سے بیان کئے گئے ہیں۔لہٰذا سالکین کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔اللّٰہ تعالیٰ اس کتاب کے مؤلف کو اجرِ عظیم عطا فرمائے)۔

marfat.com

تقریظ

شیخ القرآن والحدیث، مفتی، علامہ، پیر محمد عابد حسین سیفی

(ناظم اعلیٰ' دارالعلوم جامعہ' جیلانیہ' نادرآباد نمبرا' بیدیاں روڈ' لاہور کینٹ)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. الحمدللّٰہ رب العالمین. و اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و اشھدان محمداً عبدہ' و رسولہ' صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم تسلیما کثیراً. اما بعد.

اللہ تعالیٰ نے انسانوں' جنوں اور ہر ذی عقل کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے عبد اور رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پہلی تمام امتوں پر فوقیت عطا فرمائی۔ اور جملہ مذاہب پر اسے غالب کر دیا۔ **وکفیٰ باللّٰہ شھیداً.** اور جو عمل کرے گا وہ کامیاب رہے گا۔ اور عمل آپ کی کامل سنت کا نام ہے۔ سنت پر عمل کے بغیر کوئی شخص طریقت' معرفت اور حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا اور بدوں شریعت کے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی آپ ﷺ کی سچی پیروی کے بغیر کوئی شخص اللہ تعالیٰ جل شانہ' کا مقرب بندہ بن سکتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَمَآ اَلَتْنٰھُمْ مِّنْ عَمَلِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ ط کُلُّ امْرِیءٍ م بِمَا کَسَبَ رَھِیْنٌ. (الطور۔۲۰)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی کسی درجہ ایمان میں ان کے نقش قدم پر چلی۔ ہم

marfat.com

ان کی اس اولاد کو بھی (جنت میں) ان کے ساتھ ملا دیں گے۔ اور ان کے عمل میں کوئی گھاٹا ان کو نہ آنے دیں گے۔ ہر شخص اپنے کسب کے عوض رہے گا''۔

زیرِ نظر کتاب میں تصوف کے بنیادی امور کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔ تصوف کی تعریف میں شیخ الاسلام حضرت زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''تصوف وہ علم ہے جس کے ذریعے ان احوال کو پہچانا جاتا ہے جو تزکیۂ نفس تصفیۂ اخلاق اور دائمی خوش بختی کے حصول کی خاطر ظاہر و باطن کی تعمیر کے متعلق ہوں''۔

شیخ احمد زروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تصوف وہ علم ہے جس کا مقصد دلوں کی اصلاح کرنا ہے اور ان کو محض اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر دینا ہے۔ اور فقہ، عمل کی اصلاح اور پورے نظام کی حفاظت اور احکام میں مضمر حکمتوں کو آشکار کرنے کا نام ہے۔ اور علم توحید کا مقصد یہ ہے کہ مقدمات کو براہین و دلائل سے ثابت کیا جائے۔ اور ایمان کو یقین کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ جیسا کہ طب کا مقصد اجسام کی حفاظت کرنا ہے اور علم نحو کا مقصد زبان کو اغلاط سے محفوظ کرنا ہے''۔

شیخ الاسلام حضرت امام جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تصوف یہ ہے کہ ہر اچھی عادت اور طریقہ کو اپنایا جائے اور ہر بُرے طریقہ اور عادت کو ترک کیا جائے''۔

تصوف کی تعریف بزرگوں نے مختلف طریقوں سے بیان کی ہے۔ کسی نے فرمایا ہے کہ'' تصوف سراپا اخلاق کا نام ہے''۔ حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''تصوف، نفس کو عبودیت کے سانچے میں ڈھالنے اور اسے احکام ربوبیت کی طرف لے جانے کا نام ہے''۔ حضرت ابن عجیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''تصوف وہ علم ہے کہ جس کے ذریعے بارگاہ خداوندی تک رسائی حاصل ہو۔ باطن کی رذائل سے صفائی اور اس کو مختلف

marfat.com

فضائل سے آراستہ کرنے کی کیفیت معلوم ہو۔اس کی ابتدا علم' وسط عمل اور انتہا عنایت خداوندی ہے''۔صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں کہ''تصوف وہ علم ہے کہ جس میں اہل کمال کی منازل اور سعادت میں ترقی کرنے کی کیفیت معلوم ہو۔نیز آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ وہ علم ہے جسے عقلمند اور صاحب حال ہی جان سکتا ہے۔اسے وہی شخص جان سکتا ہے جسے اس کا مشاہدہ حاصل ہو۔اور کور چشم سورج کی روشنی کا کیسے مشاہدہ کر سکتا ہے''۔

حقائق عن التصوف میں تحریر ہے کہ''تصوف کا دارومدار مادی آلائشوں سے دل کو صاف کرنے پر ہے۔اور اس کی بنیاد خالق حقیقی سے بندے کے تعلق قائم کرنے پر ہے۔تو صوفی وہ ہے جس کا دل پاک اور اللہ تعالیٰ سے معاملہ صاف ہو اور اس بارگاہ سے اسے خاص انعام واکرام حاصل ہو''۔

علم تصوف کا آغاز رسول اللہ ﷺ سے ہوا۔فقط ناموں میں فرق ہے۔ہر دور میں اصحاب مجاہدہ رہے ہیں۔حضور علیہ السلام کے دور میں کامل اتباع اور محبت ہی اس کا آغاز تھا۔ تمام امور میں حضور علیہ السلام کا زمانہ' صحابہ کے زمانہ سے متصل تھا۔صحابہ کرام تمام امور میں نبی کریم ﷺ کی اتباع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ان کی تربیت کے لیے کسی ایسے علم کی ضرورت نہ تھی جو ان کی ان اعمال کی طرف راہنمائی کرتا۔انہیں صرف محبت رسول اللہ ﷺ کافی تھی۔صحابہ کرام کے بعد تابعین اور ان کے بعد تبع تابعین ہی اصل میں حقیقی وارث انبیاء علیہ السلام تھے۔انہی کے بارے میں سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے:

خیر القرون قرنی هذا فالذی یلیه والذی یلیه۔ (بخاری۔مسلم)

''بہترین زمانہ میرا یہ زمانہ ہے۔اس کے بعد متصل آنے والا اور پھر اس کے بعد متصل آنے والا زمانہ۔''

marfat.com

اس کے بعد اصلی وراثت ان حقیقی علماء اور صوفیہ کرام کے پاس آگئی جن کو دونوں علوم میں حصہ ملا۔ اور اصلی تصوف دین کا سیکھنا اور سکھانا ہے۔ جس کی اصل حدیث جبرائیل ہے۔ اور یقیناً اسی مقام کا نام احسان ہے جو دین کے تین بنیادی ارکان میں سے ہے۔ جن کو نبی کریم ﷺ نے دین قرار دیا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

هذا جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم۔ ''یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور یہ تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے ہیں۔''

مذکورہ حدیث میں دین سے مراد اسلام' ایمان اور احسان ہے۔ اسلام اطاعت اور عبادت کا نام ہے۔ ایمان نور اور عقیدہ کا نام ہے۔ اور احسان مراقبہ اور مشاہدہ کا نام ہے۔ یعنی تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو یہ تصور ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا

(سورۃ کہف۔۱۱۰)

''تو جو شخص امید رکھتا ہے اپنے رب سے ملنے کی تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور شریک نہ کرے کسی کو اپنے رب کی عبادت میں۔''

اور اصلاح قلوب کے ساتھ اصلاح بدن خود بخود ہو جاتی ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد پاک ہے: ان الجسد مضغه اذا صلحت صلحت الجسد کله و اذا فسدت فسدت الجسد کله الا وهی القلب. (بخاری و مسلم)

''بے شک انسانی جسم میں ایک ایسا ٹکڑا (لوتھڑا) ہے جب وہ صحیح ہوا تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے۔ اور جب اس میں خرابی پیدا ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار رہو اور یہ

marfat.com

لوتھڑا، دل ہے۔''

اسی طرح مسلم شریف میں ایک حدیث میں ارشاد پاک ہے: **ان اللّٰہ لا ینظر الی اجساد کم ولا الی صور کم ولکن ینظر الی قلو بکم.**

''اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو اور نہ تمہاری صورتوں کی طرف دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔''

گویا انسان کی اصلاح اس کے دل کی اصلاح کے ساتھ مربوط ہے۔اور دل کی اصلاح کا تعلق شیخ کامل ومکمل کی صحبت سے ہے۔صحبتِ شیخ کا انسان کی شخصیت'طرزِ اخلاق'اعمال اور احوال پہ انتہائی گہرا اثر پڑتا ہے۔اگر اچھے لوگوں کی بجائے فاسق وفاجر لوگوں کی صحبت اختیار کرے تو صحبت اختیار کرنے والے کی شخصیت پر ان فاسق وفاجر لوگوں کا اثر ہوگا۔جبکہ شیخ کامل ومکمل اور عارف باللہ کی صحبت اختیار کرنے والا بلندیوں کے اعلیٰ وارفع مقام سے سرفراز ہوگا۔اور اس کا نفس جملہ عیوب اور اخلاق رذیلہ سے محفوظ رہے گا۔جیسے کہا جاتا ہے کہ اگر کسی آدمی کا کردار دیکھنا ہو تو اس کے دوستوں کو دیکھو۔اسی طرح اگر کسی شیخ کے کامل ہونے کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے مریدوں سے لگایا جا سکتا ہے۔

اذا کنت فی قوم فصاحب خیارھم ولا تصعب الا ری فتردی مع الردی عن المرء لا تسئل و سل عن قرینة فکل قرین بالمقارن یقتدی۔

''جب تو کسی قوم میں ہو تو ان میں سے بہترین کی صحبت اختیار کر۔گھٹیا اور خبیث لوگوں کا ساتھ اختیار نہ کر کیونکہ تو بھی ان کے ساتھ ہلاکت کا شکار ہو جائے گا۔کسی انسان کے متعلق نہ پوچھ بلکہ اس کے دوست کے متعلق پوچھ کیونکہ ہر دوست اپنے دوست کی پیروی کرتا ہے''۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: المؤمن مراة المؤمن (ایک مومن دوسرے مومن

marfat.com

کے لیے آئینہ ہے)۔

اچھی صحبت کی اہمیت قرآن کریم میں یوں بیان کی گئی ہے:

یَاَیُّهَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوۡنُوۡامَعَ الصّٰدِقِیۡنَ ۔ (التوبہ۔۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ۔''

صادقین سے مراد اہل ایمان، مومنین اور مخلصین ہیں۔

(۱)۔ عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ مثل الجلیس الصالح و السوء کحامل المسک و نافخ الکیر فحافل المسک اما ان یحذیک و اما ان تبتاع منه و اما ان تجد منه ریحا طیبة و نافخ الکیر اما ان یحرق ثیابق و اما ان تجد منه ریحا خبیثة. (بخاری۔ مسلم۔ مشکوۃ)

''حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھے اور برے دوست کی مثال کستوری والے اور بھٹی والے کی طرح ہے۔ کستوری والا یا تو تمہیں عطر عطا کردے گا یا تم اس سے خرید لوگے یا اس سے اچھی خوشبو پاؤ گے۔ جبکہ بھٹی والا یا تو تمہارے کپڑے جلادے گا یا تم اس سے بدبو پاؤ گے۔''

(۲)۔ عن ابن عباسؓ قال قیل یا رسول اللّٰہ ﷺ ای جلسنانا خیر؟ قال من ذکر کم اللّٰہ رویته زاد فی عملکم منطقه و ذکر کم فی الآخرہ عمله۔

''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی کہ کون سا دوست بہتر اور افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جس کا دیدار تمہیں اللہ کی یاد دلا دے۔ اور جس کی گفتار تمہارے عمل میں زیادتی کا باعث ہو۔ اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد تازہ کردے۔''

(۳)۔ عن ابی ہریرہؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الرجل علی دھن خلیله

marfat.com

فلینظر احد کم من یخالل. (احمد۔ترمذی۔ابوداؤد۔بیہقی)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس تمہیں چاہیے کہ یہ دیکھو کہ وہ کس کے ساتھ دوستی قائم کر رہا ہے۔''

کتاب ہذا ''رہنمائے سالکان'' کی تیاری میں میرے فاضل عزیز اور مرید باصفا پروفیسر مشتاق احمد سیفی نے محنت شاقہ سے کام لیا ہے۔ اس میں ایسے موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے جو مبتدی سالک کے لیے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہر موضوع کو ممکنہ حد تک اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے تاہم غیر ضروری طوالت سے بھی اجتناب کیا گیا ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے سالکین پر طریقت کی راہیں وَا ہو جائیں گی۔ اور منزل کے حصول میں یہ کتاب بڑی ممد و معاون ثابت ہوگی۔

میری قلب کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ رب ذوالجلال اس کتاب کے مصنف و مؤلف پروفیسر صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اسے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

خاکِ راہ اہلِ قلوب

محمد عابد حسین سیفی

دار العلوم جامعہ جیلانیہ' نادر آباد نمبر ا'

بیدیاں روڈ' لاہور کینٹ۔

marfat.com

تقریظ

پیر طریقت' عاشق رسولؐ ' میاں محمد سیفی حنفی ماتریدی

(زیب آستانہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ محمدیہ' راوی ریان' حسین ٹاؤن' لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم. الحمد للہ رب العالمین. والصلوٰۃ و السلام علی رسولہ الکریم. اما بعد۔

زیرِ نظر کتاب ''رہنمائے سالکان'' میں عزیزم پروفیسر مشتاق احمد عابدی سیفی نے تصوف کے بنیادی مسائل، جن سے ایک مبتدی سالک کی آگاہی ضروری ہے' کو بڑے احسن طریقے سے بیان کیا ہے۔اور سالکین کے علاوہ دیگر افراد جو شریعت وطریقت سے خاصا لگاؤ رکھتے ہیں' وہ بھی باآسانی سمجھ کر اس کتاب سے پورا پورا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔انسانی زندگی میں علم کا حصول نہایت ضروری امر ہے۔اس کے بغیر انسان جاہل مطلق ہے۔علم والے اور بے علم شخص کی مثال آنکھوں والے اور اندھے کی سی ہے۔جس طرح یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح عالم اور جاہل کا برابر ہونا بھی ناممکن ہے۔شیخ سعدیؒ نے فرمایا:

پے علم چون شمع باید گداخت ۔ کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

یعنی ''علم کے حصول میں انسان کو سرتاپا شمع کے پگھلنے کی طرح کوشاں رہنا چاہیے کیونکہ علم کے بغیر اللہ تعالیٰ کی پہچان بھی ناممکن ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ مجادلہ میں ارشاد فرمایا: **یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت.**

''تم میں ایمان والوں کے اور ان بزرگوں کے جن کو علم عطا ہوا ہے اللہ تعالیٰ درجے بلند کر

marfat.com

دے گا۔"

اس علم سے مراد ہر دو علم یعنی شریعت و طریقت ہیں۔ شریعت پر عمل پیرا ہو کر طریقت کی راہوں پر گامزن ہوا جا سکتا ہے جبکہ حقیقت و معرفت اس کا پھل ہے۔ ہر علم کے حصول کے لیے کسی قابل و ماہر استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ طریقت کی راہ پر چلنے کے لیے بھی رہبر کامل کی ضرورت لازمی ہے۔ جو انسان (مرید) کی مکمل رہنمائی کے ساتھ ساتھ اس کو راستے میں پیش آنے والے خطرات سے محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ اگر مرید شیخ کامل و مکمل کی رہنمائی اور ہدایت کی روشنی میں اپنے سفر پر رواں دواں رہتا ہے تو منزل کا حصول اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ جس طرح ایک مریض اگر اپنے معالج کے بتائے ہوئے پرہیز کے ساتھ ساتھ اس کی ہدایت کے مطابق دوا کا صحیح استعمال کرتا ہے تو شفا جلد اور یقینی ہو جاتی ہے ورنہ صحت یابی کی بجائے الٹا مرض میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں اس امر پر بھی زور دیا گیا ہے کہ شیخ کامل و مکمل کی رہنمائی کے بغیر دنیا و آخرت کی بھلائی بہت مشکل ہے۔ علاوہ ازیں کتاب ہذا میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ مبارکہ کے معمولات تحریر کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی باقی سلاسل یعنی سلسلہ عالیہ چشتیہ، سلسلہ عالیہ قادریہ اور سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے معمولات اور اسباق بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ ایک مرید تمام سلاسل کے معمولات سے بھی واقف ہو کر کمالات کے حصول کے لیے کوشاں رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پروفیسر صاحب کی اس سعی و کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور جزائے خیر دے۔ آمین۔

خاکِ راہ اولیاء

مولانا محمد یوسف حنفی ماتریدی۔ آستانہ عالیہ راوی ریان لاہور

تقریظ

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، شیخ الحدیث، حضرت علامہ احمد الدین توگیروی سیفی

(علاقہ نواب صاحب رائے ونڈ روڈ، لاہور)

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰے خصوصاً علی سیّد نا و مولانا محمد المصطفٰے صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم وعلی آلہٖ و صحبہ البر دۃ التقی والنقی . اما بعد.

شریعت مطہرہ کے تین پہلو ہیں۔ پہلا احکام (اوامر ونواہی) کا علم، دوسرا ان پر عمل اور تیسرا عمل میں اخلاص۔ جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی قدست اسرارھم دفتر اوّل کے مکتوب نمبر ۴۰ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ''شریعت کے تین اجزا ہیں۔ علم۔ عمل اور اخلاص۔ تو طریقت اور حقیقت دونوں اس جزو اخلاص کو کمال تک پہنچانے میں شریعت کے خادم ہیں۔ اصل بات یہی ہے۔ لیکن ہر شخص کا فہم و ادراک یہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اکثر مخلوق خواب وخیال میں آرام کر رہی ہے۔ اخروٹ و ناریل پر اکتفاء کر چکی ہے۔ شریعت کے کمالات کو کیا پہنچانے گی؟ طریقت وحقیقت کی ماہیت کو کیا پائے گی؟ اکثر لوگ شریعت کو پوست اور حقیقت کو مغز خیال کر تے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے؟''

اس سے پہلے والے مکتوب نمبر ۳۹ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں۔

''کام کا دارومدار دِل پر ہے اگر دِل حق تعالیٰ سے غیر کے ساتھ گرفتار ہے تو خراب اور ابتر ہے۔ صرف ظاہری اعمال اور رسمی عبادات سے کام مکمل نہیں بن سکتا۔ دِل کو غیر حق تعالیٰ کی طرف توجہ سے سالم اور محفوظ رکھنا اور اعمال صالحہ، جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کے

marfat.com

کرنے کا شرعاً حکم ہے۔دونوں درکار ہیں۔اعمال صالحہ بدنیہ کی بجا آوری کے بغیر دل کی سلامتی کا دعویٰ باطل ہے۔جس طرح اس جہاں میں بدن کے بغیر روح متصور نہیں اسی طرح قلبی احوال کا حصول بھی بدنی اعمال صالحہ کے بغیر محال ہے۔"

گروہ صوفیہ کے سردار' تصوف کے امام، حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔علمنا هذا مشید بالكتاب وسنة۔(ہمارا علم (تصوف) کتاب وسنت سے آراستہ ہے)۔

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔"طریقت وحقیقت خادمانِ شریعت اند"۔(طریقت اور حقیقت دونوں ہی شریعت کے خادم وتابع ہیں)۔فقہ (احکام) ظاہر ہے تو تصوف اس کا باطن ہے۔"

تصوف کی دعوت' اسلام کی دعوت ہے۔اس کا فروغ' اسلام کا فروغ ہے۔تصوفِ اسلام کی معنوی قوت اور اس کی بقاء کا ضامن ہے۔اسلام اگر حقیقت ہے تو تصوف اس کا عرفان۔اسلام اگر تمدن ہے تو تصوف اس کا جوہر ہے۔اسلام اگر شریعت ہے تو تصوف اس کی روح۔تصوف اپنی حقیقت کے لحاظ سے خدا تک پہنچنے کا راستہ ہے۔یہ تزکیۂ نفس اور تعمیر سیرت کا خدائی نظام ہے یہ روحِ انسانی کی شناخت اور فطرت صحیحہ کی بازیافت ہے۔یہ صحتِ فکر اور حسن عمل کا آفاقی معیار ہے۔یہی وجہ ہے کہ تصوف عقائد' اخلاق' اعمال اور شریعت کے دیگر تمام اجزاء میں خون کی طرح گردش کر رہا ہے۔بڑے بڑے کبار محدثین اور فقہاء' صوفیائے کرام کے سامنے سر جھکائے نظر آتے ہیں۔اسی بناء پر امام شافعی علیہ الرحمۃ یہ اعلان کرتے نظر آتے ہیں۔يحتاج الفقيه الى معرفة اصلاح الصوفية عن العلم مالم يكن عبده (فقیہ اور صاحب علم ظاہر کو علم صوفیہ کی اشد ضرورت ہے تا کہ اس کا نقص دور ہو

marfat.com

سکے)۔

دوسری جانب حضرت داتا علی ہجویریؒ، غوث الاعظم محی الدین جیلانیؒ، شیخ بہاؤ الدین شاہ نقشبندؒ، خواجہ معین الدین اجمیریؒ، قطب الدین بختیار کاکیؒ، شیخ الصوفیہ مجدد الف ثانی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے سرخیل گروہ صوفیہ، کسی نہ کسی امام و مجتہد کی تقلید کرتے نظر آتے ہیں۔

اسی سبب سے ''رہنمائے سالکان'' کے مرتب نے فقہی مسائل میں سے نماز، عمامہ، اسبال فی الازار وغیرہ اور طریقت میں سے سلاسل اربعہ کے اسباق، مراقبات، ضرورتِ شیخ، آدابِ شیخ، فضیلت ذکر وغیرہم بیان کیے ہیں۔ کتاب مذکورہ کا انداز تحریر پرکشش اور عبارت سلیس ہے اور مبتدی سالکین کے معیار کو ملحوظ رکھتے ہوئے عام فہم انداز اختیار کیا گیا ہے تاکہ کم فہم سالک بھی مستفید ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ مرتبِ کتاب پروفیسر مشتاق احمد عابدی سیفی کو جزائے خیر دے۔ دنیا و آخرت میں کامرانی و کامیابی سے ہمکنار کرے۔ اس کتاب سے عام مومنین، بالخصوص سالکین کو تادیر استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

وما توفیقی الا باللہ العزیز المتین۔

حررۃ احمد الدین توگیروی سیفی

marfat.com

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت صوفی گلزار احمد سیفی

(زیب آستانہ عالیہ سیفیہ' بابا فرید کالونی' چونگی امر سدھو، لاہور)

زیر نظر کتاب ''رہنمائے سالکان'' جو مبتدی سالکین کے لیے انتہائی مفید ہے' پروفیسر مشتاق احمد عابدی سیفی دامت برکاتہ العالیہ نے بڑی عرق ریزی سے تالیف کی ہے۔ سالک کو ابتدائی طور پر جن امور سے واسطہ پڑتا ہے اور جن مسائل کی اسے تلاش ہوتی ہے بڑے احسن طریقے سے ان سب کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور کوئی ایسا مسئلہ ذکر نہیں کیا گیا جس کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہ ملتا ہو اور بزرگان دین کے عمل سے ثابت نہ ہو۔ قرآن مجید میں واضح طور پر ارشاد ہے کہ جنوں اور انسانوں کو فقط عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ ہر عبد اپنے جس عمل سے معبود حقیقی کا قرب حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے اسی کا نام عبادت ہے۔ عبادت کے احکامات خداوند قدوس نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمائے اور امام الانبیاء سرکار کون ومکان حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے ان احکامات پر نہ صرف خود عمل کیا بلکہ پوری انسانیت کے لیے بہترین نمونہ کی شکل میں پیش کیا۔ ہم انسانوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ رسول کریم فخر موجودات ﷺ کے اس اسوہ حسنہ (طرز عبادت) پر حتی الامکان عمل پیرا ہو کر جہاں خالق کائنات کی خوشنودی حاصل کریں' وہاں رحمت العالمین نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل کر کے نہ صرف اپنی دنیا وآخرت سنواریں بلکہ سرکار دوعالم ﷺ سے محبت کا ثبوت دیں۔

عشق رسول (ﷺ) ہی حیات مستعار کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ یہ نعمت وہ پارس ہے جو فانی حیات کو دائمی حیات میں بدل دیتی ہے (مولا کریم ہم سب کو اس نعمت سے

marfat.com

مالا مال کرے)۔

فاضل مؤلف نے اس کتاب میں جن موضوعات کو شامل کیا ہے ان سے یادِ الٰہی اور عشق رسول (ﷺ) کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اندازِ تحریر ایسا سادہ اور پر لطف ہے کہ ہر شخص اپنے دامن میں عبادت کے پھول سمیٹ کر دل و دماغ کو معطر کر سکتا ہے۔ جب انسان صحیح معنوں میں عبدیت کا رتبہ حاصل کر لے تو اسے معبودِ حقیقی کی رضا حاصل ہو جاتی ہے۔

خداوندِ قدوس سے دعا ہے کہ وہ پروفیسر صاحب کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین.

خاک راہ اتقیاء

صوفی گلزار احمد سیفی

marfat.com

تقریظ

پیر طریقت، رہبر شریعت صوفی محمد منشاء عابدی سیفی

(شاہ پور، ملتان روڈ لاہور۔ حال مقیم چک نمبر 17/1.R ضلع اوکاڑہ)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم .اما بعد.

عرصہ سے ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو مبتدی سالکین کی تشنگی کو مٹا سکے۔ جب کوئی سالک راہ سلوک پر گامزن ہوتا ہے تو اسے کچھ ایسے مسائل کی کٹھن گھاٹیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ جو اس کی دسترس سے باہر ہوتی ہیں۔ نیز طریقت کی وادیاں اس کے لیے اجنبی ہوتی ہیں۔ ایسے تمام امور سے کماحقہ عہدہ برآء ہونے کے لیے میرے برادر محترم پروفیسر حاجی میاں مشتاق احمد عابدی سیفی نے بڑی جانفشانی سے کام لے کر اس کتاب ''رہنمائے سالکان'' کو تالیف کیا جو مبتدی سالک کی بھرپور رہنمائی کرتی ہے اور راستے کے مشکل مرحلے بآسانی طے ہو جاتے ہیں۔ کتاب کا انداز بڑا سلیس رکھا ہے یعنی ترتیب وار ایک ایک سیڑھی چڑھتے ہوئے سالک منزل مقصود کی جانب رواں دواں ہوتا ہے۔ زبان ایسی سادہ اور دلنشین ہے کہ کم تعلیم یافتہ فرد بھی پوری طرح مستفید و مستفیض ہو سکتا ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اگر غیر سالک بھی خلوصِ دل سے اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اس کے دل میں بھی رب ذوالجلال اور نبی رحمت دو جہاں ﷺ کی محبت کی شمع ضرور روشن ہوگی۔ اور کتاب کا اصل مقصود بھی یہی ہے۔ ہر مبتدی سالک کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب کے مؤلف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

خاک راہ اصفیاء

صوفی محمد منشاء عابدی سیفی

marfat.com

حمد ربِّ کریم

اے وہ کہ ذاتِ بے نشاں، وجود ہے یکتا تیرا
ہر منزل شہود پر آئے نظر جلوہ تیرا
گلزار ہوں کہ خار ہوں ، صحرا ہو ں ، کہسار ہوں
ہر شے میں تیری قدرتیں، ہر چیز میں پردا تیرا
تو مالکِ کل کائنات تو صاحبِ امر کن ہے
کس کی بھلا مجال ہے کہ مانے نہ کہنا تیرا
عبادتوں کے لائق تو، مسجود تیری ذات ہے
مختارِ کل بس تو ہی تو، ہے ہر کوئی منگتا تیرا
ہے تو ہی خیر الرّازقیں ہر شے تیری محتاج ہے
ہے کل جہاں سے تو غنی ، اور بے غرض رُتبا تیرا
اِس قدر تیری نعمتیں عاجز ہوئے حساب بھی
ہے گنگ میری یہ زباں کیا شکر کرے ادا تیرا
مشتاقؔ جیسے عاصیوں کی ہے دُعا میرے خدا
بخشش کے طلبگار ہیں رحمت کا دَر ہو وَا تیرا

(پروفیسر مشتاق احمد عابدی سیفی)

marfat.com

نعت رسولِ کریم

(پروفیسر مشتاق احمد عابدی سیفی)

تخلیقِ حق تعالیٰ کے گوہر میرے حضور ﷺ
ہیں جملہ مخلوقات کے سَرور میرے حضور ﷺ

وہ حقیقت الحقائق ہیں اور نورِ اوّلیں
انساں کے کامل ہونے کا مظہر میرے حضور ﷺ

ٹھہرے وہ پیشوائی کے لائق اِسی لئے
سب انبیاء سے افضل و بَرتَر میرے حضور ﷺ

جو دائرۂ اتباع میں آیا، سنور گیا
انسانیت کی راہ کے رہبر میرے حضور ﷺ

اس بارگاہ سے کوئی بھی محروم نہ رہا
جُود و سخا و عطا کے پیکر میرے حضور ﷺ

یہ مہر و ماہ اور انجمِ تاباں ہیں خوشہ چیں
دونوں جہاں میں سب سے ہیں انور میرے حضور ﷺ

سیاست، معاشرت ہو، عدالت ہو، بندگی
ہر پہلوئے حیات کے شہپر میرے حضور ﷺ

ہر حسنِ با کمال پہ ٹھہرے نہ یہ نظر
ہر حسنِ با کمال سے بڑھ کر میرے حضور ﷺ

مشتاقؔ درد مند ہے، بے کس ہے، بے نوا
فریاد لے کے آیا ہے دَر پر میرے حضور ﷺ

marfat.com

توبہ واستغفار

توبہ کا لفظ ''توب'' سے ماخوذ ہے۔اس کے لغوی معنی ہیں ''لوٹ آنا''، مگر شرعی اصطلاح میں توبہ سے مراد یہ ہے کہ ''انسان گناہ کو گناہ سمجھ کر اُسے چھوڑ دے۔مگر اس کے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ نہ صرف گناہوں سے باز آجائے بلکہ اپنے کیے پر سخت شرمندہ بھی ہو اور دوبارہ کبھی گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ بھی کرے''۔انسان اگر ندامت وشرمندگی کا احساس نہیں کرتا اور آئندہ کے لیے بھی باز نہیں رہتا، تو پھر وہ توبہ نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

فَتُوْبُوْ اِلٰی بَارِ ئِکُمْ۔(البقرہ۔۵۴)۔ (پس تم اپنے خالق کے حضور توبہ کرو۔)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا۔(التحریم۔۸)

(اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو۔)

بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ عن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سئل عن التوبہ النصوح قال ان یتوب الرجل من العمل السئی ثم لا یعود الیہ ابدا۔

(حضرت نعمانؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ توبہ النصوح کیا ہے؟ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ انسان بُرے کاموں سے توبہ کرے اور پھر دوبارہ ان کے پاس کبھی نہ جائے۔)

مدارج السالکین، ص ۳۰۹ میں تحریر ہے:

marfat.com

قال الحسن البصری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ھی ان یکون العبد نادما علی مامضی مجمعا علی ان لا یعود فیہ.

(حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توبہ النصوح سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنے پہلے گناہوں پر پشیمان ہو اور پختہ ارادہ کرلے کہ وہ دوبارہ گناہ نہیں کرے گا۔)

اس سے ثابت ہوا کہ خالص اور سچی توبہ یہ ہے کہ انسان نہ صرف ہر ممکن گناہوں سے پرہیز کرے بلکہ اس کا اثر اس کے اعمال سے بھی ظاہر ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ توبہ کے بعد گناہ کی طرف بالکل نہ لوٹے جیسے کہ تھن سے نکلا دودھ واپس نہیں جاتا۔ اہل سنت کے نزدیک تمام گناہوں سے توبہ کرنا واجب اور ضروری ہے۔ خواہ وہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ اگر کوئی شخص بعض گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور بعض سے نہیں، تو ان بعض گناہوں سے اس کی توبہ قبول ہوگی اور جن سے توبہ نہیں کی وہ اس کے ذمے باقی رہیں گے۔ لہٰذا چاہیے کہ ان تمام باقی ماندہ گناہوں سے بھی توبہ کرے۔

توبہ واستغفار میں فرق

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَأَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا۔ (ھود۔۳۲)

(اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر توبہ کرو۔ وہ تمہیں اچھا انعام دے گا۔)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے استغفار کا حکم فرمایا اور پھر توبہ کا۔ استغفار کا معنی ''معافی مانگنا'' اور توبہ کا معنی ''گناہ سے باز آنا'' ہے۔ اگرچہ کبھی استغفار سے بھی مراد توبہ لی جاتی ہے۔ لیکن استغفار (معافی مانگنا) توبہ کا نام نہیں ہے۔

روح البیان جلد اول صفحہ نمبر ۹۱ میں تحریر کیا گیا ہے۔

الاستغفار لا یکون توبہ بالا جماع مالم یقل معہ تبت واسات ولا اعود الیہ

marfat.com

ابدا فاغفر لی یارب. (استغفار توبہ نہیں ہے بہ اجماع واتفاق۔ جب تک کہ بندہ یوں نہ کہے میں نے توبہ کی اور میں نے برا کیا اور برائی کی طرف لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ پس اے رب! مجھے بخش دے۔)

بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

■ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللّٰہ اشد فرحا بتوبة عبده حین یتوب الیه احد کم کان علی راحله بارض فلاه فانفلتت منه و علیها طعامه و شرابه فائیس منها فاتی شجره فاضطجع فی ظلها قد انیس من راحلته فبینها هو کذلک اذهو بها قائمه عنده فاخذ بخطامها ثم قال من شدة الفرح اللهم انت عبدی و انا ربک اخطا من شدة الفرح. (مسلم۔ ج۳۔ ص۳۵۵)

(حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ اللہ سے توبہ کرتا ہے تو وہ اپنے بندہ کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔ اس قدر خوش، اتنا خوش کہ تم میں سے وہ شخص بھی نہ ہوگا جو اپنی سواری پر ایک چٹیل میدان میں جارہا ہو پھر وہ سواری گم ہوگئی اور اس پر اس کا کھانا اور پانی بھی ہو اور وہ (کافی تلاش کے بعد) ناامید ہو کر ایک درخت کے پاس آکر اس کے سایہ میں لیٹ گیا ہو۔ پس وہ اسی غمزدہ حالت میں پڑا ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آکھڑی ہو اس نے اس کی رسی پکڑ لی ہو اور خوشی کی زیادتی کے سبب اس کے منہ سے یہ غلط الفاظ نکل گئے ہوں اے اللہ! تو میرا بندہ، میں تیرا رب ہوں۔)

■ عن ابی هریره رضی اللہ تعالی عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم اللّٰہ افرح بتوبة عبده من العقیم الوالد و من الضال الواجد و من الظمان الوارد۔ (جامع صغیر۔ ج۲۔ ص۱۲۱)

marfat.com

(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے اس سے بڑھ کر خوش ہوتا ہے جتنا کہ اولاد سے ناامید باپ کو بچے کے پیدا ہونے پر، گمشدہ چیز کے مالک کو اس کے دوبارہ ملنے پر اور نہایت ہی پیاسے کو پانی پر آکھڑے ہونے سے ہوتی ہے۔)

توبہ کا ثواب اور فضیلت

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱۔ إِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. (الفرقان۔۶۹)

(مگر جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت ہی بخشنے والا، مہربان ہے۔)

۲۔ إِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا۔ (مریم،۶۰)

(مگر جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لے آئے اور نیک کام کئے، سو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔)

۳۔ عن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبسط یدہ بالیل لیتوب مسئی النھار ویبسط یدہ بالنھار لیتوب مسئی الیل حتی تطلع الشمس من مغربھا۔ (صحیح مسلم)

(حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرلے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے کہ رات کا گنہگار توبہ کرے (یہ سلسلہ جاری رہے گا) حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع کرے (یعنی

marfat.com

قیامت آجائے)۔)

۴۔ فمن تاب الی اللّٰہ توبہ نصوحا انسی اللہ حافظیہ وجوارحہ و بقاع الارض کلھا خطایاہ و ذنوبہ۔ (جامع صغیر۔ج۲۔ص،۱۲۱)

(پس جس نے اللہ کی طرف پکی توبہ کی اللہ تعالیٰ اس کے محافظ فرشتوں کواور اس کے جسم کے اعضاء کواور زمین کی تمام جگہوں کواس کے گناہ بھلادیتا ہے۔)

۵۔ عن ابی امامہ رضی اللّٰہ عنہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم قال ان صاحب الشمال لیرفع القلم ست ساعت عن العبد المسلم المخطی اوالمسئی فان ندم واستغفر منھا ابقاھا و الا کتبت واحدہ۔ (رواہ طبرانی۔مجمع الزوائد)

(حضرت امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: کہ بائیں طرف والا فرشتہ (جو برائیاں لکھتا ہے) خطا کار' گنہگار مسلمان بندے سے چھ گھڑیوں تک لکھنے سے قلم کو اٹھا لیتا ہے پھر اگر وہ شرمندہ ہوا اور اس نے استغفار کرلیا تو وہ قلم رکھ دیتا ہے ورنہ ایک گناہ لکھ لیتا ہے۔)

۶۔ عن ابی سعید رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم قال الندم توبہ والتائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ (رواہ طبرانی۔مجمع الزوائد)

(حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ: (گناہ پر) پشیمان ہونا توبہ ہے اور گناہ کی توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ نہیں کیا۔)

۷۔ عن ابی عباس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من لذم الاستغفار جعل اللّٰہ لہ من کل ضیق مخرجا و من کل ھم فرجا ورزقہ من حیث لا یحتسب۔ (سنن ابن ماجہ۔ص،۲۷۱)

marfat.com

(حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص استغفار کو اپنے اوپر لازم کرلے تو اللہ تعالیٰ ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ اس کے لیے نکال دیتا ہے اور ہر رنج وغم سے اس کو نجات دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق بہم پہنچاتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔)

توبہ کی شرطیں

صحیح اور سچی توبہ کی شرائط یہ ہیں:

۱۔ اوامر ونواہی کی خلاف ورزی پر پشیمان ہونا۔

۲۔ ہر حالت اور ہر گھڑی میں گناہوں کو ترک کرنا۔

۳۔ سابقہ گناہوں کی طرف رجوع نہ کرنا۔

توبہ کرنے والے کی شناخت

سچی توبہ کرنے والے کی پہچان یہ ہے کہ وہ:

۱۔ اپنی زبان کو قابو میں رکھے۔

۲۔ کسی کے لئے اپنے دِل میں حسد نہ رکھے۔

۳۔ بُرے آدمیوں سے دُور رہے۔

۴۔ ہر وقت موت کے لئے تیار رہے۔

توبہ قبول ہونے کی پہچان

جب توبہ کرنے والا۔۔۔۔۔(۱) فاسق اور گنہگار لوگوں سے بالکل جُدا ہو جائے۔ (۲) ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے باز رہے اور عبادتوں کی طرف راغب رہے۔(۳) دُنیا کی خوشی اُس کے دِل سے دُور ہو جائے اور آخرت کا غم وفکر اُسے لاحق رہے۔(۴) تلاشِ رزق اور فکرِ معاش سے اُس کا دِل فارغ ہو جائے۔۔۔۔۔تو جان لو کہ اُس کی توبہ قبول ہو گئی۔

marfat.com

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توبہ کے چار ستون ہیں۔

۱۔ زبان سے استغفار پڑھنا۔

۲۔ دل میں (گناہ پر) پشیمان ہونا۔

۳۔ اعضاء کو گناہوں سے بچائے رکھنا۔

۴۔ دل میں یہ نیت رکھنا کہ آئندہ ایسا گناہ نہیں کروں گا۔

توبہ واستغفار کے اوقات

صحیح بخاری شریف میں ہے:

عن ابی عمر رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم توبوا الی اللہ فانی اتوب الیه کل یوم مائة مرة۔

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے حضور توبہ کرو اس لیے کہ میں ہر روز دن میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔)

اس سے معلوم ہوا کہ استغفار و توبہ کسی وقت بھی کی جا سکتی ہے، البتہ سحری کا وقت اس کی قبولیت کے لیے انتہائی موزوں ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

۱۔ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ۔ (سورہ آل عمران۔ آیت ۱۷)

(اور گناہ بخشوانے والے پچھلی رات میں۔)

۲۔ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ (الذریت۔۱۸)

(ایمان والے صبح کے وقت معافی مانگتے ہیں۔)

صحیح بخاری جلد اول میں ہے:

عن ابی هریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال ینزل ربنا تبارک و تعالی کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل

marfat.com

الاخر یقول من یدعونی فاستجیب له من یسئالنی فاعطیه من یستغفرنی فاغفر له۔

(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہمارا پروردگار ہر رات کو آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے حتیٰ کہ پچھلی تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو فرماتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے (اپنے گناہوں کی) بخشش طلب کرے، میں اسے بخش دوں۔)

درمنثور، جلد دوم میں ہے۔

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ عنه قال امر نا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان نستغفر بالا سحار سبعین استغفار۔

(حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ہمیں حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ سحری کے وقت ستر دفعہ استغفار کی دعا کیا کریں۔)

علاوہ ازیں ان اوقات میں بھی استغفار کی جا سکتی ہے۔

۱۔ نماز پڑھنے کے بعد۔
۲۔ گناہ واقع ہو جانے کے بعد۔
۳۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد۔
۴۔ وضو کرتے وقت۔
۵۔ وضو کرنے کے بعد۔
۶۔ سوتے وقت۔
۷۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد۔
۸۔ مسجد سے نکلنے کے وقت۔
۹۔ قعدہ میں التحیات کے بعد۔
۱۰۔ موت کے وقت۔
۱۱۔ نماز جنازہ میں۔
۱۲۔ میت کو دفن کرنے کے وقت۔
۱۳۔ حاجی کی ملاقات کے وقت۔
۱۴۔ سورج اور چاند کو گرہن کے وقت۔
۱۵۔ زلزلے کے وقت۔
۱۶۔ غم اور تنگی کے وقت وغیرہ۔

marfat.com

توبہ کب ختم ہوگی

صحیح مسلم، جلد دوم میں ہے۔

عن ابی هريره رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من تاب قبل ان تطلع الشمس من مغربها تاب الله عليه۔

(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص آفتاب کے مغرب سے نکلنے (یعنی قیامت) سے پہلے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔)

سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۲۹۵ میں تحریر ہے۔

عن صفوان بن عسال رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ان الله تعالیٰ جعل بالمغرب بابا عرضه مسيره سبعين عاما للتوبه لا يغلق مالم تطلع الشمس من قبله۔

(حضرت صفوان بن عسالؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مغرب کی جانب توبہ کا ایک دروازہ بنایا ہے، جس کا عرض ستر برس کی مسافت ہے اور یہ دروازہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے نہ نکلے (یعنی قیامت نہ آئے)۔)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ انسان جس قدر جلد توبہ کی سعادت حاصل کرلے، اسی قدر اس کے لیے زیادہ مفید ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

marfat.com

طہارت

دینِ اسلام کی بنیاد طہارت پر ہے۔طہارت کا مفہوم ہے بدن، رُوح، قالب اور قلب کو ظاہری گندگیوں اور باطنی آلائشوں سے پاک وصاف کرنا۔اسی لیے اسلام میں طہارت و پاکیزگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔

فرمانِ خداوندی ہے:۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۔ (التوبہ۔آیت،۱۰۸)

(اوراللہ پاک وصاف لوگوں سے محبت کرتا ہے۔)

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ۔

(سورہ المائدہ۔آیت،٦)

(اللہ تعالیٰ تم پر تنگی نہیں چاہتا البتہ تم کو پاکیزہ بنانا چاہتا ہے۔)

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ پاک ہے۔

۱۔ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ۔ (طہارت ایمان کا حصہ ہے۔)

۲۔ اَلدِّيْنُ هُوَ النَّظَافَةُ۔ (دین اسلام سراسر طہارت اور پاکیزگی کا نام ہے۔)

۳۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ۔

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی طہارت ہے۔)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ہمیشہ پاک وصاف رہا کرو، رزق میں برکت ہوگی۔

marfat.com

طہارت کی چار اقسام۔

۱۔ ظاہری بدن کو حَدَث (بے وضو ہونا) اور ہر قسم کی نجاست و فضلات وغیرہ سے پاک کرنا۔

۲۔ اعضائے بدن کو تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں اور خطاؤں سے پاک کرنا۔

۳۔ دل کو ہر قسم کے بُرے اَخلاق (مثلاً تکبر، حسد، ریا کاری، کینہ وغیرہ) اور ناپسندیدہ خصائل سے پاک کرنا۔

۴۔ اپنے باطن کو ماسوا اللہ سے پاک کرنا۔

ظاہری طہارت دراصل باطنی طہارت کا ایک ذریعہ ہے۔ جب انسان شریعت کے احکام پر عمل پیرا ہونے کے لیے اپنے بدن اور اعضاء کو ظاہری طہارت کا پابند بناتا ہے تو یہی طہارت آہستہ آہستہ اس کے قلب و روح پر اثر ڈال کر اسے بھی پاکیزہ بنا دیتی ہے۔ ظاہری طہارت کے لیے جس طرح پانی کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ندامت اور توبہ کے آنسوؤں سے باطنی طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔ انسان جب ظاہری و باطنی آلائشوں سے پاک ہو کر عبادت کرتا ہے تو اس کے دل میں عبادت کے نور سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور یاد جاگزین ہو جاتی ہے۔ پھر اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ یاد نہیں رہتا۔ اس کا ہر کام اسی کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ وہ جس قدر اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت کرتا ہے، اس کا عکس اس کے قول و فعل میں نظر آتا ہے۔ طہارت و پاکیزگی پر قائم و دائم رہنے سے انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس کی روح کو ملکوتی کمالات حاصل ہو جائیں جبکہ نجاست و ناپاکی میں غرق رہنے والا شخص شیطان کا ساتھی ہوتا ہے۔ جو ہمیشہ ظلمت و تاریکی کی غاروں میں گم ہو جاتا ہے۔

استنجا کرنا اور اس سے متعلق دیگر امور:

شریعت مطہرہ ہمیں طہارت پر گامزن رکھنے کے لیے استنجا تک کے طریقے

marfat.com

بتلاتی ہے۔

۱۔ بیت الخلاء میں جانے سے قبل یہ دعا پڑھیں جو کہ احادیث میں ثابت ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔ (اے اللہ! تحقیق میں تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں نر خبیثوں اور مادہ خبیثوں سے)۔

۲۔ بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔ (حمد کے لائق ہے اللہ جس نے دُور کیا دُکھ مجھ سے اور آرام بخشا مجھے۔)

۳۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھیں پھر دایاں جبکہ باہر نکلتے وقت اس کے برعکس پہلے دایاں پاؤں باہر رکھیں پھر بایاں۔

۴۔ بیت الخلاء میں ننگے سر جانا مکروہ ہے۔

۵۔ ہمیشہ بیٹھ کر بول و براز کریں۔ اور اس انداز سے بیٹھیں کہ وزن بائیں پاؤں پر ہو۔ البتہ اگر کسی انتہائی مجبوری یا عذر کی وجہ سے نہ بیٹھ سکیں تو پھر لیٹ کر یا کھڑے ہو کر کرنے کی اجازت ہے۔

۶۔ بیت الخلاء میں کسی قسم کا کام نہ کریں۔

۷۔ پیشاب کے لیے نرم جگہ پر بیٹھیں یا ایسی جگہ پر بیٹھیں کہ چھینٹے آپ کے جسم یا کپڑوں پر نہ پڑیں۔

۸۔ سورج یا چاند کی طرف منہ کر کے، سایہ دار پھلدار درخت کے نیچے، کسی سوراخ میں، راستہ، قبرستان، کنوئیں یا حوض میں، چشمہ کے کنارے، مسجد یا عیدگاہ کے پہلو میں (جس جگہ بے پردگی ہوتی ہو) پیشاب یا پاخانہ نہیں کرنا چاہیے۔

۹۔ جس جگہ وضو یا غسل کیا جاتا ہو وہاں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

marfat.com

۱۰۔ بول و براز کے وقت کعبہ شریف کی طرف نہ تو رُخ ہو اور نہ پیٹھ۔

۱۱۔ استنجاء بائیں ہاتھ سے کریں۔

۱۲۔ شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئیں۔ اگر بول و براز ایک ساتھ ہوں تو پہلے پیشاب کے مقام کو اور پھر پاخانہ کے مقام کو ڈھیلے سے خشک اور صاف کریں۔ اگر صرف پانی سے بھی طہارت کر لی جائے تو بھی جائز ہے۔

وضو کرنا:

وضو کا شرعی معنی یہ ہے کہ انسان اپنے چار مخصوص اعضاء کو مخصوص طریقہ سے پانی سے دھوئے۔

قرآن کریم میں حکم باری تعالیٰ ہے۔

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ (المائدہ۔ آیت ۶)

(اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کی تیاری کرو تو اپنے منہ دھوؤ اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔)

یہ چاروں اعضاء پورے جسم کے قائم مقام ہیں، لہٰذا اِن کا دھونا گویا پورے جسم کا دھونا ہے۔

طہارت میں استنجا کے بعد وضو کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کے احکام اور سنت کے مطابق اگر اچھی طرح وضو کیا جائے تو اس سے نہ صرف جسمانی اعضاء کی میل کچیل دُور ہو جاتی ہے بلکہ اس کی باطنی نجاست بھی دھل جاتی ہے۔

وضو کی اہمیت کے بارے میں چند احادیث درج کی جاتی ہیں:۔

۱۔ عن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من توضاء فاحسن الوضو خرجت خطایاہ من جسد حتی تخرج من تحت

marfat.com

اظفارہ۔　(بخاری۔مسلم)

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول پاک ﷺ نے جس نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا تو اس کے جسم سے تمام گناہ نکل جائیں گے۔ یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی۔)

۲۔ عن ابی امامه قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ان العبد اذا غسل یدیه خرجت خطایا من یدیه و اذا غسل وجهه و تمضمض و تشوص واتنشق ومسح راسه خرجت خطایا سمعه و بصره ولسانه و اذا غسل ذراعیه و قدمیه کان کیوم ولده امه۔　(طبرانی)

(حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بندہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں اور کلی کرتا ہے اور منہ کو اچھی طرح صاف کرتا ہے اور ناک صاف کرتا ہے اور سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے کان، آنکھ اور زبان کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور اپنی کلائیاں اور پاؤں دھوتا ہے تو ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج اس کی ماں نے جنا ہو۔

۳۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جس کے سبب اللہ تعالیٰ خطائیں محو کر دے اور درجات بلند کرے۔ عرض کی: ہاں یا رسول اللہ ﷺ فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس وقت وضو ناگوار ہوتا ہے اس وقت وضو کامل کرنا اور مسجدوں کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار۔)

۴۔ صحیح مسلم میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی وضو کرے اور کامل وضو کرے پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہے

marfat.com

''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ''

اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہے، داخل ہو جائے۔

۵۔ طبرانی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر شاق ہوگا تو میں ان پر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔

۶۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں (یعنی ان کا حکم ہر شریعت میں تھا)۔ مونچھیں کترانا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کی چنتیں دھونا، بغل کے بال دور کرنا، زیر ناف بال دور کرنا، استنجا کرنا اور کلی کرنا۔

اسی سلسلے میں حضرت سیدنا علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش کا فرمان بھی ہمارے لیے راہنمائی کا مینارہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''طہارت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ظاہری اور دوسری باطنی۔ جس طرح بدن کی پاکیزگی اگر نہ ہو تو نماز درست نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر دِل کی پاکیزگی نہ ہو تو معرفت درست نہیں ہوتی۔ طہارت ظاہری یعنی بدن کی طہارت پانی سے ہوتی ہے اور دِل کی طہارت توحید سے ہوتی ہے، جو طہارت ظاہری پر دلالت کرتی ہے۔ فرشتے اسے دوست رکھتے ہیں۔ اور جو طہارت باطنی یعنی باطن میں توحید پر قیام کرتا ہے، خدا تعالیٰ اسے دوست رکھتا ہے۔ پس لازم ہے کہ ظاہری و باطنی دونوں طہارتوں میں موافقت رہے۔ یعنی وضو کے لیے ہاتھ دھوئے تو دِل کو دنیاوی دوستی سے دھو ڈالے۔ جب پانی سے دہن صاف کرے تو لازم ہے کہ دہن کو غیر کے ذِکر سے خالی رکھے۔ اور جب نتھنوں میں پانی ڈالے تو شہوتوں کو اپنے اوپر حرام کرلے اور جب منہ دھوئے تو لازم ہے کہ تمام اشیائے مالوفہ (پیاری) سے منہ

marfat.com

پھیر کر خدائے بزرگ و برتر کی طرف منہ کرے۔ اور جب ہاتھ دھوئے تو تمام شہوتوں سے کنارہ کرے، اور سر پر مسح کرے تو اپنے امر کو خدائے اعلیٰ کے سپرد کر دے اور جب پاؤں دھوئے تو حکم الٰہی کی موافقت کی نیت کرے۔ جب یہ کرے گا تو ظاہر اور باطن دونوں کی پاکیزگیاں حاصل ہو جائیں گی"۔

وضو کے فرائض:

وضو کے چار فرائض ہیں، ان کے بغیر وضو نہیں ہوتا۔

۱۔ منہ دھونا ۲۔ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔
۳۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ۴۔ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں:

۱۔ نیت کرنا ۲۔ بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا۔
۳۔ دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا۔ ۴۔ کلی کرنا۔
۵۔ مسواک کرنا۔ ۶۔ ناک میں پانی چڑھانا۔
۷۔ داڑھی کا خلال کرنا۔ ۸۔ پورے سر کا مسح کرنا۔
۹۔ کانوں کا مسح کرنا۔ ۱۰۔ پے در پے وضو کرنا کہ پہلا عضو سوکھنے نہ پائے۔
۱۱۔ ترتیب قائم رکھنا۔ ۱۲۔ ہر عضو کو تین بار دھونا۔

چند اور باتیں

۱۔ بغیر وضو نماز نہیں ہوتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔

۲۔ بغیر وضو قرآن پاک کو چھونا جائز نہیں۔

۳۔ جنابت کی حالت میں سونا یا کھانا چاہیں تو پہلے استنجا کریں اور نماز والا وضو کریں۔

marfat.com

۴۔ حتی الامکان باوضو سوئیں اور بیدار ہوتے ہی وضو کرلیں، نیز ہر وقت باوضو رہیں۔

غسل کرنا:

غسل کا مفہوم ہے پورے بدن کو دھونا' عرف عام میں نہانا کہلاتا ہے۔ پورے بدن کی صفائی کے لیے غسل ضروری ہے۔ علاوہ ازیں ان حالات میں غسل کرنا فرض ہے۔ قرآن پاک اور احادیث میں غسل کا مفہوم واضح ہے۔

۱۔ منی کا شہوت سے نکلنا۔

۲۔ سوتے میں احتلام ہونا۔

۳۔ عورت مرد کا مباشرت کرنا خواہ منی نکلے یا نہ نکلے۔

۴۔ عورت کا حیض سے فارغ ہونا۔

۵۔ نفاس کا ختم ہونا۔

۶۔ علاوہ ازیں جمعہ، عید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت نہانا سنت ہے۔

غسل کے فرائض:

غُسل کے تین فرض ہیں۔

۱۔ غرغرہ کرنا' اس طرح کہ پانی حلق کی جڑ تک چلا جائے۔

۲۔ ناک میں پانی ڈالنا کہ جہاں تک نرم جگہ ہے، دُھل جائے۔

۳۔ سارے بدن پر پانی بہانا کہ کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

غسل کی سنتیں:

۱۔ پہلے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھونا، استنجا کرنا اور اگر کوئی نجاست وغیرہ لگی ہو تو اس کو دھو کر دور کرنا۔

marfat.com

۲۔ نماز والا وضو کرنا۔

۳۔ تین مرتبہ داہنے کندھے اور تین مرتبہ بائیں کندھے پر پانی بہانا۔

۴۔ تین مرتبہ سر پر اور پورے بدن پر پانی بہانا۔

چند اور باتیں

۱۔ جمعہ اور عیدین کی نمازوں کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

۲۔ احرام باندھتے وقت اور عرفہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔

۳۔ غسل خانہ کی اگر چھت ہے اور باپردہ ہے تو ننگے نہانا جائز ہے۔ اگر چھت نہیں تو کپڑا باندھ کر غسل کریں۔

.......☆.......☆.......☆.......☆.......☆.......

حدیث رسول پاک ﷺ

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں:۔

۱۔ سلام کا جواب دینا۔

۲۔ بیمار پرسی کرنا۔

۳۔ جنازے کے ساتھ جانا۔

۴۔ دعوت قبول کرنا۔

۵۔ چھینک کا جواب دینا۔

marfat.com

نماز کی اہمیت وفضیلت

خالق کائنات کا ارشاد ہے۔

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِ نْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ (الذریات۔آیت،۵۶)

(اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔)

عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ عبد (بندہ) اپنے معبود (مالک) کے ایک ایک حکم کو دِل و جان سے جانے اور ہر ایک حکم پر عمل کر کے اپنے مالک کو خوش کرے اور اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرے۔کوئی بھی مالک جب اپنے بندے سے خوش ہو جاتا ہے تو وہ اس پر بے انتہا انعام وکرام کی نوازشیں کر دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا مالک، خالق اور رازق ہے، اس نے اپنی مخلوق خصوصاً انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔تو پھر انسان کا فرض ہے کہ اتنی نعمتوں کے حصول کے بدلے میں اس کا شکر ادا کرے۔قرآن پاک کے تمام اوامر ونواہی پر عمل کرنے کا نام ہی عبادت ہے۔عبادت کے کئی طریقے ہیں۔ان میں سب سے عمدہ نماز ہے۔نماز کی فرضیت کے بارے میں قرآن پاک میں بہت زیادہ احکامات ہیں۔ چند ایک تحریر کیے جاتے ہیں۔

۱۔ اَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (الروم۔آیت،۳۱)

(نماز قائم کرو اور مشرک نہ بنو۔)

۲۔ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلٰوتِ۔ (سورہ البقرہ۔آیت،۲۳۸)

(تمام نمازوں کی حفاظت کرو۔)

۳۔ رِجَالٌ لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ۔ (النور۔آیت،۳۷)

marfat.com

(نیک مرد وہ ہیں کہ اُن کو اُن کی تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ وہ قیامت کے اُس دن سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دِل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔)

۴۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔

(المومنون۔ آیات ۱۔۲)

(کامیاب ہو گئے وہ مومن جو نماز خشوع یعنی اللہ کے خوف سے پڑھتے ہیں۔)

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ خشوع و خضوع کا تعلق دل سے ہے نہ کہ ظاہری حرکات سے۔

۵۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ (البقرہ۔ آیت ۱۵۳)

(اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرو۔)

ایک اہم پہلو کی طرف آپ کی توجہ دلانا بھی ضروری ہے، وہ یہ کہ ہر چیز کی ایک خاصیت ہوتی ہے جب تک وہ چیز اپنی اس خاصیت کی حامل ہے وہ چیز آپ کے لیے کارآمد ہے ورنہ بیکار ہے۔ مثلاً آگ کی خاصیت حرارت اور روشنی دینا ہے۔ یہ خاصیت نہ ہو تو فضول۔ تلوار کی خاصیت کاٹنا ہے، نہ ہو تو محض لوہے کا ٹکڑا۔ پٹرول کی خاصیت انجن کو چلانا ہے، نہ چلائے تو بس پانی جیسی مائع ہے۔ اسی طرح خود معبودِ حقیقی نے نماز کی ایک خاصیت بیان فرمائی ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔ (العنکبوت۔ آیت ۴۵)

(تحقیق نماز ایسی چیز ہے جو تمہیں بُری باتوں اور بے حیائی سے بچاتی ہے۔)

تو گویا نماز کی یہ خاصیت ہوئی کہ ہر طرح کے گناہوں اور برائیوں سے بچا لیتی ہے۔ غور کیجئے کہ اگر ایک طرف نمازیں بھی پڑھیں اور دوسری جانب خود کو گناہوں، برائیوں اور بے حیائیوں

marfat.com

سے محفوظ بھی نہ کریں تو ایسی نمازیں بیکار ہیں۔ وہ ریا کاری کا نمونہ اور ورزش تو ہو سکتی ہیں، اصل عبادت نہیں ہو سکتیں۔ ایسی ہی نمازوں کے بارے میں خداوند عالم کا حکم ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۔ (الماعون۔ ۴،۵)

(خرابی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز بھلا بیٹھے ہیں۔ یعنی اس کی اہمیت سے بے خبر ہیں)

نماز کے بارے میں ہادئ برحق سرور کائنات آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے بھی بہت سے ارشادات گرامی ہیں۔ سب کا تذکرہ باعث طوالت ہوگا۔ صرف ایک حدیث پاک پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (نماز مومنوں کی معراج ہے۔)

معراج کے لغوی معنی تو بلندی پر جانے کے ہیں۔ لیکن اس سے مراد نبی رحمت ﷺ کا اللہ پاک کا دیدار ہے۔ جس سے انہیں عرش معلیٰ پر بلا کر مشرف کیا گیا۔ ہم انسان اس رتبے پر تو نہیں پہنچ سکتے کہ رسول مقبول ﷺ کی طرح براہ راست اللہ سبحانہ کا دیدار کر سکیں۔ لیکن ہمارے لیے یہ کتنے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آپ ﷺ کا امتی ہونے اور آپ ﷺ کے وجود مسعود کے صدقے میں اللہ تبارک وتعالیٰ مومن کو بھی معراج کے درجے سے سرفراز کر سکتا ہے۔ اور اس کا آسان طریقہ نماز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب تم نماز پڑھنے لگو تو اس طرح پڑھو کہ گویا تم اللہ پاک کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم اس طرح پڑھو کہ وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے"۔ یہ امر قابل غور ہے کہ جب کوئی مزدور یہ سمجھے کہ اس کا مالک اسے دیکھ رہا ہے یا غلام یہ جانے کہ اس کا آقا اسے دیکھ رہا ہے یا طالب علم یہ محسوس کرے کہ اس کا استاد اسے دیکھ رہا ہے۔ تو وہ اپنے کام/فرض کی طرف بھرپور توجہ دیتا ہے اور اس کام کو نہایت احسن طریقے سے سرانجام دیتا ہے۔ اس طرح مالک یا آقا یا استاد بہت خوش ہو کر اسے انعامات سے بھی نوازتا ہے۔ اسی طرح مومن بھرپور توجہ اور

marfat.com

نہایت اخلاص سے ادا کی ہوئی نماز سے معراج کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ خشوع کے متعلق فرمایا۔ ''نمازی کو تیر مارا جائے تو اُسے خبر نہ ہو۔''

حضرت مالک بن دینار ؒ کا قول ہے کہ ''اعمال میں سب سے پیارا عمل خلوص ہے۔ خلوص کو عمل کے ساتھ وہی نسبت ہے جو روح کو بدن کے ساتھ''۔

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ پاک سے یوں دعا کیا کرتی تھیں کہ ''اے میرے پروردگار! اگر میں دوزخ کے خوف سے تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں ڈال دے، اگر بہشت کی امید پر میں تیری عبادت کرتی ہوں تو بہشت مجھ پر حرام کر دے، اور اگر تیرے دیدار کی خاطر عبادت کرتی ہوں تو یہ مجھے ضرور عطا کرنا''۔

نمازی کے انعامات:

ہادی برحق حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے اللہ تعالیٰ پانچ طرح سے اس کا اکرام فرماتے ہیں۔

۱۔ اُس پر سے رزق کی تنگی ہٹا دی جاتی ہے۔

۲۔ اُس سے عذابِ قبر ہٹا دیا جاتا ہے۔

۳۔ قیامت کے دن اُس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

۴۔ پل صراط سے انتہائی آسانی اور تیزی کے ساتھ گزر جائے گا۔

۵۔ اعمال کے حساب سے محفوظ رہے گا۔

بے نماز کی سزا:

۱۔ اُس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی۔

marfat.com

۲۔ صالح لوگوں کا نور اُس کے چہرے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔

۳۔ اُس کے نیک کاموں کا اجر اُسے نہیں دیا جاتا۔

۴۔ اُس کی دعائیں قبولیت کا درجہ نہیں پاتیں۔

۵۔ نیک بندوں کی دعاؤں میں اُس کا حق باقی نہیں رہتا۔

۶۔ ذِلت کے ساتھ مرتا ہے۔

۷۔ بھوکا مرتا ہے۔

۸۔ پیاس کی شدت میں اُس کی موت واقع ہوتی ہے۔

۹۔ اُس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ اُس کی قبر میں آگ جلادی جاتی ہے۔

۱۱۔ اُس کے اعمال کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ اُس سے سخت ناراض ہوگا۔

۱۳۔ جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

نماز کے فرائض:

۱۔ بدن کا پاک ہونا۔

۲۔ کپڑوں کا پاک وصاف ہونا۔

۳۔ جگہ کا پاک ہونا۔

۴۔ نماز کا وقت ہونا۔

۵۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا۔

۶۔ ستر کا ڈھانپنا۔

۷۔ نیت کرنا۔

۸۔ تکبیر تحریمہ کہنا۔

۹۔ قیام کرنا۔

۱۰۔ قرأت کرنا۔

۱۱۔ رکوع کرنا۔

۱۲۔ سجدہ کرنا۔

۱۳۔ قعدہ آخیرہ میں بیٹھنا۔

۱۴۔ دونوں طرف سلام پھیرنا۔

marfat.com

نماز کی سنتیں:

۱۔ تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا اور ہتھیلیوں کا قبلہ رخ ہونا۔

۲۔ مرد کا ناف کے نیچے اور عورت کا سینے پر ہاتھ باندھنا۔

۳۔ ثنا، تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھنا۔

۴۔ فاتحہ کے بعد آہستہ آمین کہنا۔

۵۔ ایک رکن سے دوسرے رکن میں جاتے وقت تکبیر کہنا۔

۶۔ رکوع اور سجدہ میں کم از کم تین بار تسبیح پڑھنا۔

۷۔ رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا کہ انگلیاں کھلی رہیں۔ سر اور کمر برابر ہو جائیں اور پاؤں پر نظر رکھنا۔

۸۔ سجدہ میں بازو کروٹوں سے اور پیٹ، رانوں سے جدا رکھنا۔

۹۔ سات اعضاء پر سجدہ کرنا۔

۱۰۔ جلسے اور قعدہ میں بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور دایاں پاؤں کھڑا رکھنا۔

۱۱۔ تشہد کے بعد درود شریف اور کوئی دعا پڑھنا۔

۱۲۔ سلام کے وقت پہلے دائیں پھر بائیں طرف منہ پھیرنا۔

۱۳۔ سلام پھیرتے وقت فرشتوں اور مقتدیوں کی نیت کرنا۔

☆ ☆ ☆ ☆

marfat.com

فضیلتِ درودِ پاک

درود پاک کی فضیلت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خود رب العزت نے اس کو اپنا اور اپنے ملائکہ کا وظیفہ مقرر فرما رکھا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (الاحزاب۔ آیت ۵۶)

(بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی ﷺ پر۔ اے ایمان والو تم بھی نبی کریم ﷺ پر درود اور سلام بھیجو۔)

علامہ اقبال کہتے ہیں۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

(خود کو حضرت محمد ﷺ کے ساتھ مکمل طور پر وابستہ کر لے۔ انہی کی ذات پاک دین کا سارا نچوڑ ہے یعنی دین کی ساری رہنمائی انہی سے ملتی ہے)۔ اگر ان سے محبت و وابستگی حاصل نہ ہو تو پھر یہی دین کفر ہی کفر ہے۔)

علامہ اقبال ایک اور شعر میں حضور رسول ﷺ کی عظمت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است
آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است

(حضرت رسول مقبول ﷺ کا مقام عالیشان ایک مسلمان کے دل میں ہے کیونکہ ہم مسلمانوں کی عزت و آبرو انہی کے نام کی بدولت ہے)۔ یعنی اگر آپ ﷺ کا وجود مبارک نہ

marfat.com

ہوتا تو ہم مسلمان بھی نہ ہوتے)۔

درود پاک کی فضلیت پر اس قدر احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام و اولیائے عظام کے اقوال ہیں کہ اگر اس کے لیے ایک مفصل دفتر تیار کیا جائے تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا، طوالت سے بچنے کے لیے چند احادیث اور اقوال پر اکتفا کیا جاتا ہے اور ویسے بھی دانا کے لیے تھوڑا بھی بہت ہوتا ہے۔

احادیث مبارکہ:

۱۔ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا وَ کَتَبَ لَهٗ عَشَرَ حَسَنَاتٍ۔ (ترمذی شریف۔ ج۔۱)

(نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرتا ہے۔ اور اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں بڑھا دیتا ہے۔)

۲۔ عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلَاةً۔

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم میں سے وہ شخص میرے سب سے قریب ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا ہوگا۔

۳۔ عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَمَلَائِکَتَهٗ سَبْعِیْنَ صَلَاةً۔ (مشکوٰۃ شریف)

(حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی نبی پاک ﷺ پر ایک بار درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر بار رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔)

۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

marfat.com

قَالَ لِلْمُصَلِّیْ عَلَیَّ نُوْرٌ عَلَی الصِّرَاطِ وَمَنْ کَانَ عَلَی الصِّرَاطِ مِنْ اَھْلِ النُّوْرِ لَمْ یَکُنْ مِنْ اَھْلِ النَّارِ۔ (دلائل الخیرات)

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کو پل صراط پر ایک عظیم نور عطا کیا جائے گا اور جس کو یہ نور عطا ہو گا وہ ہرگز دوزخ میں نہیں جائے گا۔)

۵۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلَاۃِ عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ عَلَیَّ نُوْرٌ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (جامع صغیر)

(حضرت رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ اے میری امت کے لوگو! اپنی مجلسوں کو درود پاک سے سنوارا کرو کیونکہ قیامت کے دن یہ درود تمہارے لیے نور بن جائے گا۔)

۶۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا فَلْیُقِلَّ عَبْدٌ اَوْلِیُکْثِرْ۔ (قول البدیع)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو کوئی مجھ پر ایک بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت فرماتا ہے۔ پس اے امتیو! مجھ پر کم یا زیادہ درود پڑھا کرو۔)

۷۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکْثَرَ الصَّلَاۃَ عَلَیَّ فِیْ حَیَاتِہٖ اَمَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی جَمِیْعَ الْمَخْلُوْقَاتِ اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لَہٗ عِنْدَ مَمَاتِہٖ۔ (نزہۃ المجالس)

(سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہو تو اللہ تعالیٰ پوری مخلوق کو حکم دیتا ہے کہ اس کی موت کے وقت اس کے لیے استغفار کریں۔)

۸۔ قَالَ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فِی اللَّیْلَۃِ الْغَرَّآءِ وَالْیَوْمِ الْاَزْھَرِ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ۔ (جامع صغیر)

marfat.com

اقوال مبارکہ:

۱۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنے سے گناہ اس طرح مٹ جاتے ہیں جیسے ٹھنڈا پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنا، غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ اور آپ ﷺ کی ذات پاک سے محبت کرنا خدا کی راہ میں جان قربان کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ (سعادۃ الدارین)

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ پر درود بھیجنا جنت کے راستے پر چلنا ہے۔ (سعادۃ الدارین)

۳۔ سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا اہل سنت و جماعت کی نشانی ہے۔

۴۔ حضرت قطب الاقطاب سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! تم پر مساجد میں حاضری دینا اور رسول پاک ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا لازم ہے۔ (فتح ربانی)

۵۔ سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں اس بات کو بہت زیادہ پسند کرتا ہوں کہ ہر حال میں نبی پاک ﷺ پر درود پاک پڑھتا رہوں۔

۶۔ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درود پڑھنے سے رسول خدا ﷺ کی محبت بڑھتی ہے۔ اور درود کا پڑھنا قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ (سعادۃ الدارین)

۷۔ شاہ عبدالرحیم دہلویؒ نے فرمایا کہ ہم نے جو کچھ پایا، درود پاک سے پایا۔ (القول الجمیل)

۸۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ درود پاک کے پڑھنے سے بندہ دنیاوی ذلت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی عزت میں کوئی خلل نہیں آتا۔

۹۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانیؒ فرماتے ہیں کہ مشکلات کے حل کے لیے تین سو مرتبہ روزانہ یہ درود پڑھا جائے تو تریاقِ مجرب ہے۔ ''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ

marfat.com

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَلَّتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ"۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

۱۰۔ سیدنا تقی الدین عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ درود پاک کا پڑھنا تمام نفلی عبادات سے افضل ترین ہے۔ (نزہۃ الناظرین)

۱۱۔ سید محمد اسماعیل شاہؒ المعروف حضرت کرمانوالے (ضلع اوکاڑہ) فرماتے ہیں کہ درود پاک کا پڑھنا اسم اعظم ہے۔ (خزینہ کرم)

درود پاک کے فوائد:

درود پاک کے ان گنت فوائد ہیں۔ اختصار کی خاطر چند ایک تحریر کیے جاتے ہیں۔

۱۔ درود پاک گناہوں کا کفارہ ہے۔

۲۔ جو کوئی درود پاک اپنا وظیفہ بنالیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام کام اپنے ذمے لے لیتا ہے۔

۳۔ درود پاک کے پڑھنے سے خدائے جبار و قہار کے غضب سے امان مل جاتی ہے۔

۴۔ درود پاک کا پڑھنا جہنم کی آگ سے آزادی کا ضامن ہے۔

۵۔ درود پاک کی برکت سے مال و دولت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

۶۔ درود پاک کا افضل ترین انعام یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو خواب میں پیارے رسول ﷺ کا دیدار نصیب ہو جاتا ہے۔

۷۔ درود پاک کے پڑھنے سے دل کی صفائی ہو جاتی ہے۔

۸۔ درود پڑھنے والے سے رحمت اللعالمین شافع محشر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ قیامت کے دن خود مصافحہ فرمائیں گے۔

۹۔ جس جگہ یا گھر میں بکثرت درود پاک پڑھا جائے وہ آفات و بلیات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ درود پاک تمام نفلی عبادتوں سے افضل ہے۔

marfat.com

۱۱۔ درود پاک تمام فتوحات کی چابی ہے۔

۱۲۔ درود پاک کے پڑھنے سے فقر و فاقہ سے نجات مل جاتی ہے۔

درود پاک پڑھنے کے آداب:

۱۔ درود پاک پورے ادب کے ساتھ پڑھا جائے تاکہ دونوں جہانوں کی سعادت نصیب ہو۔

۲۔ جسم اور لباس ہر طرح سے پاک ہو۔

۳۔ خوشبو لگا کر درود پڑھا جائے اور ہر قسم کی بدبو سے پرہیز کیا جائے۔

۴۔ جس جگہ یا مقام پر درود پڑھنا ہو وہ پاک وصاف ہو۔

۵۔ درود پڑھنے کے لیے اگرچہ وضو شرط نہیں لیکن اگر باطہارت اور باوضو پڑھا جائے تو برکات بڑھ جاتی ہیں۔

۶۔ حتی الامکان قبلہ رو بیٹھ کر درود پڑھا جائے۔

۷۔ حرام اور مشتبہ کھانے کی اور پینے کی چیزوں سے پرہیز کیا جائے تاکہ درود پاک کی برکت سے باطن منور ہو جائے۔

۸۔ درود پاک پڑھتے ہوئے اس کے معنی کو سمجھ کر پڑھا جائے اور پورے خلوص سے پڑھا جائے۔

۹۔ درود پاک پڑھتے وقت ہر قسم کے لہو ولعب سے پرہیز کیا جائے۔

۱۰۔ درود پاک پڑھتے ہوئے یہ تصور کیا جائے کہ رسول خدا ﷺ میرا درود سُن رہے ہیں اور یہ بھی تصور کرے کہ روضہ مقدسہ سے نور میرے دل میں آرہا ہے۔

.......☆.......☆.......☆.......☆.......☆.......

marfat.com

صبر

صبر کے لغوی معنی ہیں برداشت کرنا، تحمل سے کام لینا، توکل کرنا، مزاج میں استقلال پیدا کرنا۔ صبر کا ایک مفہوم یہ ہے کہ خواہشات (دنیاوی) سے خود کو روک لینا۔ ایک بزرگ کا فرمان ہے۔ ''احکامِ الٰہی پر ثابت قدم رہنا اور سنت نبوی ﷺ کو مضبوطی سے قائم رکھنا صبر ہے۔'' گھبراہٹ، صبر کی ضد ہے۔ کسی قسم کا شکوہ شکایت نہ کرنا بھی صبر کہلاتا ہے۔ بلا اور سختی کو آرام و آسائش خیال کرنا، صبر ہے۔

روزہ کو بھی صبر کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں بھی حرام چیزوں کے علاوہ مخصوص وقت میں حلال چیزوں سے بھی اپنے نفس کو روکنا ہے۔ صبر کا شمار اس اخلاق فاضلہ میں ہوتا ہے جس میں ارادے کی مضبوطی لازمی امر ہے۔ کسی مجبوری یا بے چارگی کے سبب کچھ نہ کر سکنا یا رو دھو کر مصائب و تکالیف کو برداشت کرنا صبر نہیں ہے۔ بلکہ کسی اختیار یا خواہش پر قادر ہوتے ہوئے خود کو روک لینا، صبر ہے۔ صبر کا تعلق صرف انسان کے ساتھ ہے۔ اس کی نہ تو جانوروں کو ضرورت ہے اور نہ فرشتوں کو۔ صبر کو نصف ایمان اور روزہ کو نصف صبر کہا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ صبر کا ایمان کے ساتھ وہی رشتہ ہے جو سَر کا جسم سے۔ یعنی جس طرح جسم بغیر سر کے کوئی شے نہیں اسی طرح ایمان بھی بغیر صبر کے بے معنی ہے۔ گویا ہر حال میں انسان کو صبر کی ضرورت ہے۔

الہامی کتاب قرآن مجید میں خالق کائنات کے فرمان ہیں۔

- يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ. اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔

(البقرۃ۔ آیت ۱۵۳)۔ ''اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

marfat.com

۲۔ واللّٰہُ یُحِبُّ الصَّابِرِیْنَ۔ (آل عمران۔ آیت ۱۴۶)۔ "اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

۳۔ الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم والصابرین علی ما اصابھم والمقیمی الصلوٰۃ و مما رزقنھم ینفقون۔ (الحج۔ آیت ۳۵) "وہ ایسے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو ان پر مصیبتیں پڑتی ہیں تو صبر کرتے ہیں۔ اور جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

۴۔ ولنجزین الذین صبروا اجرھم باحسن ما کانوا یعملون۔ (النحل۔ آیت ۹۶) "اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بہترین صلہ دیں گے۔"

۵۔ ولئن صبرتم لھوا خیر للصبرین ۔ (النحل۔ آیت ۱۲۶) "اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے۔"

۶۔ والذین صبروا ابتغاء وجہ ربھم۔ (الرعد۔ آیت ۲۲) "اور وہ لوگ جو اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے صبر کرتے ہیں۔"

۷۔ انہ من یتق و یصبر فان اللہ لا یضیع اجرا لمحسنین ۔ (یوسف۔ آیت ۹۰) "بے شک جو (اللہ سے) ڈرے اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

اب صبر کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند فرمودات عالیشان پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ عن صھیب قال قال رسول اللہ ﷺ عجبا لامر المؤمن ان امرہ کلہ لھخیر و لیس ذلک الا للمومن ان اصابتہ ضراء صبر فکان خیرا لہ و ان اصابتہ سراء شکر فکان خیرا لہ۔ (صحیح مسلم) "حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کے معاملہ پر تعجب ہے کہ اس کا سارا کام خیر ہی خیر ہے۔ یہ (سعادت) مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اگر اسے دکھ پہنچتا ہے تو صبر کرتا ہے۔ تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ اور اگر اُسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو سراپا شکر بن جاتا ہے۔ تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔"

۲۔ عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ عنہ ان نا سا من الانصار سئالوا رسول اللہ ﷺ فاعطاھم ثم سئالو ہ فاعطاھم حتی نفذ ما عندہ فقال لھم حین انفق کل شیء بیدہ ما یکن من خیر فلن ادخرہ عنکم و من یستعفف یعفہ اللہ و من یستغن یغنہ اللہ و من یتصبر برہ اللہ و مآ اعطی احد عطآء خیرا و اوسع من الصبر۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم) "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ انصاریوں نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی ضرورت پیش کی۔ آپ ﷺ نے پوری کردی۔ انہوں نے دوبارہ پھر سوال کیا۔ آپ ﷺ نے پھر ان کو دے دیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس کچھ نہ رہا۔ جب آپ سب کچھ خرچ کر چکے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس مال ہوتا ہے وہ میں تم سے بچا کر جمع نہیں کرتا ہوں۔ جو شخص قناعت وخودداری کا دامن تھامتا ہے اللہ اسے انہی اوصاف سے نوازتا ہے۔ جو بے نیازی کی راہ اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور جو صبر وثبات اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس راہ میں ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔ خدا کی طرف سے جن جن احلاقی اوصاف سے بندہ نوازا جاتا ہے ان میں سب سے بہتر اور وسیع تر صبر کا وصف ہے۔"

۳۔ عن ابی ھریرہ ان رسول اللہ ﷺ قال لنسوۃ من الانصار لا یموت لاحدا کن ثلاثۃ من الولد فتحتسبہ الا دخلت الجنۃ. فقالت امرأۃ منھن اواثنان یا رسول اللہ قال أواثنان۔ (صحیح مسلم) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے انصار کی کچھ عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے کسی عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ اجرِ آخرت کی نیت سے صبر کرے تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔ یہ بات سن کر ایک عورت نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر کسی عورت کے دو بچے مریں اور وہ صبر کرے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ بھی جنت میں جائے گی۔"

۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدمہ پہنچنے پر صبر کرنا بہتر ہے۔

۱۰۔ ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی بندے کو اللہ کے ہاں سے کوئی درجہ ملنا ہوتا ہے تو وہ شخص اس درجہ کو اپنے خاص عمل سے حاصل نہیں کرتا بلکہ اس پر بیماری نازل کر دی جاتی ہے۔ (اگر وہ اس پر صبر کرتا ہے تو) وہ اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا

اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہے۔ دُنیا کو آخرت کے لئے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دے۔

marfat.com

شُکر

شکر کے لغوی معنی ہیں : احسان ماننا، سپاس گزاری کرنا، ممنون ہونا، قبول کرنا، اپنے محسن کی تعریف کرنا، اللہ تعالیٰ کا بندہ کو اُس کی نیک عبادت پر بدلہ دینا اور بندہ پر انعام کرنا۔

محسنِ حقیقی تو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک ہے۔ اور اُس کے انسان پر لاتعداد انعامات اور بے شمار نعمتیں ہیں۔ لہٰذا بندہ پر لازم ہے کہ وہ اللہ کریم کے عطا کردہ انعامات کا نہ صرف دِل اور زُبان سے اعتراف کرے بلکہ عمل سے بھی اُس کا اظہار کرے۔ دِل ہمیشہ جذبۂ شکر گزاری سے معمور رہے۔ زُبان پر سدا شکر گزاری کے کلمات جاری رہیں اور کوئی ایسی بات نہ کہے جو ناشکری کے زُمرے میں داخل ہو۔ جسمانی جوارح (اعضاء) ہمیشہ وہ افعال کریں جن سے شکر گزاری کا اظہار ہوتا ہو۔

انسان پر لازم ہے کہ وہ ہر اُس ہستی کا شکر ادا کرے جو اُسے کچھ عطا کرتا ہے یا اس پر کوئی احسان کرتا ہے۔ یعنی اوّل خداوند کریم کا شکر ادا کرے جس کی عطا کردہ نعمتوں، انعامات اور احسانات کا کوئی شمار نہیں۔ دوم انسانوں کا شکر ہے۔ کیونکہ ہر انسان اپنی بہت سی دینی و دنیاوی ضرورتوں میں دوسرے انسانوں کا محتاج ہے۔ مشکل وقت میں ساتھ دینے والا اور مصیبت کے وقت میں کسی بھی لحاظ سے مدد دینے والا انسان تمہارا مجازی محسن ہوتا ہے۔ اس کا شکر ادا کرنا بھی لازم ہے۔ کیونکہ رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا فرمان ہے۔ مَنْ لَّا یَشْکُرُ النَّاسَ لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ ۔ (جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔)

قرآن پاک میں شکر کے بالمقابل کُفر کا لفظ ہے۔ جس کے معنی چھپانا اور انکار کرنا ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا انکار کرتا ہے یا ناشکری کرتا ہے تو اس کو کفران

marfat.com

نعمت کہا جاتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اُس کے محبوب اور مرغوب کام میں خرچ کرنا یا استعمال کرنا شکر ہے جبکہ مکروہ کاموں میں خرچ کرنا یا استعمال کرنا کفرانِ نعمت ہے۔)

شکر کا درجہ سب سے بلند ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنے ذِکر کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۲)۔ (پس تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور کفر (ناشکری) نہ کرو)۔

شکر گزار بندے کو نہ صرف دُنیا میں بلکہ آخرت میں بھی بہت زیادہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ فرمانِ خداوندی ہے۔

۱۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ۔ (الابراھیم۔ آیت ۷) (اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمھیں زیادہ دُوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب بہت سخت ہے۔)

۲۔ وَسَنَجْزِی الشّٰكِرِيْنَ۔ (آل عمران۔ آیت ۱۴۵)۔ (اور ہم شکر گزاروں کو صِلہ دیں گے۔)

۳۔ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا۔ (النساء۔ آیت ۱۴۷)۔ (اگر تم شکر گزار بن جاؤ اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ قدر شناس اور خوب جاننے والا ہے۔)

۴۔ وَاشْكُرُوْا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۔ (البقرۃ آیت ۱۷۲)۔ (اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اگر تم واقعی عبادت گزار ہو۔)

۵۔ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكُمْ قف وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ج وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۔ (الزمر آیت ۷)۔ (اگر تم کفر (ناشکری) کرو تو بیشک اللہ تم سے بے نیاز ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر (ناشکری) پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر گزاری کرو تو تم سے راضی ہوگا۔)

شکر کے بارے میں چند احادیث پیش ہیں۔

marfat.com

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ اَلطَّاعِمُ الشَّاکِرُ کَا الصَّائِمِ الصَّابِرِ۔ (ترمذی۔مشکوٰۃ)۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شکر گزار بے روزہ انسان، صبر کرنے والے روزہ دار کی طرح ہے۔)

(۲) حضرت عطاؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ نبی کریم ﷺ کے عجیب وغریب حالات میں سے کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپ یہ سن کر رو پڑیں۔ اور فرمایا حضور ﷺ کا کونسا حال تعجب خیز نہیں۔ پھر فرمایا ایک رات آنحضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور بستر پر لیٹ گئے حتیٰ کہ آپ کا جسم مبارک مجھ سے مَس ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! مجھے عبادت کرنے کی اجازت دے۔ میں نے عرض کی اگرچہ میں آپ کی معیت پسند کرتی ہوں مگر مجھے آپ کی خواہش منظور ہے۔ اور اجازت دیتی ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ اُٹھے۔ مشکیزہ سے پانی لے کر وضو کیا اور بہت سا پانی گرایا۔ پھر نماز پڑھنے لگے اور اس قدر روئے کہ آپ کے سینہ مبارک پر آنسو بہنے لگے۔ رکوع کیا تو پھر روئے۔ سجدہ کیا تو بھی روتے رہے۔ سجدہ سے سر اٹھایا تو اس وقت بھی رو رہے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت بلالؓ تشریف لائے اور نماز فجر کی اطلاع دی۔ میں نے رسول کریم ﷺ سے نماز میں رونے کا سبب پوچھا اور کہا آپ کیوں روئے جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرمادیے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شکر نصف ایمان ہے۔

(۴) ایک صحیح روایت میں ہے کہ حمد کرنے والے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے کے لئے بلائے جائیں گے۔ جو چیز اُن سے دُور ہوگئی اس پر انہوں نے صبر کیا اور جو انہیں عطا ہوئی

marfat.com

اس پر انہوں نے شکر کیا۔

ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شکر پر شکر کرنا کامل شکر ہے۔اور یہ اس طرح ہوتا ہے کہ تو اپنے شکر کو اللہ تعالیٰ کی توفیق جانے۔خدا تعالیٰ کی یہ توفیق تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شکر یہ ہے کہ آدمی نعمت دینے والے کو دیکھے،نعمت کو نہ دیکھے۔

بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ نعمت کا شکر یہ ہے کہ آدمی خدا کی نعمت کے بارے میں خود کو طفیلی خیال کرے۔ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ اپنے دوست میں عیب دیکھے تو اُسے چُھپائے۔اور کانوں کا شکر یہ ہے کہ جب کوئی عیب سُنے تو اُسے چُھپائے۔

.......☆.......☆.......☆.......☆.......☆.......

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

اللہ کو جاننا یہ ہے کہ شرک نہ کرے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سمجھنا یہ ہے کہ اُن کے سوا کسی اور کی پیروی نہ کرے۔

marfat.com

سخاوت و بخل

سخاوت کے معنی فیاضی، بخشش اور خیرات کے ہیں۔ یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے رکھا ہے، اُس میں سے دوسروں (یعنی ضرورتمندوں) کو بغیر کسی لالچ وطمع کے دے دینا۔ اور بخل کے معنی کنجوسی اور تنگدلی کے ہیں۔ یعنی نہ صرف ضرورتمندوں کی ضرورت کو پورا نہ کرنا بلکہ اپنی ذات پر بھی کچھ خرچ نہ کرنا۔ سخاوت کے علاوہ ایک اَور لفظ جُود بھی ہے جس کا مفہوم سخاوت کے علاوہ فراخدلی اور کرم نوازی کا ہے۔ بعض علماء سخاوت اور جود میں فرق کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سخی، سخاوت کرتے ہوئے اپنے اور پرائے کی تمیز کا لحاظ رکھتا ہے اور اس کی کوئی غرض بھی مقصود ہوتی ہے۔ جبکہ جواد، جُود کے وقت اپنے پرائے کی تفریق نہیں رکھتا اور اس کی بخشش بے غرض اور بلا سبب ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام سخاوت تھا (کیونکہ وہ کسی مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔) اور حضور نبی کریم ﷺ کا مقام جُود تھا۔

اگر کسی شخص کے پاس مال ودولت کی کمی آجائے تو بجائے مانگنے اور گلہ شکوہ کرنے کے، قناعت اختیار کرنی چاہئے۔ اور اگر اُس کے پاس مال ودولت موجود ہے تو پھر سخاوت کی راہ اپنائے۔ بخل سے کام نہ لے۔ اللہ تعالیٰ سخاوت کرنے والے کو دوست رکھتا ہے اور بخیل کو دشمن۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

۱۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ج وَلَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (البقرۃ۔ آیت ۲۷۴)۔ (جو لوگ (اللہ کی راہ میں) شب وروز اپنے مال پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں تو ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے۔ اور (روز قیامت) ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے)۔

۲۔ قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً۔

marfat.com

(ابراہیم۔آیت ۳۱)۔ آپ میرے مومن بندوں سے فرمادیں کہ وہ نماز قائم رکھیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اُس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ (ہماری راہ میں) خرچ کرتے رہیں)۔

۳۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۔(آل عمران۔آیت ۱۳۴)۔ (یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی (دونوں حالتوں) میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔

۴۔ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لا فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۔ (التوبہ۔آیت ۳۴)۔ (اور جو لوگ سونا اور چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیں)۔

۵۔ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (الحشر۔آیت ۹)۔ (اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا پس وہی لوگ ہی کامیاب ہیں)۔

۶۔ اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ط وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۔ (الحدید۔آیت ۲۴)۔ (جو لوگ (خود بھی) بخل کرتے ہیں اور (دوسرے) لوگوں کو بھی بخل کی تلقین کرتے ہیں اور جو شخص (احکام الٰہی سے) رُوگردانی کرتا ہے تو بے شک اللہ بے پرواہ ہے بڑا قابل حمد ہے)۔

۷۔ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ ط بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ ط سَیُطَوَّقُوْنَ مَابَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط (آل عمران۔آیت ۱۸۰)۔ (اور جو لوگ اس (مال و دولت) میں سے دینے میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے وہ ہرگز اس بخل کو اپنے حق میں بہتر خیال نہ کریں بلکہ یہ ان کے حق میں بُرا ہے۔ عنقریب روز قیامت انہیں اس مال کا طوق پہنایا جائے گا جس میں وہ بخل کرتے رہے ہوں گے)۔

marfat.com

سرکارِ دو جہاں، نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ السخی قريب من الله قريب من الناس قريب من الجنة بعيد من النار والبخيل بعيد من الله بعيد من الناس بعيد من الجنة قريب من النار والجهل سخی احب الی الله من عابد بخيل۔ (ترمذی)۔

(حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سخی بندہ اللہ سے قریب ہے، اس کے بندوں سے قریب ہے اور جنت سے قریب اور دوزخ سے دُور ہے۔ بخیل اور کنجوس بندہ اللہ سے دُور ہے اس کے بندوں سے دُور ہے جنت سے دُور ہے اور دوزخ سے قریب ہے۔ ایک جاہل سخی اللہ تعالیٰ کو عبادت گزار کنجوس سے زیادہ پیارا ہے۔)

۲۔ عن جابر رضی الله عنه قال ما سئل النبی ﷺ شيئا قط فقال لا۔

(بخاری۔ مسلم)۔　(حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے جواب میں ''نہیں'' فرمایا ہو۔)

۳۔ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ قال الله تعالى انفق انفق عليک۔ (بخاری۔ مسلم)۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم دوسروں پر خرچ کرتے رہو میں تم پر خرچ کرتا رہوں گا۔)

۴۔ عن ابی بكر الصديق رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال لا يدخل الجنة خب ولا بخيل ولا منان ۔(ترمذی)۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دھوکہ باز، بخیل اور احسان جتانے والا آدمی جنت میں نہ جا سکے گا۔)

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول کریم ﷺ کے پاس اسی ہزار

marfat.com

درہم آئے۔آپ نے اپنی جھولی میں ڈال لئے اور جب تک سب تقسیم نہ ہو گئے آپ اپنی جگہ سے نہ اُٹھے۔

حضرت یحیٰ بن زکریا علیہم السلام نے ابلیس کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تُو سب سے زیادہ کس کو اپنا دشمن جانتا ہے اور سب سے زیادہ دوست کس کو؟ ابلیس نے جواب دیا۔ میں سب سے زیادہ بخیل زاہد کو دوست جانتا ہوں کہ وہ سخت عبادت کرتا ہے لیکن بخل اس کی عبادت ضائع کر دیتا ہے۔اور فاسق سخی میرا سب سے بڑا دشمن ہے کہ اگرچہ وہ مزے کی زندگی بسر کرتا ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سخاوت کے سبب اس پر رحم کر کے اس کو توبہ کی توفیق نہ دے دے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب دُنیا تیری طرف متوجہ ہو اُس وقت بھی اور جب تجھ سے منہ پھیر لے اُس وقت بھی خرچ کیا کر۔

روایت ہے کہ کوئی شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر گیا اور عرض کی کہ اے فرزندِ رسول (ﷺ) مجھ پر چار سو درہم چاندی کا قرض ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اُسی وقت چار سو درہم دینے کا حکم دیا اور خود روتے ہوئے گھر کے اندر چلے گئے۔لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اس شخص کا حال پہلے کیوں نہ معلوم کیا کہ اُسے سوال کرنے کی ذلت نہ اٹھانا پڑتی۔

.......☆.......☆.......☆.......☆.......☆.......

marfat.com

توکل و رضا

توکل، اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب لوگوں کے مقامات میں سے ایک مقام ہے جس کا درجہ بہت بڑا ہے۔ توکل ہی ایمان کا ثمرہ ہے۔ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے سارے کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے جائیں۔ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توکل کی صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف خوف اور اُمید کو دِل سے نکال دیا جائے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ ہمہ تن اپنے رَب کی عنایت و شفقت کی طرف متوجہ رہے، دوسروں پر بھروسہ نہ کرے۔ یعنی ہر حال میں اپنے مالکِ حقیقی خداوندِ کریم پر بھروسہ کرنا ہی توکل ہے۔ ایک بزرگ کے بقول توکل کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کسی غیر اللہ کو اپنا روزی رساں نہ جانے اور کارسازِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کو ہی اپنی روزی کے حوالے سے کارساز سمجھے۔

توکل دِل کی حالتوں میں سے ایک حالت ہے۔ اور اِس حالت کا مطلب یہ ہے کہ فقط اللہ تعالیٰ کو ہی وکیل یعنی اپنا کارساز (دِل کی گہرائیوں سے) جانا جائے اور اُسی کی ذات پر مکمل اعتماد و بھروسہ کیا جائے۔ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے چار صفات سے توکل حاصل ہوا: (۱) میں نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ میری روزی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے ہاتھ میں نہیں چنانچہ میں اس کی فکر نہیں کرتا۔ (۲) میں نے جان لیا کہ میرا کام میرے سوا کوئی اور نہیں کرے گا چنانچہ میں اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ (۳) میں نے جان لیا کہ ملک الموت اچانک آنے والا ہے لہٰذا میں ہر لمحہ اُس کے انتظار میں رہتا ہوں۔ (۴) میں جانتا ہوں کہ میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوں چنانچہ (بُرے کام کرنے سے) میں اُس سے شرماتا ہوں۔ بعض بزرگوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ توکل کرنے والا شخص

marfat.com

شیر خوار بچے کی مانند ہوتا ہے کہ وہ کسی آنے والی چیز کو نہیں پہچانتا مگر اپنی ماں کی چھاتیوں کو۔ نیز ہر دُکھ سُکھ میں وہ فقط اپنی ماں کی طرف ہی متوجہ رہتا ہے۔

قضائے الٰہی پر راضی رہنا بہت بلند مقام ہے۔ خدا کی رضا پر راضی رہنا کمال درجے کی محبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جیسے کسی گہرے دوست کی رضامندی کی خاطر ہم ہر دُکھ درد بھی برداشت کر لیتے ہیں۔ کڑوی دوا بھی پی لیتے ہیں کہ دوست ناراض نہ ہو۔ دوست کے کہنے پر اپنے جسم سے خون بھی نکال کر دے دیتے ہیں۔ یہی رضا کی حقیقت ہے۔ جو شخص اس حقیقت کو پالیتا ہے کہ حق تعالیٰ کی رضامندی اسی میں ہے کہ اُس کی رضا پر راضی رہے حتیٰ کہ وہ محتاجی، بیماری، محنت اور مصیبت میں بھی راضی رہے گا۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ رضا یہ ہے کہ انسان اپنے دِل سے کراہت نکال دے یہاں تک کہ دِل میں فقط خوشی باقی رہے۔ حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ رضا یہ ہے کہ آدمی مصیبت میں بھی اُسی طرح خوش رہے جس طرح نعمت کے ملنے پر خوش ہوتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دُنیا میں رضا، زُہد سے افضل ہے۔ کیونکہ جو رضا پر راضی ہوتا ہے وہ یہ نہیں چاہتا کہ میں اپنے مرتبہ سے اُوپر جاؤں۔ بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ رضا یہ ہے کہ خداوند قدوس کے کاموں میں اعتراض نہ کیا جائے بلکہ اس کے احکام کے آگے گردن جھکا دی جائے۔

اب توکل و رضا کے بارے میں خداوندِ قدوس کے چند فرمودات کی طرف آپ کی توجہ دلائی جاتی ہے:

۱۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (آل عمران۔ آیت ۱۲۲)۔ (اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرنا چاہئے)۔

۲۔ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔ (آل عمران۔ آیت ۱۵۹)۔ (پس اللہ تعالیٰ پر بھروسہ (توکل) کرو۔ بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔

marfat.com

۳۔ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔ (الزمر۔آیت ۳۸)۔ (فرمادیجئے مجھے اللہ کافی ہے۔توکل کرنے والے اُسی پر توکل کرتے ہیں)۔

۴۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا۔ (الاحزاب۔آیت ۴۸)۔ (اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔اور اللہ ہی کافی کارساز ہے)۔

۵۔ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔ (الانفال۔آیت ۴۹)۔ (جوکوئی اللہ پر توکل کرتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے)۔

۶۔ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (المائدہ۔آیت ۱۶)۔ (اللہ اس کے ذریعے ان لوگوں کو جو اُس کی رضا کے پیرو ہیں، سلامتی کی راہوں کی ہدایت فرماتا ہے اور انہیں اپنے حکم سے (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور انہیں سیدھی راہ کی سمت ہدایت فرماتا ہے)۔

۷۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَاۤ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ۔
(محمدؐ۔آیت ۲۸)۔ (یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اس (روش) کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرتی ہے اور انہوں نے اُس کی رضا کو ناپسند کیا تو اس نے ان کے اعمال ضائع کردیئے)۔

توکل ورضا کے متعلق چند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول ﷺ یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب هم الذین لا یسترقون ولا یتطیرون وعلی ربهم یتوکلون۔
(بخاری۔مسلم)۔ (حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار انسان بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ وہ وہ لوگ ہوں گے جو منتر نہیں کراتے اور شگونِ بد نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں)۔

marfat.com

۲۔ عن عمر بن خطاب قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لو انکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)۔ (حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ اللہ پر ایسا توکل کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو اس طرح روزی دے جس طرح پرندوں کو دیتا ہے۔ جو صبح کو آشیانوں سے بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر آتے ہیں)۔

۳۔ عن سعد رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من سعادۃ ابن آدم رضاہ بما قضی اللہ لہ و من شقاوۃ ابن آدم ترکہ استخارۃ اللہ ومن شقاوۃ ابن آدم سخطہ بما قضی اللہ لہ۔ (احمد۔ ترمذی)۔ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی نیک بختی میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے جو فیصلہ ہوا اُس پر راضی رہے اور آدمی کی بدبختی میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے خیر اور بھلائی کا طالب نہ ہو اور اُس کی بدبختی یہ بھی ہے کہ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے خوش نہ ہو)۔

۴۔ عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان لولب ابن آدم بکل واد شعبۃ فمن اتبع قلبہ الشعب کلھا لم یبال اللہ بای واد اھلکہ ومن توکل علی اللہ کفاہ الشعب۔ (ابن ماجہ)۔ (حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے دِل کے لئے ہر میدان میں ایک شاخ ہے۔ پس جو آدمی اپنے دِل کو ان شاخوں (خواہشوں) میں لگا دے گا تو اللہ کو پروانہ ہوگی کہ کس میدان میں اُس کی ہلاکت ہو اور جو آدمی اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی ضرورتوں کے لئے کفایت کرے گا۔

marfat.com

۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں اونٹ چھوڑ دیتا ہوں اور توکل کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا زانو باندھ دے اور پھر توکل کر۔

۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص خداوند تعالیٰ کے پروردگار ہونے پر راضی ہوا، اُس نے ایمان کا مزا چکھ لیا۔

الغرض توکل کا مفہوم یہ ہے کہ دِل سے یقین کر کے اپنے تمام مقاصد اور کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا اعتماد کیا جائے، اُسی سے لَو لگائی جائے اور اُسی کے فضل وکرم پر نظر رکھتے ہوئے امید اور خوف میں اُسی سے دُعا کی جائے۔ اور رضا بالقضا کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ اچھے یا بُرے جن بھی احوال سے دوچار ہو یہ یقین رکھے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ جس طرح آرام اور سُکھ کے زمانے میں وہ خوش رہتا ہے اُسی وہ دُکھ اور مصیبت کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی رہے۔

.......☆.......☆.......☆.......☆.......☆.......

فرمان حضرت علی کرم اللہ وجھہ

دنیا کی مثال سانپ کی سی ھے کہ چھونے میں نرم اور پیٹ میں خطرناک زھر۔ نا سمجھ جاھل ٹوٹ پڑتا ھے اور صاحب عقل و دانش ڈرتا ھے۔

marfat.com

داڑھی کی اہمیت

جب کوئی شخص بدل و جان دائرہ اسلام میں داخل ہو کر مسلمان کے نام سے موسوم ہوتا ہے تو اس کے لیے سرکار دو عالم ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنتوں پر عمل پیرا ہونا انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک یہ کہ نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات کے علاوہ ہمارے لیے کوئی بھی قابل فخر نمونہ نہیں جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (الاحزاب۔ آیت ۲۱)

(تمہارے اعمال کے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔)

اور دوسرے مسلمان کی حیثیت سے آپ ﷺ کی مکمل اتباع کرنا لازمی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے کئی مقامات پر اس بارے میں ارشاد فرمایا۔ مثلاً

۱۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (النساء۔ آیت،۵۹)

(اے ایمان والو! اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔)

۲۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔ (آل عمران۔ آیت،۳۲)

(اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی۔)

۳۔ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (آل عمران۔ آیت،۱۳۲)

(اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسول ﷺ کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔)

۴۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (النساء۔ آیت،۸۰)

(جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔)

۵۔ وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (الحشر۔ آیت،۷)

(اور جو کچھ تمہیں رسول ﷺ عطا فرمائے وہ لے لو اور جس سے منع فرمائے اُس سے باز آجاؤ۔)

marfat.com

۲۔ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ۔ (آل عمران۔آیت ۳۱)
(اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔)

سُنّت کی اہمیت:

ایک مسلمان کے لیے سنت کی کیا اہمیت ہے؟ ہادی برحق ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ پر دھیان سے غور کیجیے۔

۱۔ مَنِ اقْتَدٰی بِیْ فَھُوَ مِنِّیْ وَ مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔
(جس نے میری پیروی کی تو وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری سنت سے انحراف کیا وہ مجھ سے نہیں۔)

۲۔ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ۔
(تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے۔)

درج بالا احکامِ خداوندی اور ارشاداتِ عالیہ سرکار دو عالم ﷺ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کو عین اپنی اطاعت اور فرمانبرداری قرار دیا ہے۔ تو جو شخص اس حکم سے انحراف کرتا ہے وہ جہنم کے عذاب کو خود دعوت دیتا ہے۔

اسلامی معاشرے میں بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو داڑھی کی اہمیت سے نابلد ہیں بلکہ ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ داڑھی رکھنے یا نہ رکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ جس انسانِ کامل، رہبرِ برحق، رحمۃ اللعالمین ﷺ کے لائے ہوئے پیغام کی بدولت مسلمان ہونے کا شرف حاصل کیا ہے، اُسی کی سنت کا رد کر رہے ہیں۔ ذرا غور کیجئے کہ سنت کا رد گویا رسول مقبول ﷺ کی نافرمانی، آپ ﷺ کی نافرمانی اللہ پاک کی نافرمانی، اور خالق کائنات کی نافرمانی نارِ جہنم کا عذاب۔ حالانکہ صحیح اور سچا مسلمان وہی ہے جو نبی پاک ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل پیرا ہو کر اس کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔

marfat.com

احادیث مبارکہ ہیں۔

۱۔ اَلا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ اَلا یُوْشِکُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰی اَرِیْکَتِهٖ یَقُوْلُ عَلَیْکُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْهُ وَمَا وَجَدْ تُمْ فِیْهِ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ وَاِنَّ مَاحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ کَمَاحَرَّمَ اللّٰهِ۔ (ابوداؤد۔ داری)

(خبردار! بے شک! مجھے قرآن اور اس کے ساتھ اس کی مثل دیا گیا۔ خبردار! عنقریب ایک مرد پیٹ بھرا اپنے مسند سے تکیہ لگائے بیٹھا کہے گا بس اس قرآن کو پکڑے رکھو (یعنی اس پر عمل کو کافی سمجھو) بس اس میں جو تم حلال پاؤ فقط اسے حلال جانو، اور اس میں جو حرام پاؤ پس اسی کو حرام سمجھو (اس کے سوا کوئی چیز حرام نہیں) حالانکہ جو رسول خدا ﷺ نے حرام ٹھہرایا وہ اس کی طرح ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا۔)

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَهْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِاۃِ شَهِیْدٍ۔ (مشکوۃ شریف)

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو میری سنت کو امت کے فساد کے وقت تھام لے گا اسے سو (۱۰۰) شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔)

۳۔ عَنْ اَبِیْ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ (سنن ابوداؤد)

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جس کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اسی قوم میں شمار ہوتا ہے۔)

یعنی کسی قوم سے مشابہت کرنے اور ان جیسی صورت بنانے والا اسی قوم سے ہوگا اور قیامت کے دن انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ جو یہود، نصاریٰ، مجوسی اور ہندوؤں کی شکل اختیار کرتا ہے وہ ان کے ساتھ ہوگا اور جو صوفیہ کرام اور صالحین سے مشابہت اختیار

marfat.com

کرنے والا ہے وہ ان کے ساتھ ہوگا۔

داڑھی کے بارے میں رسول پاک ﷺ کے ارشادات:

۱۔ عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاحْفَاءِ الْشَوَارِبُ وَاَعْفَاءِ اللُّحٰی۔ (موطا امام مالک)

(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے مونچھیں پست کرنے اور داڑھیوں کو بڑھانے کا حکم فرمایا۔)

۲۔ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خالفو المشرکین و فر و اللحی واحفو الشوارب و کان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ۔ (بخاری۔مسلم۔ترمذی)

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاؤ، مونچھیں کترواؤ۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو مٹھی سے اپنی داڑھی پکڑتے جو اس سے زیادہ ہوتی اسے کٹوا دیتے۔)

۳۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھکو الشوارب و اعفو اللحی۔ (صحیح بخاری)

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا مونچھیں کٹواؤ اور داڑھی بڑھاؤ)

۴۔ عَنْ اَبُوْ اَمَامَہْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسَرْ وَلَوْ وَتَزِدُوْا خَالِفُوْا اَهْلِ الْكِتَابِ قُصُّوْا سِبَالَكُمْ وَوَفِرُوْا عَثَانِیْنَكُمْ وَ خَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

(حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پاجامہ پہنو اور تہبند باندھو اور یہود و نصاریٰ کے خلاف کرو اور لبیں ترشواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اور اہل کتاب کے خلاف کرو۔)

marfat.com

۱۔ عن ام المؤمنین عائشۃ صدیقۃ رضی اللہ عنہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرۃ من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ والسواک والاستنشاق بالماء۔ (صحیح مسلم۔ مسند احمد۔ ابو داؤد۔ نسائی)

(ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت کا حصہ ہیں ان میں سے لبیں ترشوانا اور داڑھی بڑھانا اور مسواک کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھی ہے۔)

جب حضور اکرم ﷺ کا واضح حکم ہو گیا تو اس کے بعد ایک مسلمان کے لیے سوچنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی سوائے تعمیل کے یعنی فوراً عمل کرے۔ داڑھی بڑھائے اور مونچھیں کٹائے۔ کیونکہ اس واضح حکم کے بعد داڑھی منڈوانا حرام ٹھہرا۔ ایک اس لیے کہ رسول اکرم ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی، دوسرے فطرت سے بغاوت کی اور تیسرے یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار کی۔)

داڑھی دین اسلام کے شعائر (نشانات) میں سے ہے۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فان للحیۃ زینۃ الرجال فان اللہ سبحانہ ملائکۃ یقسمون "والذی زین بنی آدم باللحی" وھو من تمام الخلق وبھا یتمیز الرجال عن النساء۔

(احیاء علوم الدین۔ جلد اول)

(بلاشبہ داڑھی مردوں کی زینت و خوبصورتی ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں۔ جو یہ قسم کھاتے ہیں "اس ذات کی قسم جس نے اولاد آدم (انسان) کو داڑھی سے زینت بخشی" اور داڑھی مردوں کی پیدائش کے کمال کا حصہ ہے۔ اور داڑھی سے ہی مردوں کا عورتوں سے امتیاز ہوتا ہے۔)

مسند امام احمد جلد اول میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

marfat.com

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ قَالَ فَقُلْتُ مَاالْمُتَرَجِّلَاتِ؟قَالَ الْمُتَشَبِّھَاتُ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ۔

(رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں اور مردانی عورتوں پر۔ میں نے عرض کی کہ مردانی عورتیں کون ہیں؟ فرمایا وہ عورتیں جو مردوں سے مشابہت کریں۔)

مردوں کا داڑھی مونڈنا دراصل عورتوں کی شکل اختیار کرنا ہے اور یہ لعنت والی بات ہے۔

داڑھی کی حد:

داڑھی کی حد ایک قبضہ مسنون ہے۔ سلطان المحدثین والفقہا حضرت مولانا علی بن سلطان القاری ''شرح شمائل'' میں فرماتے ہیں:

فان کان الطول الزائد بان تکون زیادۃ علی القبضۃ فغیر ممدوح شرعا۔

(اگر داڑھی کی لمبائی قبضہ سے زیادہ ہو تو وہ شرعاً غیر ممدوح ہے یعنی اچھی نہیں۔)

امام المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

''در طویل لحیہ شریف چیزے ثابت شدہ است و از صحابہ عظام طول لحیہ منقول است و از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ آمدہ کہ ریش مبارک وے را تا دوشہا پُر کردہ بود و عادت سلف مختلف بود و در حلیہ غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر نوشتہ اند کہ ''**کان طویل اللحیہ و عریضھا**'' و از ابن عمر آمدہ کہ زیادہ بر قبضہ نمے گزاشت و بالجملہ کم از قبضہ روا نیست۔''

(حضور ﷺ کی داڑھی مبارک کی لمبائی میں ثبوت موجود ہے اور صحابہ عظام سے داڑھی کی لمبائی منقول ہے اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں آیا ہے کہ آپ کی داڑھی مبارک آپ کے سینے مبارک کو دونوں کندھوں تک کو بھرے ہوئے تھی۔ اور اسلاف کی عادت مختلف تھی۔ اور غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حلیہ شریف میں علماء نے لکھا ہے کہ ''آپ کی داڑھی مبارک طویل و عریض تھی''۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

marfat.com

مروی ہے کہ داڑھی قبضہ سے زیادہ نہ چھوڑتے تھے۔اور خلاصہ کلام یہ کہ داڑھی ایک قبضہ سے کم جائز نہیں۔)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی ''مدارج النبوۃ'' جلد اوّل میں تحریر فرماتے ہیں۔

''در توفیر لحیہ اختلاف است۔مشہور در مذہب حنفی چہار انگشت است وظاہر آنست کہ مراد آن باشد کہ کم ازین نمی باید ولیکن در روایت آمدہ است کہ واجب است قطع زیادہ برآں وگفتہ اند کہ اگر علماء ومشائخ زیادہ برآں بگذارند نیز درست است۔وے آرند کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ میگرفت لحیہ خودرا بقبضہ پس آنچہ زیادہ می آمد از قبضہ می گرفت۔''

(داڑھی بڑھانے میں بھی اختلاف ہے۔(کہ کس قدر بڑھائی جائے؟) مذہب حنفی میں مشہور چار انگل ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد چار انگل سے کم نہیں ہونی چاہیے۔لیکن ایک روایت میں آیا ہے کہ چار انگل سے زائد کو کاٹنا واجب ہے اور کہتے ہیں کہ اگر علماء ومشائخ چار انگل سے کچھ زیادہ چھوڑ دیں تو درست ہے۔اور علماء حدیث لاتے ہیں کہ (بخاری میں ہے) کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی کو قبضہ میں لیتے اور جو زیادہ ہوتی اسے کاٹ دیتے تھے۔)

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی قبضہ بھر واجب ہے اور قبضہ سے کم کسی بھی فقیہہ کے نزدیک جائز نہیں۔قبضہ سے کم داڑھی بے دینوں کی پیروی ہے۔داڑھی کا کٹانا یا مونڈنا مرد کے لیے حرام ہے۔یہ مشرکوں، مجوسیوں اور یہود ونصاریٰ وغیرہ کی پیروی ہے۔داڑھی مونڈنا اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز کو بگاڑنا ہے۔اور اس کی بنائی ہوئی چیز کو بگاڑنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے داڑھی منڈانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (اللہ پاک ہم سب کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے)۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

marfat.com

فضیلتِ عمامہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ۔ (الاعراف۔آیت،۳۱)

(اے آدم کی اولاد! اپنی زینت پکڑو جب مسجد میں جاؤ۔)

اس زینت میں جہاں عمدہ اور صاف ستھرے لباس کا تذکرہ ہے وہاں اس میں عمامہ بھی شامل ہے۔ کیونکہ ایک مسلمان کے لیے عمامہ زینت اور وقار کا باعث ہے۔ مگر سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ۔ (آل عمران۔آیت،۱۲۵)

(مدد کرے گا تمہارا رب تمہاری پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں۔)

عمامہ کی فضیلت کے بارے میں چند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ عن عبادہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالعمائم فانہا سیماء الملائکہ وارخوھا وراء ظہورکم۔ (بیہقی۔مشکوۃ)

(حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ تم پر عمامہ لازم ہے کیونکہ یہ فرشتوں کی نشانی ہے اور عمامہ کے شملہ کو پیچھے کی طرف ڈالو۔)

۲۔ عن رکانہ رضی اللہ علیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس۔ (ترمذی۔مشکوۃ)

(حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق، ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔)

۳۔ صلوۃ طوع اوفریضہ بعمائمة تعدل خمسا و عشرین درجة بلا عمامة

marfat.com

و جمعه بعمامه تعدل سبعين جمعه بلا عمامة۔ (کنز العمال۔ جامع صغیر۔ مرقات)
(ایک فرضی یا نفلی نماز عمامہ کے ساتھ بغیر عمامہ کی نماز سے پچیس درجے زیادہ ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بغیر عمامہ ستر جمعہ سے بہتر ہے۔)

۴۔ عن اسامه بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعتمو ا تحملوا۔ (دعامہ)
(حضرت اسامہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا عمامہ پہنو اور باوقار بنو۔)

۵۔ عن ابن عباس رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم خطب الناس يوم الجمعة و عليه عمامة سوداء۔ (ترمذی)
(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے جمعہ کے روز لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ دستار تھی۔)

۶۔ عن باورى رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العمامة على القلنسوه فصل مابيننا وبين المشركين يعطى يوم القيامة بكل كورة يدورها على راسه نورا۔ (کنز العمال)
(حضرت باوریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ٹوپی پر دستار ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے۔ ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس کو روز قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔)

۷۔ عن ابى الدردار رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله و ملائكه يصلون على اصحاب العمائم يوم الجمعة۔ (کامل۔ طبرانی۔ الدعامہ)
(حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز عمامے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔)

۸۔ الذى قال اخبرنى سالم عن ابيه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لا يلبس
[illegible] ولا [illegible] (ابن [illegible])

marfat.com

(حضرت سالمؒ نے اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا محرم (احرام والا) قمیض اور عمامہ نہ پہنے۔)

۹۔ قال بکر قال سمعت عن ابی المغیرہ ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم توضاء فمسح بناصیة وعلی العمامة وعلی الخفین۔ (مسلم شریف۔نووی)

(بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابومغیرہؓ سے سنا کہ یقیناً نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا تو ناصیہ (پیشانی) عمامہ اور موزوں پر مسح کیا۔)

۱۰۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنه عمر ان رجلا قال یارسول اللہ صلی اللہ علیه ما یلبس المحرم من الثیاب قال لا یلبس القمیص والعمامة ولا القبا ولا السراویل۔

(موطا امام مالک۔بخاری شریف)

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب ہم احرام باندھیں تو کون سا لباس پہنیں۔آپ ﷺ نے فرمایا قمیض، عمامہ، جبہ اور شلوار نہ پہنو۔)

اب علمائے امت، فقہائے عظام اور محدثین کرام کے چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں:۔

۱۔ شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی ''تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری'' میں فرماتے ہیں کہ ابن ابی عاصم نے باسناد ذکر کیا کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن کیا عمامہ سنت ہے؟ تو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا ہاں عمامہ سنت ہے۔

۲۔ تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری میں ابوعبدالسلام کی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے ان سے پوچھا کہ سرور کائنات ﷺ عمامہ کیسے پہنتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ عمامہ کو سر مبارک پر لپیٹتے تھے اور آخری کنارا پیچھے کی جانب سر مبارک روک کر دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔

marfat.com

۳۔ علامہ علی القاریؒ شرح مشکوٰۃ مرقات المفاتیح میں فرمایا۔ ''لم یرو ان اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لبس لقلنسوہ بغیر العمامۃ فیتعین ان یکون ھذا ذی المشرکین ''یعنی اصلاً مروی نہ ہوا کہ رسول پاک ﷺ نے بھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو۔ متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے۔

۴۔ فیوض الرحمٰن اردو تر[illegible]ح البیان میں علامہ اسماعیل حقیؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا امام اعظمؒ نے نماز کے لیے ایک مخصوص لباس تیار کروایا تھا وہ لباس یہ تھا (۱) قمیض (۲) عمامہ (۳) چادر اور (۴) شلوار۔

۵۔ تفسیر شرح جامع صغیر میں امام مناویؒ فرماتے ہیں۔ ''اما لبس القلنسوہ بدون العمامۃ فذی المشرکین۔'' (عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننا مشرکین کی علامت ہے۔)

۶۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ''شرح سفرالسعادت'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''پوشیدن عمامہ سنت است و احادیث در فضل عمامہ بسیار آمد''۔ (پگڑی پہننا سنت ہے اور اس کی فضیلت میں کثرت سے احادیث مروی ہیں۔)

۷۔ ''فتاویٰ رضویہ'' جلد سوم میں امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں قادری بریلویؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ عمامہ حضور پرنور سید عالم ﷺ کی سنت متواترہ ہے۔ جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچتا ہے۔

۸۔ ''ارشادالطالبین'' میں قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں۔ ''دستار بستن سنت است و فضلیت او بسیار است''۔ (پگڑی باندھنا سنت ہے اور اس کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔)

[illegible] حوالہ جات سے یہ ثابت ہوا کہ عمامہ کے سنت ہونے پر امت کا اجماع ہے اور [illegible] اختلاف نہیں۔

عمامہ کے بارے میں چند مسائل:

۱۔ [illegible] ہے۔ علامہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی کی ''بہار شریعت''

marfat.com

حصہ سوم اور حضرت مولانا نوراللہ صاحب کے ''فتاوی نوریہ'' جلد سوم میں ہے کہ اعتجار یہ ہے کہ سر پر پگڑی اس طرح باندھی جائے کہ بیچ میں سر پر نہ ہو۔ اگر عمامہ کے نیچے ٹوپی ہو تو اعتجار نہیں۔ ٹوپی کے وسط کو عمامہ کے بیچ سے ڈھکنا ضروری نہیں۔

۲۔ مختلف احادیثِ مبارکہ سے عمامہ کے پانچ رنگ ثابت ہیں۔ یعنی سفید۔ سیاہ۔ سبز۔ زرد اور سرخ۔ لیکن سفید رنگ سب سے افضل ہے۔

(۱) حضرت صمرہ بن جندبؓ سے مروی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسو الثیاب البیض ای العمامۃ والا زاد والرد التفسیر للمناوی۔ (دعامہ۔ ص ۸۲)۔

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو۔ یعنی عمامہ، قمیض اور چادر۔)

(۲) حضرت صمرہؓ سے ہی ایک روایت ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا البیاض فانھا اطھر و اطیب و کفنوا فیھا موتاکم۔ (شمائل ترمذی)

(رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ ستھرے اور پاک رہتے ہیں اور اسی سے اپنے مُردوں کو کفن پہنایا کرو۔)

(۳) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالبیاض من الثیاب لیلبسھا احیاء کم و کفنوا فیھا موتاکم فانھا من حیار ثیاب بکم ۔ (رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے۔ چاہیے کہ تم سفید لباس پہنو۔ تمہارے زندہ لوگ سفید لباس پہنیں اور اپنے مُردوں کو سفید کپڑے کا کفن دو کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہترین کپڑا ہے۔)

۳۔ عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا چاہیے۔ بیٹھ کر باندھنا مصیبتوں کا پیش خیمہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ **من تسرول قائما او تعمم قاعدا ابتلاہ اللہ ببلاء الا دواء لہ۔**

(کتاب السیر مسلک المتقین)۔　　(جو شلوار کھڑے ہو کر پہنے یا دستار بیٹھ کر باندھے، اُسے

marfat.com

اللہ تعالیٰ ایسی بیماری میں مبتلا کردے گا جس کی کوئی دوا نہ ہو۔)

۴۔ جو شخص دوبارہ عمامہ باندھنا چاہتا ہو وہ ایک ایک بل کر کے پہلے کھولے۔ یکبارگی کھولنے سے یہ زیادہ بہتر ہے۔ (خلاصہ الفتاوی۔ جلد دوم)

۵۔ عمامہ کی لمبائی کم از کم پانچ گز ہو۔ بعض روایتوں میں سات گز ہے۔ اس سے کم نہ ہو اور زیادہ سے زیادہ لمبائی بارہ گز ہو۔ اور چوڑا ایک گز ہو۔ (مرقات۔ صحیح المصابیح۔ مسلک المتقین۔ ہدایہ الابرار)

۶۔ عمامہ کا شملہ رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔ (شرح مناوی۔ شرح منہاج۔ شرح مواہب۔ سیوطی۔ دعامہ)

۷۔ عمامہ کا شملہ دو کندھوں کے درمیان وسط کمر میں چھوڑنا مستحب ہے۔ اور اس کی لمبائی ایک بالشت سے ایک گز تک ہے۔ (درمختار۔ عینی کنز۔ ابن سعد۔ دعامہ۔ بیہقی۔ طبرانی۔ مسلک المتقین)۔ بعض نے کہا ہے کہ شملہ اتنا لمبا ہو کہ بیٹھتے وقت نیچے نہ لگے۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

اعمال صالحہ کے بغیر جنت کی طلب ، اِتباع سنت کے بغیر شفاعت کی امید اور نافرمانی کے بعد رحمت کی تمنا ، مطلق حماقت ھے۔

(حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ)

marfat.com

اِسبال فی الازار

اسبال فی الازار کا مطلب ہے کپڑوں کا لٹکانا۔ اکثر لوگ شلوار کو ٹخنوں سے نیچے کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اور بعض امام صاحبان ایسے ہیں کہ صرف نماز کے لیے شلوار کو اُڑس کر ٹخنوں سے اوپر کر لیتے ہیں اور نماز کے فوراً بعد نیچے کر لیتے ہیں۔ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ تکبر اور سجاوٹ کی وجہ سے شلوار کا ٹخنوں سے نیچے کرنا نماز کے اندر اور باہر دونوں حالتوں میں حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ جس گناہ میں وعید کا ذکر ہو وہ گناہ کبیرہ ہے۔ خبردار رہنا چاہیے کہ نماز کے باہر بھی یہ عمل حرام ہے چہ جائیکہ نماز کے اندر ہو۔ اس عمل کے ارتکاب سے نماز قبول نہیں ہوتی۔

قرآن پاک میں واضح حکم ہے۔ کہ رسول ﷺ تم کو جو حکم دیں اس پر عمل کرو اور جس کام سے منع کریں اس سے باز رہو۔

اسبال فی الازار کی قسمیں:

- اسبال فی العمامہ یہ ہے کہ اس کا شملہ ناف کی حد سے زیادہ لمبا کیا جائے۔

۱۔ شلوار اور ازار میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کیا جائے۔

۲۔ چادر میں اسبال یہ ہے کہ اس کا کونہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائے۔

احادیث مبارکہ:

اب چند احادیث مبارکہ تحریر کی جاتی ہیں جن سے اِسبال کا رَد ہوتا ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے جو ازار یا شلوار ہو گا وہ دوزخ ہو گا۔ (صحیح بخاری)
- حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے

marfat.com

دن اللہ تعالیٰ ازار کو ٹخنوں سے نیچے کرنے والے کو نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

۳۔ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ جس نے غرور اور تکبر سے اپنا کپڑا ٹخنوں سے نیچے کر کے کھینچا۔

۴۔ حضرت ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ میں نے حضور پاک ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہے اور آدھی پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو جب بھی کوئی حرج نہیں۔ جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ تین بار دُہرایا ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ جو تہبند یا پاجامہ گھسیٹتا چلے۔''

۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا تو نبی پاک ﷺ نے اس سے فرمایا کہ جا پھر وضو کر۔ وہ شخص گیا اس نے دوبارہ وضو کیا۔ پھر واپس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جا پھر وضو کر۔ تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے کہ آپ ﷺ نے اس شخص کو وضو کا ارشاد فرمایا تو حضور پاک ﷺ نے کچھ دیر خاموش ہو کر پھر فرمایا کہ وہ شخص ٹخنوں سے ازار نیچے لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا۔ اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ازار نیچے لٹکانے والے آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا۔ (ابوداؤد)

۶۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی علامت شلوار کو لمبا کرنا ہے۔ پس جس نے شلوار کو اتنا لمبا کیا کہ قدموں کے نیچے ہو جائے تو اس نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو اس کے لیے دوزخ ہے۔ (کنز العمال)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

marfat.com

شریعت وطریقت

طریقت، شریعت کے خلاف نہیں ہے بلکہ وہ شریعت کا باطنی حصہ ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شریعت اَور چیز ہے اور طریقت اَور چیز، وہ جاہل محض ہیں۔ بعض بے علم پیر اپنے مریدوں کو اکثر یہ کہتے ہیں کہ مولوی کے پاس نہ جانا کیونکہ وہ شریعت کی باتیں کرتے ہیں اور فقیر کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ یاد رہے ایسے پیر اور مرید دونوں قہر وغضبِ خداوندی کے سزاوار ہیں۔ ایسے ہی مکار دھوکہ بازوں کے بارے میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

کارِ شیطاں می کند، نامش ولی　　گر ولی اینست لعنت بر ولی

(ترجمہ:۔ اگر کوئی شخص شیطان والا کام کرے اور ولی کہلائے تو ایسے ولی پر لعنت ہے۔)

اس ملحدانہ اور جاہلانہ خیال کے رد کے لیے بزرگانِ دین کے ہی چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ شریعت اور طریقت ایک دوسرے سے بالکل جدا نہیں ہیں۔

۱۔ حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں۔ ''اگر تم ایسا آدمی دیکھو کہ کرامتیں دکھائے یہاں تک کہ ہوا میں اڑتا ہے تو اس کے دھوکے میں نہ آ جاؤ، جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر ونہی، حفظ حدود اور پابندیٔ شریعت میں کیسا ہے؟''۔　(رسالہ قشیریہ۔ صفحہ ۱۸)

۲۔ علامہ ابوالقاسم قشیریؒ اپنے رسالہ قشیریہ کے صفحہ نمبر ۵۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ''اللہ کی بندگی کو لازم پکڑنا، شریعت ہے اور اس کی ربوبیت کا مشاہدہ کرنا، حقیقت ہے۔ لہٰذا جو شریعت، حقیقت کی تائید کے بغیر ہو، وہ نا قبول ہے اور جس حقیقت کے ساتھ شریعت کی قید نہ لگی ہو، وہ لاحاصل ہے''۔

۳۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''کل مخلوق پر سب راہیں بند ہیں سوائے اس کے جو رسول اللہ ﷺ کے قدم بقدم چلے''۔

marfat.com

۴۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب سیزدہم جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۸ میں تحریر کرتے ہیں۔ ''تمام کشفیات (طریقت) شریعت کے مطابق ہی نکلے اور شریعت و طریقت میں بال بھر بھی مخالفت نظر نہیں آئی۔ علماء اور اِن بزرگوں (صوفیہ) کے درمیان بس اتنا ہی فرق ہے کہ علماء دلیل اور علم کی روشنی میں جاتے ہیں اور صوفیہ لوگ کشف و ذوق کے طریقے پر دریافت کر لیتے ہیں۔ اور صوفیہ کے حال کی صحت پر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل چاہیے کہ ان کے کشفیات، شریعت کے مطابق ہیں''۔

۵۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ ''رشحات العیون'' میں فرماتے ہیں۔ ''شریعت، احکام کے ظاہری احوال کا نام ہے اور انہی احکام پر دل جمعی کے ساتھ عمل کرنا طریقت ہے اور اس جمیعت و دلجمعی میں رسوخ و ملکہ (مہارت) کے پیدا ہو جانے والے مرتبے کا نام حقیقت ہے۔''

۶۔ حضرت نوریؒ فرماتے ہیں۔ ''جس کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی معیت اور قربت میں ایسی حالت کا دعویٰ کرتا ہے جو حدِ شرعی سے خارج ہے، اُس کے قریب مت جاؤ''۔

۷۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے کسی نے کہا کہ ایک قوم جو یہ کہتی ہے کہ ''ہم واصل ہو گئے ہیں لہٰذا ہمیں نماز اور روزہ کی حاجت نہیں''۔ حضرت جنیدؒ نے جواب میں فرمایا کہ ''یہ تو وہ سچ کہتے ہیں کہ واصل ہو گئے ہیں لیکن واصلِ جہنم ہوئے نہ واصلِ اللہ تعالیٰ''۔

۸۔ شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

محال است سعدیؔ کہ راہِ صفا　　توان رفت جز بہ پئے مصطفےٰؐ

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید　　ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(ترجمہ:۔ اے سعدیؔ یہ محال ہے کہ کوئی شخص حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی پیروی کے بغیر راستے پر چل سکے۔ جس نے پیغمبر کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ کبھی ہرگز (معرفت کی) منزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔)

marfat.com

۶۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے ''شرح مثنوی'' میں ایک حدیث نقل کی ہے جو یہ ہے۔ ''شریعت میرے اقوال کا نام ہے، طریقت میرے اعمال کا، حقیقت میری باطنی کیفیت کا اور معرفت میرا راز ہے''۔ اس سے ظاہر ہوا کہ شریعت و طریقت میں قطعاً کوئی مخالفت نہیں بلکہ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی سرچشمۂ نبوت کی دو نہریں ہیں۔ شریعت ہی دراصل کھرے اور کھوٹے کی کسوٹی ہے۔ جس طرح دودھ کے بغیر مکھن کا بنانا ناممکن ہے اسی طرح شریعت کے دودھ کے بغیر طریقت وحقیقت کا مکھن ملنا محال ہے یا اس کو یوں بھی سمجھ لیجئے کہ شریعت ایک جڑ ہے، طریقت اس کی شاخیں اور پتے ہیں، حقیقت اس کا ثمر ہے۔ کسی بھی درخت کی جب جڑ کاٹ دی جائے تو سارا درخت سوکھ جاتا ہے۔ اسی طرح شریعت کے بغیر حقیقت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

شریعت و طریقت کے باہمی تعلق کو حضرت اکبر الہٰ آبادی نے بڑے خوبصورت طریقے سے ایک نظم میں بیان کیا ہے جو یہاں تحریر کی جاتی ہے۔ امید ہے قارئین کے لیے بہت سودمند ہوگی۔

سنو دو ہی لفظوں میں مجھ سے یہ راز
شریعت وضو ہے، طریقت نماز
طریقت، شریعت کی تعمیل ہے
طریقت، عبادت کی تکمیل ہے
شریعت بہ حکم و طریقت بہ دِل
کہ معنیٰ سے کر دے تجھے متصل
شریعت میں آثار راہِ خدا
طریقت میں رفتار راہِ خدا

marfat.com

شریعت ، طریقت سے ہے صف بہ صف
یہ ہے موجِ دریا وہ دریا میں کف
شریعت سے ہے ظلمتِ کفر دُور
طریقت میں فطرت کا ظاہر ہے نور
شریعت کرے گی بصیرت کو صاف
طریقت میں حسبِ مذاق انکشاف
شریعت تو اِک عام قانون ہے
طریقت کا اِک خاص مضمون ہے
شریعت میں لازم اطاعت ہوئی
طریقت میں شرطِ ارادت ہوئی
شریعت تو ہے دیدۂ نور بیں
طریقت بنی رُوح کی دُور بیں
شریعت ہے اک شمع محفل فروز
طریقت ہے اِک شعلۂ وہم سوز
شریعت ہے مہر سپہر ہدا
طریقت کا رُخ سوئے حُبِ خدا
شریعت ہے جاں اور طریقت نشاط
شریعت ہے منزل ، طریقت رباط
شریعت غذا ہے ، طریقت دوا
شریعت چمن ہے ، طریقت ہوا

marfat.com

شریعت ہے عبادت اللہ کی
طریقت محبت ہے اللہ کی
شریعت کی خدمت کا سب سے لگاؤ
طریقت کی لذت پئے مَنۡ یَّشَآءُ
شریعت میں ہے نار و جنت کا رنگ
طریقت میں ہے وصل و فرقت کا رنگ
شریعت کتابوں کی ہے محتمل
طریقت میں ہے درسِ احوالِ دِل
عبادت سے عزت ، شریعت میں ہے
عبادت کی لذّت ، طریقت میں ہے
شریعت میں تاکیدِ ضبطِ نصوص
طریقت میں ذوقِ عمل با خلوص
طریقت قدم ہے ، شریعت ہے راہ
شریعت زباں ہے ، طریقت نگاہ
شریعت در محفلِ مصطفےٰ
طریقت عروجِ دِلِ مصطفےٰ
شریعت ہے قیل و قالِ حبیبؐ
طریقت میں محو جمالِ حبیبؐ
شریعت میں ارشادِ عہدِ اَلَستُ
طریقت میں ہے یادِ عہدِ اَلَستُ

marfat.com

شریعت شکر ہے ، طریقت زباں
کہ معنی کی لذت چکھے تیری جاں
شریعت میں دین اور ایمان ہے
طریقت میں تسکین و ایقان ہے
سخن سنجیاں گو ہوں میری دُرست
مگر قولِ سعدیؔ نہایت ہے چُست
طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دَلق نیست

(ترجمہ آخری شعر: طریقت تسبیح ، مصلّی اور گدڑی پہن لینے کا نام نہیں۔ بلکہ طریقت فقط مخلوقِ خدا کی خدمت کا نام ہے۔)

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان :

راحت اور آرام کا دروازہ اپنے اوپر بند کرنا ، تصوف ہے.
اگر تو طریقت میں داخل ہوتا تو ہرگز شریعت کے خلاف عمل نہ کرتا.

marfat.com

فضیلتِ ذِکر اور قرآن وحدیث سے ثبوت

اِنسان کو دنیا میں اس لیے بھیجا گیا کہ وہ ہمہ وقت صرف اللہ تبارک وتعالیٰ، جو ہم سب کا خالق، مالک اور رازق بھی ہے، کی عبادت میں مصروف رہے۔ اللہ جل شانہٗ کا ذِکر کرنا سب سے بڑی عبادت ہے۔ ذِکر کیوں ضروری ہے؟ اس کی دو بنیادی وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ ذِکر الٰہی سے انسان کو جو لطف، لذت، سرُور اور قلبی طمانیت نصیب ہوتی ہے وہ کسی اور ذریعہ (خصوصاً دنیاوی مال ومتاع) سے ہر گز ممکن نہیں۔ اور دُوسرا یہ کہ آدمی جب گناہ کرتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو کر گمراہی کے اندھیروں میں گم ہو جاتا ہے تو پھر وہ ذِکر الٰہی کے نور سے دل کو منور کر سکتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے "ہر چیز کے زنگ کو دُور کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے۔ دلوں کا زنگ اللہ کے ذِکر سے دُور ہوتا ہے"۔ (بیہقی)

کوئی بھی شے زنگ آلود ہو تو بیکار جبکہ صیقل شدہ انتہائی مفید ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں کئی مقامات پر اللہ کا ذِکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ رہا یہ سوال کہ ذِکر کیسے کیا جائے تو اس کے لیے بھی ہمیں قرآن حکیم سے رہنمائی ملتی ہے۔

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ . (الانبیاء۔ آیت، ۷)

(پس اہلِ ذِکر سے دریافت کر لو اگر تم نہیں جانتے۔)

اہل ذِکر سے مراد کوئی شیخ کامل ومکمل اور صاحبِ معرفت شخصیت ہے۔ جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور اکرم ﷺ سے ذِکر کا طریقہ پوچھا اور تابعین نے صحابہ کرام سے۔ اِسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ) یہ طریقہ چلا آرہا ہے۔ جو اِن شآء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

marfat.com

ذکر کی اقسام:

اللہ پاک کا ذکر کرنے کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ ذکر باللسان۔۔۔یعنی زبان سے تسبیح، تحمید اور تلاوت کرنا یا زبانی ذکر۔

۲۔ ذکر بالارکان۔۔۔یعنی ظاہری اعضا کو اچھے کاموں میں مشغول رکھنا اور بُرے کاموں سے روکے رکھنا۔

۳۔ ذکر بالجنان۔۔۔یعنی قلبی ذکر یا ذکر خفی۔

ان تینوں طریقوں میں قلبی ذکر کو بزرگی حاصل ہے اس لیے کہ:

(ا) زبانی ذکر کے لیے طہارت ضروری ہے جبکہ قلبی ذکر کو اس کی ضرورت نہیں۔

(ب) حدیث پاک کی رو سے ذکر قلبی یا خفی، جس کو فرشتے بھی نہ سن سکیں، کی فضیلت زبانی ذکر سے ستر (۷۰) گنا زیادہ ہے۔ (بیہقی)

(ج) زبان، باتیں کرتے، کھاتے، پیتے اور سوتے وقت ذکر نہیں کر سکتی جبکہ ذاکر قلب سوتے، جاگتے، کھاتے، پیتے، چلتے، پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے ہر وقت اللہ اللہ کرتا رہتا ہے۔ اسی لیے سلطان الاولیاء حضرت سلطان باہوؒ نے فرمایا۔ ''جو دم غافل سو دم کافر''۔ (یہی وجہ ہے کہ نقشبندی حضرات قلبی ذکر پر زور دیتے ہیں)۔

ذکر الٰہی کی اہمیت و فضیلت کو اجاگر کرنے کے لیے اب چند آیات قرآنی اور چند احادیث مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔

آیاتِ قرآنی:

۔ فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ۔

(النساء۔ آیت ۱۰۳)

marfat.com

(جب تم نماز پوری کر چکو تو اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ، کھڑے بھی، بیٹھے بھی اور لیٹے بھی)۔
(یعنی کسی حال میں بھی اس کے ذکر سے غافل نہ ہو)۔

۲۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (آل عمران آیت ۱۹۱)

(وہ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب آپ نے یہ سب بیکار تو نہیں پیدا کیا؟ ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں۔ آپ ہم کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے۔)

۳۔ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ۔ (اعراف۔ آیت ۲۰۵)

(اور اپنے رب کو یاد کیا کرو، اپنے دل میں اور ذرا دھیمی آواز سے بھی۔ اس حالت میں کہ عاجزی بھی ہو اور اللہ کا خوف بھی۔ (ہمیشہ) صبح کو بھی اور شام کو بھی۔ اور غافلین میں سے نہ ہو۔)

۴۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ۔ (انفال۔ آیت ۲)

(ایمان والے تو وہی لوگ ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دِل ڈر جاتے ہیں۔)

۵۔ وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِکْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝۔ (رعد۔ آیت ۲۷۔۲۸)

(اور (اللہ) ہدایت فرماتے ہیں جو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو (اللہ پر) ایمان لائے، اور اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔)

۶۔ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ ۝۔ (الحج آیت ۳۴۔۳۵)

marfat.com

(اور آپ (جنت کی) خوشخبری سنا دیجئے ایسے خشوع کرنے والوں کو۔ (جن کا یہ حال ہے) کہ جب اللہ کا ذِکر کیا جاتا ہے ان کے دِل ڈر جاتے ہیں۔)

۷۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ (العنکبوت۔ آیت ۴۵) (اللہ کا ذِکر بہت بڑی چیز ہے۔)

۸۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ (احزاب۔ آیت ۲۱)

(بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کا عمدہ نمونہ موجود ہے۔ یعنی ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔)

۹۔ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔
(احزاب۔ آیت ۳۵)

(اور بکثرت اللہ کا ذِکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذِکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔)

۱۰۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔ (احزاب۔ آیت ۴۱)

(اے ایمان والو! تم اللہ کا خوب کثرت سے ذِکر کیا کرو۔)

۱۱۔ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔
(الزمر۔ آیت ۲۲)

(پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دِل اللہ کے ذِکر سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔)

۱۲۔ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ج ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ (الزمر۔ آیت ۲۳)

(ان لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ پھر ان کے بدن اور

marfat.com

دِل نرم ہو کر اللہ کے ذِکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ ہدایت فرما دیتا ہے۔)

۱۳۔ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ۔

(الزخرف۔ آیت ۳۶)

(جو شخص رحمٰن کے ذِکر سے (جان بوجھ کر) اندھا ہو جائے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ (ہر وقت) اس کے ساتھ رہتا ہے۔)

۱۴۔ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔ (الحدید۔ آیت ۱۶)

(کیا ایمان والوں کے لیے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے واسطے جھک جائیں۔)

۱۵۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (الجمعہ۔ آیت ۱۰)

(پس (جب جمعہ کی) نماز پوری ہو چکے تو (تم کو اجازت ہے) تم زمین پر چلو پھرو۔ اور اللہ کی روزی تلاش کرو اور (دنیا کے کاموں میں مشغول ہو کر بھی) اللہ کا ذِکر کثرت سے کرتے رہو، تاکہ تم فلاح کو پہنچ جاؤ۔)

۱۶۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ (المنافقون۔ آیت ۹)

(اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کے ذِکر سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے میں رہیں گے۔ (کیونکہ دنیا کی چیزیں فانی اور اللہ کی یاد آخرت میں کام آنے والی ہے۔)

۱۷۔ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ۔ (القلم۔ آیت ۵۱)

marfat.com

(یہ کافر لوگ جب ذِکر سنتے ہیں (تو شدتِ عداوت سے ایسے معلوم ہوتے ہیں) گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے اور کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ تو مجنوں ہیں۔)

۱۸۔ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا۔ (الجن۔ آیت ۱۷)

(اور جو شخص اپنے رب کے ذِکر سے رُوگردانی اور اعراض کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔)

۱۹۔ وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا o قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْ رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًاo۔ (الجن۔ آیات ۱۹۔۲۰)

(جب اللہ کا بندہ اللہ کو پکارنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو یہ کافر لوگ اس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔)

احادیث مبارکہ:

۱۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا يَذْكُرُ رَبَّهٗ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔ (بخاری۔ مسلم۔ بیہقی)

(حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذِکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا، ان دونوں کی مثال زندہ اور مُردے کی سی ہے۔ (یعنی زندہ، ذِکر کرنے والا اور مُردہ، ذِکر نہ کرنے والا ہے۔)

۲۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْاَنَّ رَجُلًا فِیْ حِجْرِهٖ دَرَاهِمُ يَقْسِمُهَا وَاٰخَرُ يَذْكُرُ اللّٰهَ لَكَانَ الذَّاكِرُ لِلّٰهِ اَفْضَلَ۔ (طبرانی)

(حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ ان کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذِکر میں مشغول ہو تو ذِکر

marfat.com

کرنے والا افضل ہے۔)

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ غَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ۔ (مسلم۔ترمذی۔ابن ماجہ)

(حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعیدؓ دونوں اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو جماعت اللہ کے ذِکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ (سکون۔طمانیت) ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذِکر اپنی مجلس میں (فخر کے ساتھ) کرتے ہیں۔)

۴۔ عَنْ اَنَسٍؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ قَوْمٍ اِجْتَمَعُوْا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ لَا یُرِیْدُوْنَ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَهٗ اِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ اَنْ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَّكُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَیِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ۔ (طبرانی۔بیہقی)

(حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذِکر کے لیے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود اللہ کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیے گئے اور تمہاری برائیاں، نیکیوں سے بدل دی گئیں۔)

۵۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ اٰدَمِیٌّ عَمَلًا اَنْجٰی لَهٗ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (احمد۔طبرانی)

(حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ذِکر سے بڑھ کر کوئی عمل عذابِ قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے۔)

۶۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالَ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ۔ (ترمذی۔مشکوۃ۔احمد)

marfat.com

(حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ جب جنت کے باغوں میں پر سے گزرو تو خوب چرو۔ عرض کی گئی کہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ ذکر کے حلقے۔)

۷۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔ (احمد۔حاکم)

(حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ایسی کثرت سے ذکر کیا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں۔)

۸۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُذْکُرُوْا اللّٰہَ ذِکْرًا یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّکُمْ مُرَاؤُنَ۔ (طبرانی۔بیہقی)

(حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ تم اللہ و تبارک کا ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریاکار کہنے لگیں۔)

۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَجَزَ مِنْکُمْ عَنِ اللَّیْلِ اَنْ یُّکَابِدَہٗ وَبَخِلَ بِالْمَالِ اَنْ یُّنْفِقَہٗ وَجَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ اَنْ یُّجَاہِدَہٗ فَلْیُکْثِرْ ذِکْرَ اللّٰہِ۔ (طبرانی۔بیہقی)

(حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے عاجز ہو، راتوں کو محنت کرنے سے اور بخل کی وجہ سے مال بھی نہ خرچ کیا جاتا ہو اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو، اس کو چاہیے کہ اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرے۔)

۱۰۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ یَتَحَسَّرُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ اِلَّا عَلٰی سَاعَۃٍ مَرَّتْ بِھِمْ لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْھَا۔ (طبرانی۔بیہقی)

(حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا افسوس نہیں ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے

marfat.com

ذکر کے بغیر گزر گئی۔)

۱۱۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکَاہَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِہَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اَنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرَقِ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ ۔ (احمد۔ترمذی۔ابن ماجہ)

(حضرت ابودرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر (اور جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اور اس سے بھی بڑھی ہوئی؟ صحابہ نے عرض کی، ضرور بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔)

۱۲۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہُ الْاِمَامُ الْعَادِلُ وَالشَّابُّ نَشَاءُ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اِجْتَمَعَا عَلٰی ذٰلِکَ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ اِمْرَاَۃٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہُ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہُ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ ۔ (بخاری۔مسلم)

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے (رحمت کے) سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ایک عادل بادشاہ، دوسرے وہ جوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو، تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہا ہو، چوتھے وہ دو اشخاص

marfat.com

جن میں اللہ ہی کے واسطے محبت ہو، اسی پر ان کا اجتماع ہو اسی پر جدائی، پانچویں وہ شخص جس کو کوئی حسب نسب والی حسین عورت اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ کہہ دے کہ مجھے اللہ کا ڈر مانع ہے، چھٹے وہ شخص جو ایسے خفیہ صدقہ کرے کہ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو، ساتویں وہ شخص جو اللہ کا ذِکر تنہائی میں کرے اور آنسو بہنے لگیں۔)

ذِکرالٰہی کرنے کے فوائد:

۱۔ اللہ کا ذِکر کرنے سے سکونِ قلب حاصل ہوتا ہے۔

۲۔ ذِکرالٰہی سے قلب کی صفائی ہو جاتی ہے۔

۳۔ ذِکر کرنے سے انسان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور یہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

۴۔ روحانی بیماریوں مثلاً حسد، بغض، تکبر، ریاکاری، غصہ وغیرہ سے نجات اللہ کے ذِکر سے ممکن ہے۔

۵۔ ذِکر کرنے والے شخص کے رزق میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اس کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے، اولیاء اور صالحین ہر وقت اللہ کے ذِکر میں معروف رہتے ہیں۔ جو شخص ان کی صحبت میں بیٹھتا ہے، اُن سے اللہ کا ذِکر سیکھتا ہے اور اللہ کو یاد کرنے لگتا ہے تو اللہ اُسے بھی اپنے مقرب لوگوں میں شامل فرمالیتا ہے۔

ذِکرالٰہی نہ کرنے کے نقصانات:

۱۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو دنیاوی نعمتوں اور مال و اسباب کے باوجود قلبی سکون کی دولت سے محروم کر دیتا ہے۔

marfat.com

۲۔ جو شخص اللہ کا ذِکر نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن اُسے اندھا اٹھائے گا اور سخت عذاب دے گا۔

۳۔ ذِکر الٰہی سے غافل شخص کا ساتھی شیطان ہوتا ہے جو اُسے ہر وقت برائیوں کی طرف راغب کرتا ہے۔ حتیٰ کہ دولتِ ایمان سے بھی محروم کر دیتا ہے۔

۴۔ جو لوگ ذِکر الٰہی نہیں کرتے بالآخر گمراہ ہو جاتے ہیں اور دنیا و آخرت میں ناکامی سے دوچار ہوتے ہیں۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

فرمانِ نبی مکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

☆.......... **حرام چیزوں اور حرام باتوں سے بچتے رہو گے تو مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔**

☆.......... **مومن کا چھرہ بشاش رھتا ھے اور دل غمگین۔**

marfat.com

تصوف اور صوفی

حضرت رسول خدا ﷺ کے زمانہ مبارکہ کے بعد جن حضرات نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تعلیم حاصل کی وہ تابعی کہلائے اور ازاں بعد کے تبع تابعین سے موسوم ہوئے۔ اہل دنیا کی نظروں سے آنحضور ﷺ کو جدا ہوئے جب ایک عرصہ گزر گیا تو لوگوں نے مختلف الآراء ہو کر اپنے اپنے الگ راستے بنا لئے۔ عملی فضا مکدر ہو گئی۔ متقیوں اور زاہدوں کے ارادے ڈگمگا گئے۔ جہالتوں کے پردے چھا گئے۔ اور ارباب دنیا خطا کاریوں میں مبتلا ہو گئے۔ اعمالِ صالح چھوٹ گئے۔ تو ایسے پراگندہ ماحول میں کچھ اہلِ صفا حضرات نے گوشہ نشینی اختیار کی اور یادِ الٰہی میں متوجہ ہو گئے۔ اس ریاضت سے انہیں ایک نیا عرفان اور نئے علوم حاصل ہوئے۔ ان نئے علوم کے لیے انہوں نے ایسی اصطلاحات وضع کیں جو اُن کے وجدان اور باطنی کیفیات کو ظاہر کر سکیں۔ انہی اصطلاحات اور علوم جدیدہ کو تصوف کہا جانے لگا۔ اُخلاف نے اپنے اُسلاف سے اس کی تعلیمات حاصل کرنا شروع کر دیں۔ یوں یہ سلسلہ ایک باقاعدہ علم کی شکل میں جاری و ساری ہو گیا، جو آج تک رائج ہے۔ ایسے علم والے باصفا لوگ صوفی کہلائے۔ پس اس وقت سے صوفیہ کے لیے یہ علم ان کی نشانی ہے۔ علم الٰہی ان کی صفت ہے، عبادت الٰہی ان کا سراپا ہے، تقویٰ ان کا لباس ہے اور حقیقت الٰہی ان کے حقائق ہیں۔ علاوہ ازیں روحانیت کے اس علم کے ماہرین کو جو صوفی کہا گیا تو کچھ اور وجوہات بھی تھیں۔ مثلاً ایک وجہ یہ تھی کہ چونکہ ان کا نصب العین صفائے باطن تھا لہٰذا وہ صوفی کہلائے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام اور بیشتر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کے مطابق وہ حضرات اکثر صُوف (اُون کا کپڑا) پہنتے تھے۔ اس لیے بھی صوفی مشہور ہوئے اور تیسری وجہ یہ تھی کہ ان کا مسلک اصحابِ صُفّہ کے مطابق تھا اس نسبت

marfat.com

سے یہ بھی صوفی کے نام سے موسوم ہوئے۔ دل کی صفائی اور ظاہر و باطن میں حضور نبی کریم ﷺ کی خلوص سے اتباع اور تمام احکامات شریعت کی پابندی کا نام تصوف ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ جیسے تمام اکابر اولیاء و مشائخ اس بات پر متفق ہیں کہ حضور پرنور ﷺ کی مکمل اتباع کا نام تصوف ہے۔ جس شخص کا ظاہر شریعت کے مطابق اور باطن آداب طریقت کے موافق نہ ہوا یسا شخص ولی یا صوفی نہیں ہوسکتا۔

چند مشائخ عظام کے اقوال:

- شیخ ابوالحسن النوریؒ کہتے ہیں۔ "تصوف کسی رسمی شے کا نام نہیں نہ ہی وہ کسی علم کا نام ہے۔ وہ تو اخلاق حسنہ کا نام ہے"۔

- ابومحمد الحریریؒ فرماتے ہیں" ہر اچھے خلق کا اپنانا اور بری بات سے الگ تھلگ رہنا تصوف ہے"۔

- ابوسعید الخرازؒ نے فرمایا۔ "صوفی وہ ہے جس کے دل کو اس کا رب پاک وصاف کر دے اور اس کا دل نور الٰہی سے لبریز ہو جائے اور وہ ذکر الٰہی شروع کرتے ہی لذت و سرور میں کھو جائے"۔

- حضرت ابوبکر الکتانیؒ فرماتے ہیں۔ "تصوف صفائی یعنی تزکیہ اور مشاہدہ کا نام ہے"۔

- حضرت سہل بن عبداللہ تستریؒ فرماتے ہیں۔ "صوفی وہ ہے جو کدورت سے صاف فکر سے خالی اور اللہ کے لیے انسانوں سے منقطع ہے اور جس کی نظر میں سونا اور مٹی برابر ہے"۔

- حضرت شیخ اسد الدین معروف کرخیؒ کا قول ہے۔ "صوفی وہ ہے جو کدورت سے صاف ہو تفکر سے بھرپور ہو اور حق تعالیٰ کے قرب کی خاطر بشریت سے علیحدہ ہو جائے۔ اس کی آنکھوں میں روزا اور خاک برابر ہوں"۔

- حضرت ابوسلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں۔ "تصوف یہ ہے کہ آدمی پر جو کچھ گزرے اسے

marfat.com

نیت کے بغیر اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔اس کی مثال رُوح اور جسم کی سی ہے جو ایک دوسرے کے بغیر ادھورے ہیں۔

صوفی کو درج ذیل اخلاق حمیدہ کا عملی نمونہ ہونا چاہیے۔

۱۔ توبہ........گناہ کو یاد کر کے افسوس کرنا اور نادم ہونا اور ترک کر دینے کا عہد کرنا۔

۲۔ صبر.......ہوائے نفسانی پر غالب آنا۔

۳۔ شکر.......نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے سمجھنا اور پھر خوش ہو کر اس کی اطاعت کرنا۔

۴۔ رجا........فضل اور مغفرت اور جنت و نعمت کے انتظار میں قلب کو راحت ہونا اور ان کے حصول کی کوشش کرنا۔

۵۔ خوف.....عذاب و عتاب کے خیال سے دل کو دردمند کرنا۔

۶۔ زُہد.......فانی چیز کی خواہشات کو ترک کر کے آخرت کی طرف مائل ہونا۔

۷۔ توحید.....یہ یقین رکھنا کہ بدون ارادہ خدا کے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

۸۔ توکل.......صرف وکیل یا کارساز پر قلب کا اعتماد رکھنا۔

۹۔ محبت.......طبیعت کا ایسی چیز کی طرف مائل ہونا جس سے حقیقی لذت حاصل ہو۔

۱۰۔ شوق.......محبوب کو اس کے کمال کے ساتھ دیکھنے کی خواہش کرنا۔

۱۱۔ انس.......محبوب کی معلومہ وجوہ پر نظر کر کے قلب کو سرور حاصل ہونا۔

۱۲۔ رضا.........حکم قضا پر اعتراض نہ کرنا۔

۱۳۔ نیت.......دل کا ایسی چیز کی طرف ابھرنا جسے اپنے نفع کے موافق سمجھنا۔

۱۴۔ اخلاص.....اطاعت میں صرف اللہ تعالیٰ کے تقرب و رضا کا قصد کرنا۔

۱۵۔ صدق.......جس مقام کو حاصل کریں اسے کمال تک پہنچائیں۔

۱۶۔ مراقبہ.......ذات پاک کا دل سے دھیان رکھنا۔

marfat.com

۱۷۔ فکر.......... معلومات سابقہ کو ملا کر غیر معلوم باتوں تک پہنچنا۔

صوفی کو درجِ ذیل اخلاقِ ذمیمہ سے کلی طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔

۱۔ آفات لسان.....فضول تکرار' گالی گلوچ' بد گوئی' لعنت' خوشامد' جھوٹ' غیبت وغیرہ۔

۲۔ شہوت......... بطن وفرج کی لذت۔

۳۔ غضب.......انتقام لینے کے لیے دل کا جوش میں آنا۔

۴۔ حقد..........دل کی گرانی جو انتقام نہ لے سکنے کی صورت میں قائم رہتی ہے۔

۵۔ حسد............کسی کی اچھی حالت دیکھ کر جلنا اور اس کے زوال کا خواہاں ہونا۔

۶۔ حب دنیا.......ان دنیاوی اشیاء کی خواہش کرنا جن سے آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

۷۔ حب جاہ.......لوگوں کے نزدیک قابل تعظیم بننے کی خواہش کرنا۔

۸۔ بخل..........شرعاً لازم مصارف میں تنگی کرنا۔

۹۔ حرص.........مال وغیرہ کے ساتھ دِل کو لگانا۔

۱۰۔ ریا...........شہرت اور نیک نامی کی غرض سے لوگوں کو دِکھا کر طاعت کرنا۔

۱۱۔ تکبر..........خود کو صفاتِ کمال میں دوسروں سے بڑا سمجھنا۔

۱۲۔ عُجب........اپنے کمال کو اپنی طرف منسوب کرنا اور زوال کا خوف نہ کرنا۔

۱۳۔ غرور..........کسی نفسانی خیال پر طبیعت کا مائل اور قلب کا مطمئن ہونا۔

غرض یہ کہ تصوف عین اسلام ہے اور شریعت مطہرہ سے الگ کوئی شے نہیں۔ تصوف اختیار کرنے والا ہی صوفی ہے۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

marfat.com

پیرومرشد کی ضرورت

دنیا میں کوئی بھی علم حاصل کرنا یا کوئی بھی فن سیکھنا ہو تو اُس کے لیے کسی نہ کسی استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ فقط کتابوں کے مطالعہ سے کوئی کامل و مکمل نہیں ہو سکتا۔ طب کی کتابیں موجود ہونے کے باوجود آپ ڈاکٹر یا طبیب نہیں بن سکتے۔ درزی کے پاس بیٹھے بغیر سوئی پکڑنے کا انداز نہیں آتا، سلائی تو دُور کی بات ہے۔ خوشنویس کے تلمذ بنے بغیر قلم کی گرفت اور کشش سے جب تک آگاہی نہ ہو، کوئی ہرگز خوش نویس نہیں ہو سکتا۔ بڑھئی کے پاس بیٹھ کر سیکھے بغیر کوئی بھی کاریگر بڑھئی نہیں بن سکتا۔ غرض دنیا میں کوئی ایسا فن نہیں ہے جس میں کسی ماہر فن استاد کی ضرورت نہ ہو۔ اسی طرح دین بھی ایک علم اور فن ہے جو اس کے ماہر (شیخ) کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کتاب اللہ کی موجودگی میں شیخ (مرشد) کی کیا ضرورت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب اللہ کے ہوتے ہوئے معلم کتاب یعنی نبی ﷺ کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے کتاب نازل کر کے حکم فرما دیتے کہ اس پر عمل کر کے فلاح پا لو۔

قرآن پاک میں اللہ پاک نے فرمایا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

(سورۃ المائدہ۔ آیت۔ ۳۵)

(اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو وسیلہ (اس تک رسائی کے لیے) اور اس کے راستے میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔)

یہاں وسیلہ سے مراد ہادی، مرشد، شیخ یا پیر ہے جس نے راہ سلوک طے کیا ہو اور خدا رسیدہ ہو۔ شاہ عبدالرحیمؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور شاہ عبدالعزیز محدثؒ وسیلہ سے

marfat.com

مراد شیخ لیتے تھے۔

ایک حدیث نبویؐ ہے۔ اَلشَّیخُ فِیْ قَبِیْلَةٍ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّةٍ۔

(اپنے قبیلہ میں شیخ اس طرح ہے۔ جس طرح ایک نبی اپنی امت میں۔)

بیعت کرنے کے متعلق فرمانِ خداوندی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔

(سورہ الفتح۔ آیت ۱۰)

(اے نبی ﷺ! جو لوگ آپ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں ان لوگوں کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔)

اس آیت میں کسی انسانِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہے۔ جب رسول خدا ﷺ کے ساتھ بیعت کرنا ضروری ہے تو آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء کے ساتھ بھی بیعت کی وہی اہمیت ہے۔ کیونکہ آپ سرکار دو عالم ﷺ کے ظاہراً غیر موجودگی میں بیعت اور وسیلہ کی زیادہ ضرورت ہے۔

اُستاد، دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک استاد ظاہری، جس سے اس کے شاگرد ظاہری علوم پڑھتے ہیں اور دوسرا استاد باطنی؛ جس سے طالب باطنی علوم کے اسرار حاصل کرتے ہیں۔ باطنی علوم کے استاد، مشائخ عظام یعنی پیران کرام صاحبان ہیں۔ کسی شیخ یا پیر کی شاگردی (بیعت) کی ضرورت اس لیے لازمی ہے کہ اس کی صحبت میں رہ کر راستہ کے خطرات یا اس کی ٹھوکروں سے شاگرد (مرید) محفوظ ہو جائے اور ترقی کی منازل آسانی سے طے کر سکے۔ مختلف صحبتوں کا اثر انسان پر ضرور پڑتا ہے۔ یعنی نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا تو نیکی کے اثرات مترتب ہوں گے اور اگر بُرے لوگوں کی صحبت میں بیٹھے گا تو برائی کی جانب راغب ہوگا۔ نیک طینت لوگوں کی صحبت انسان پر نہایت خوشگوار اثرات مرتب کرتی ہے اس

marfat.com

کے لیے شیخ سعدیؒ کا مشہور قطعہ پیش کرنا نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مُشکے یا عبیرے
کہ از بُوئے دِل آویزِ تو مستم
بگفتا من گِلے ناچیز بودم
و لیکن مدّتے با گُل نشستم
جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ترجمہ:۔ ''ایک دن حمام میں محبوب کے ہاتھ سے مجھے خوشبودار مٹی ملی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو مُشک ہے یا عنبر؟ کہ تیری دل آویز خوشبو سے میں مست ہوگیا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں ایک ناچیز اور معمولی مٹی تھی۔ لیکن ایک مدت تک پھول کے ساتھ میری صحبت رہی۔ میرے ہم صحبت کی خوبی نے مجھ پر اثر کیا اور میں خوشبودار ہوگئی۔ وگرنہ میں تو وہی مٹی ہوں جو پہلے تھی''۔

انسان جب رُوحانی طور پر ترقی کرنا چاہتا ہے تو اسے ایسے ہی پیران باکمال اور مشائخ عظام سے بیعت کا رشتہ استوار کرنا پڑتا ہے۔ اور اکثر ایک کی بجائے کئی شیخ کامل و مکمل سے فیض کے حصول کے لیے ان کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت حاصل کرنا ہوتی ہے۔

علامہ مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ ''احکام شریعت'' میں فرماتے ہیں کہ اگر مرشد خلاف شریعت ہو تو اس کو چھوڑنا واجب ہے اور دوسرا پیر تلاش کرنا چاہیے۔ اور اگر پہلا مرشد وصال فرما جائے اور اس کی تربیت مکمل نہ ہوئی ہو تو دوسری مرتبہ بیعت جائز ہے۔ (یعنی دوسرے شیخ سے بیعت کرنی چاہیے)۔

marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف مکتوب نمبر ۲۲۱ دفتر اوّل میں فرماتے ہیں کہ پیر اوّل کی عین حیات میں اگر طالب اپنی ہدایت کسی اور جگہ دیکھے تو اس کو جائز ہے کہ پہلے پیر کے انکار کے بغیر دوسرے پیر کو اختیار کرے یعنی پہلے پیر کا انکار نہ کرے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''ارشاد الطالبین'' میں فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور رسالت مآب ہادی برحق سرکار دو عالم ﷺ کی بیعت کی اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کی۔ یہ بیعت محض امور دنیا کے لیے نہ تھی بلکہ کمالات قرب الٰہی کے لیے تھی۔

حضرت مولانا جامیؒ ''نفحات الانفس'' میں فرماتے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے بھی متعدد پیر تھے۔ ان میں حضرت ابوسعید مخزومیؒ ' حضرت حمادؒ ' آپ کے والد حضرت شیخ ابوصالحؒ اور شیخ ابوالوفاؒ شامل تھے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے کئی پیرانِ عظام سے فیوض و برکات حاصل کیں۔ آپ نے طریقہ قادریہ' چشتیہ اور سہروردیہ اپنے والد گرامی سے حاصل کیا۔ طریقہ کبریہ حضرت یعقوب صرفیؒ سے اور طریقہ نقشبندیہ کے کمالات حضرت باقی باللہؒ سے حاصل کیے۔

(جواہر نقشبندیہ)

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے مختلف جگہوں پر جن مختلف مشائخ عظام سے فیوض و برکات اور خلافت حاصل کی ان میں خواجہ عثمان ہارونیؒ ' حضرت نجم الدین کبریٰؒ ' غوث اعظم حضرت عبد القادر جیلانیؒ ' شیخ ضیاء الدینؒ ' شیخ شہاب الدین سہروردیؒ ' خواجہ واحد الدین کرمانیؒ ' خواجہ یوسف ہمدانیؒ ' ابوسعید تبریزیؒ ' شیخ محمود اصفہانیؒ ' خواجہ ابوسعید مہندیؒ ' خواجہ ناصر الدین الہ آبادیؒ اور شیخ ابوالحسن خرقانیؒ شامل ہیں۔ اور آخر میں لاہور

marfat.com

میں سید علی ہجویریؒ المعروف داتا گنج بخش کے مزار پر اعتکاف کر کے فیض حاصل کیا۔ پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف نے اپنے والد گرامی اور خواجہ شمس الدین سیالویؒ اور حاجی امداد اللہ مہاجر سے بیعت کر کے خلافت حاصل کی۔

حضرت غوث علی شاہ پانی پتیؒ نے ۱۵ مرتبہ مختلف اولیاء کرام سے بیعت کی۔ ایسے صوفیہ کرام ہیں جو کہ پیدائشی طور پر ولی اللہ تھے۔ (جیسے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور سلطان الاولیاء حضرت سلطان باہوؒ) مگر انہوں نے بھی ظاہری طور پر بیعت کی۔

المختصر پنجابی کی ایک مثل کے مطابق کہ جس طرح دودھ کے بغیر کھیر نہیں بن سکتی اور گھی کے بغیر چوری کا بننا ناممکن ہے اسی طرح کسی مرشد کامل و مکمل کے بغیر باطنی علوم میں ترقی و کمال کا حصول ناممکن ہے۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

صوفی وہ ہے کہ جس کے ایک ہاتھ میں قرآن مجید اور دوسرے ہاتھ میں سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو۔

(حضرت علی ہجویری، داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ)

marfat.com

کامل پیر اور ناقص پیر کی پہچان

شریعت کی پابندی کے ساتھ ساتھ ایسے مرشد کی تلاش کرنی چاہیے جو اسے ضبطِ نفس کی تلقین کر سکے۔ سالک کو ایک رہبر کی ضرورت ہوتی ہے' جس کی اطاعت اسی طرح کرنا ہوتی ہے جس طرح محبوبِ حقیقی کی۔ راہِ عشق میں کوئی منطق نہیں چلتی' یہاں بلا چون و چرا تعمیل حکم کرنا ہوتی ہے۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ ایک ناقص پیر راہِ راست سے بھٹکا دے۔ اس لیے سالک پر لازم ہے کہ ایک سچے رہبر کی تلاش کرنے میں اپنی پوری سوجھ بوجھ سے کام لے اور اس کے انتخاب میں انتہائی حزم واحتیاط ملحوظ رکھے۔

مرزا غالب نے کہا تھا۔ ع

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی

یعنی جب تک کوئی کثافت زدہ غلاظت سامنے نہ ہو اُس وقت تک لطافت کی عمدگی کا احساس نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ کہ جب تک چند ایک ناقص پیروں سے آپ کا واسطہ نہ پڑے، ان کی حرص کھل کر سامنے نہ آئے اور اپنی بے علمی اور ضلالت و جہالت کے باعث اپنے مریدوں کا بیڑا غرق نہ کر لیں تب تک آپ کے لیے کامل پیر کی پہچان مشکل ہو گی۔ مولانا رومؒ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں۔ ے

دستِ ناقص ، دستِ شیطان است و دیو

آنکہ او در دامِ تکلیف و ریو

اے بسا ابلیس آدم رُوئے ہست

پس بہر دستے نشاید داد دست

ترجمہ:۔ (ناقص (پیر) کا ہاتھ شیطان اور دیو کا ہاتھ ہے کیونکہ وہ ہر لمحہ دھوکہ وفریب کے جال

marfat.com

بچھائے رہتا ہے عوامی کے رُوپ میں بے شمار شیطان بھی ہوتے ہیں اس لیے (بلا سوچے سمجھے) ہر کسی کے ہاتھ میں (بیعت کا) ہاتھ نہیں دینا چاہیے)۔

ناقص پیر سے تعلیم حاصل کرنا بجائے نفع کے نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۲۳ دفتر اوّل حصہ اوّل میں فرماتے ہیں۔ ''جاننا چاہیے کہ زمین کا ضائع کرنا دو طریق پر ہے۔ ایک یہ کہ اس میں کچھ نہ بویا جائے اور دوسرا یہ کہ اس میں خبیث اور ناقص بیج ڈالے۔ اور دوسری قسم، زمین کے ضائع کرنے میں پہلی قسم کی نسبت زیادہ ضرر رساں ہے۔ بیج کا خبیث اور ناقص ہونا ایسا ہے جیسے ناقص پیر کی ناقص تعلیم۔ ناقص پیر کا مسلک حرص اور خود غرضی کے تابع ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا' ایسا پیر چونکہ خود واصل خدا نہیں ہوتا اس لیے اگر وہ کسی مرید کو طریق سلوک پر چلاتا ہے تو جیسا وہ خود گمراہ ہوتا ہے اسی طرح مرید کو بھی راہِ حق سے گمراہ کر دیتا ہے۔ گویا ناقص پیر کی صحبت زہر قاتل ہے۔ اس کی طرف رجوع کرنا مہلک مرض میں اضافہ کرنا ہے۔ جبکہ کامل پیر کی تعلیم و تربیت عمدہ اور بہترین قسم کے بیج کی طرح ہے جو اچھی طرح نشو و نما پا کر بار آور ثابت ہوتا ہے۔ یا یوں سمجھ لیں کہ ناقص پیر کی مثال ناقص یا اناڑی طبیب کی طرح ہے جو مریض کو درست کرنے کی بجائے اس کے مرض میں اضافے کا موجب بن کر اسے موت کی گھاٹی میں اتار دیتا ہے۔ جبکہ کامل پیر ایک حاذق طبیب کی مانند ہے۔ جو نہ صرف ناقص طبیب کی ناقص دوا کی تاثیر کو ختم کرتا ہے۔ بلکہ مناسب اور درست علاج سے اصل مرض کا ازالہ کر کے صحت و تندرستی سے ہمکنار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ناقص پیروں کی علامات:

امام ربانی مجدد الف ثانی'' فرماتے ہیں۔ کہ بہتر (۷۲) گمراہ فرقوں کا اختراع ناقص پیروں سے ہوگا۔ ناقص پیر وہ ہوتے ہیں:۔

marfat.com

۱۔ جو شریعت مصطفیٰ ﷺ کے مکمل طور پر پابند نہ ہوں۔

۲۔ جنہوں نے سلوک شروع نہ کیا ہو۔

۳۔ جنہوں نے ولایت کے مقامات طے نہ کیے ہوں اور رسوخ کے مقامات تک نہ پہنچے ہوں۔

۴۔ جنہوں نے سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیاء کو بطریق تمام طے نہ کیا ہو۔

۵۔ جو فنا و بقا کی دولت سے مشرف نہ ہوئے ہوں۔

۶۔ وہ حیاتِ لطائف، اطمینانِ نفس، اعتدال عناصر اور اخلاق محمودہ سے متصف نہ ہوئے ہوں۔

ناقص پیروں کے لیے شریعت کی رُو سے کوئی حقوق ثابت نہیں ہیں۔ اس لیے ان کی صحبت سے فرار واجب ہے۔

کامل پیروں کی علامت:

کامل پیر وہ ہوتے ہیں جو:۔

۱۔ شریعت محمدی ﷺ کے مکمل طور پر پابند اور ماہر ہوں۔

۲۔ سلوک کی منازل طے کر کے دوسروں کو بھی اس راہ پر گامزن کرنے کے اہل ہوں۔

۳۔ ولایت کے مقامات طے کر چکے ہوں اور رسوخ کے مقام پر بھی پہنچ چکے ہوں۔

۴۔ سیر اربعہ فنا و بقا اور اسرار و دقائق سے بہرہ ور ہوں۔

۵۔ حیاتِ لطائف اطمینان نفس اعتدال عناصر اور اخلاق محمودہ سے متصف ہو چکے ہوں۔

۶۔ عقائد اجماعیہ سنیہ کے متبع ہوں اور مذاہب اربعہ میں سے معین مذہب کے مقلد ہوں۔

marfat.com

۷۔ درجات سبعہ متابعت مصطفیٰ ﷺ [ا] سے متصف ہوں۔ کیونکہ متابعت کے ان درجات سے متصف پیر ہی انبیاء کے حقیقی وارث اور کامل تابع ہوں گے۔

۸۔ صاحبِ نسبت ہوں۔ یعنی جن کا سلسلۂ طریقت صحیح طور پر حضرت رسول مقبول ﷺ تک جا پہنچا ہو۔ اور رشد و ہدایت کی اجازت حاصل کر کے خلافت حاصل کر چکے ہوں۔

۹۔ ان کے دیدار سے اللہ تعالیٰ یاد آ جائے۔

۱۰۔ کامل پیر اس قابل ہوتے ہیں کہ ان کی توجہ شریفہ سے مُردہ دلوں میں زندگی اور پژمردہ میں تازگی پیدا ہو جائے۔

۱۱۔ معرفت کے رمز شناس ہوں۔

۱۲۔ اعلیٰ اخلاق کے حامل اور مہمان نواز ہوں۔

۱۳۔ غرباء کے ساتھ انکساری سے پیش آئیں۔

۱۴۔ مریدین باصفا کو روحانی تربیت دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

۱۵۔ ریا' لالچ' حسد' خود پسندی' غفلت اور عیش و عشرت سے دُور رہتے ہوں۔

۱۶۔ درج بالا صفات، پیر کامل کے مریدین میں بھی نظر آتی ہوں۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

[ا] درجاتِ سبعہ متابعت مصطفیٰ ﷺ کے لئے مرشدی مجدد عصر علامہ اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی دامت برکاتہ کی کتاب ''ہدایت السالکین'' کا مطالعہ فرمائیے۔

marfat.com

تصورِ شیخ

بعض نا سمجھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ تصورِ شیخ کیوں کریں۔ براہِ راست اللہ تعالیٰ کا تصور کیوں نہ کیا جائے؟ انسان کی فطرت ہے کہ وہ عموماً نیکی کے صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر بدی کے دلفریب، پرکشش اور غلط راستے پر بہت جلد گامزن ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی دنیا اور آخرت دونوں برباد کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ انسانوں کو بے حد گمراہ دیکھ کر بھی وہ ان کی بھلائی چاہتا ہے۔ چنانچہ اس نے بے شمار انبیاء کرام مبعوث فرمائے جو وقتاً فوقتاً ان گم گشتہ راہ انسانوں کی راہنمائی فرما کر ہدایت و قربِ الٰہی کے حصول کی نہ صرف تلقین کرتے رہے بلکہ عملی طور پر بھی مظاہرہ فرماتے رہے۔ جب تک نبوت کا سلسلہ جاری رہا پیغمبرانِ عالی مقام تشریف لاتے رہے۔ اب چونکہ نبوت کا یہ سلسلہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ذات بابرکات پر ہمیشہ کے لیے منقطع ہو گیا ہے، لہٰذا بھٹکے ہوئے انسانوں کی ہدایت کا کام جناب رسول خدا ﷺ کے وارثان یعنی بزرگان دین (اولیائے کرام) کے ذمے آن پڑا ہے جو آنحضرت ﷺ کے نائب بن کر یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

مرید (انسان) میں بہت سی خامیاں اور کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ ان کے ازالہ کے لیے وہ کسی شیخ کامل و مکمل (نائب رسول ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہو کر صفائے باطن کا طالب ہوتا ہے۔ شیخ کامل اپنی بھرپور توجہ سے مرید کے قلب کی صفائی کر کے اس میں روحانی علوم کی ضو بکھیر دیتا ہے۔ اس طرح رفتہ رفتہ مرید ترقی کے مدارج طے کر لیتا ہے۔ اس عروج کے حصول کے لیے دراصل شیخ کامل سے ایک گہرا رابطہ رکھنا ہوتا ہے۔ اسی رابطہ کو تصورِ شیخ کہا جاتا ہے۔ تصور کا مطلب یہ ہے کہ مرید اپنے شیخ کامل و مکمل کے حلیہ مبارک کو اپنے دل میں اس طرح جگہ دے کہ یہ تصور اس کی رگ رگ میں سما جائے اور شیخ کی محبت اور تصور اس کے دل میں

marfat.com

یوں جاگزین ہو جائے کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا خیال تک نہ آسکے۔ مرید کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی ذات کی حفاظت کے لیے اپنے اردگرد ایک ایسا مضبوط قلعہ تیار کرلے کہ شیطان جیسے بُرے دشمن اس میں داخل نہ ہو سکیں۔ اور نہ اُسے بھٹکا سکیں۔ حفاظت کا یہ قلعہ فقط تصورِ شیخ سے ہی نصیب ہو سکتا ہے۔ روحانی ترقی کے حصول اور مخفی حقائق سے آگاہی کے لیے، ضروری ہے کہ مرید اپنے حواس سے کام نہ لیتے ہوئے مکمل یک سوئی اختیار کر کے تصورِ شیخ کو اپنے دل میں جگہ دے۔ اس طرح اس کا باطن منور اور روشن ہو جاتا ہے۔

ایک عارفِ کامل کا کہنا ہے۔

چشم بند و گوش بند و لب بند ‏ ‏ ‏ ‏ گر نہ بینی سِرِّ حق بر ما بخند

ترجمہ:۔ اے طالب! تو اپنی آنکھ، کان اور ہونٹ بند کر کے تصورِ شیخ کو اپنے باطن میں اتار۔ پھر اگر تجھے نورِ حق حاصل نہ ہو تو ہم پر ہنس لینا۔ (یعنی ہمیں جھوٹا کہہ دینا)۔

یاد رہے کہ تصورِ شیخ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مرید آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائے اور اپنے شیخ کی جسمانی تصویر کا خیال کرے یا یہ سوچنے لگے کہ شیخ کا حلیہ یہ ہے، لباس ایسا ہے، داڑھی ایسی ہے، آنکھیں ایسی ہیں وغیرہ۔ یہ بالکل غلط تصور ہے۔ تصورِ شیخ کا اصل اور صحیح مفہوم یہ ہے کہ مرید اپنے شیخ کو ذہن کا مرکز بنا کر اس میں گم ہو جائے، اس کے حواس پر شیخ کا عشق اتنا غالب آجائے کہ مرید شیخ کی ذات میں فنا ہو جائے۔ اس کو فنافی الشیخ کہتے ہیں۔ اس منزل کو طے کرنے کے بعد مرید جب رسول کریم ﷺ سے رابطہ پیدا کر کے آپ ﷺ کے عشق میں گم ہو جاتا ہے تو اس درجہ کو فنافی الرسول کہتے ہیں۔ ازاں بعد مقدر یاوری کرتا رہے اور مرید کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ ہو جائے اور وہ عشق الٰہی میں فنا ہو جائے تو اس مرتبہ کو فنافی اللہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

مرزا اسد اللہ غالبؔ نے کیا خوب کہا ہے۔

marfat.com

ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود

قبلہ کو اہلِ نظر ، قبلہ نما کہتے ہیں

مسلمان نماز کی ادائیگی کے لیے اپنا رُخ قبلہ (کعبہ) کی طرف کرتے ہیں۔ اور آپ بھی جانتے ہیں کہ اگر قبلہ رُو نہ ہوا جائے تو نماز نہیں ہوتی۔ گویا نماز کی ادائیگی کے لیے قبلہ رُو ہونا ضروری ہے۔ اب غور کریں کہ گو نماز کی ادائیگی کے لیے ہمارا رُخ قبلہ کی جانب ہوتا ہے مگر قبلہ خدا نہیں ہے۔ یعنی ظاہراً ہمارا قیام' رکوع اور سجود وغیرہ قبلہ کی سمت ہوتا ہے۔ جبکہ باطناً ہمارا یہ قیام' رکوع اور سجود وغیرہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہوتا ہے جو بظاہر نظر نہیں آتا' مگر تصور اسی کا ہوتا ہے۔ یعنی ہمارا اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' قبلہ نہیں۔ قبلہ فقط ایک علامت کے طور پر ہے' اسی لیے اہل نظر (اولیائے کرام) قبلہ کو اصل مسجود (اللہ تعالیٰ) کی جانب قبلہ نما (یعنی سمت دکھانے والا) کہتے ہیں۔ بات واضح ہوئی کہ گو نماز کی حالت میں ہمارا رُخ قبلہ کی جانب ہوتا ہے مگر اصل مسجود (جس کو سجدہ کیا جائے) اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی ترقی کے لیے گو تصور شیخ کا ہوتا ہے مگر اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' بالکل اسی طرح جیسے قبلہ۔

تصور شیخ کی اہمیت' اس کے نفع اور اقرب الی المطلوب (خدا تک رسائی) ہونے کی بناء پر تمام حضرات چشتیہ' حضرات قادریہ' حضرات سہروردیہ اور خصوصاً بزرگان نقشبندیہ اور جمیع صوفیہ کرام نے اسے اپنے معمولات میں بطور جزو اعظم شامل کیا ہوا ہے۔ ان تمام بزرگان گرامی قدر کے نزدیک تصور شیخ کو تمام اوراد و وظائف اور ریاضات و مجاہدات پر اولیت' افضلیت اور فوقیت حاصل ہے۔ بعض کے نزدیک سلوک میں کامیابی کا انحصار تصور شیخ پر ہے یعنی تصور شیخ' تصوف و طریقت کی جان ہے۔

مولانا عبدالرحمن جامی قدس اللہ سرہ نے اپنے رسالہ ''سررشتہ دولت'' میں فرمایا

marfat.com

ہے کہ ''اگر وہ عزیز (شیخ) غائب ہو تو اس کی صورت کو خیال میں لے کر تمام ظاہری و باطنی قوتوں کے ساتھ قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو اور جو خطرہ آئے اس کو دور کرے، یہاں تک کہ غیبت و بے خودی ظاہر ہو جائے۔ ایسا بار بار کرنے سے اس کا ملکہ (مہارت) پیدا ہو جاتا ہے۔ اور (خدا سے رسائی کے لیے) اس سے زیادہ نزدیک کا کوئی راستہ نہیں ہے''۔

(معمولات مظہریہ)

تصورِ شیخ کا حدیث کی رُو سے ثبوت:

اس مسئلہ کا اصل ماخذ اور بنیاد چند روایات ہیں جو پیش خدمت ہیں:۔

۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بحوالہ صحیح مسلم شریف مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی سَوَاکِہٖ تَحْتَ شَفَتَیْہِ۔ (مجھے آپ ﷺ کا تصور یوں پکا ہوا تھا گویا میں آپ ﷺ کو لبوں میں مسواک لیے ہوئے کا تصور کرتا ہوں)۔

۲۔ حضرت حریث ابن عمروؓ سے بحوالہ صحیح مسلم شریف مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ وَقَدْاَدْخٰی طَرْفَیْھَابَیْنَ کَتِفَیْہِ۔ (میں نبی پاک ﷺ کا یوں تصور کرتا ہوں کہ گویا آپ ﷺ منبر مبارک پر تشریف فرما ہیں اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے عمامہ کے دونوں پلے آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔)

حضرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس جس ہیئت و حالت میں حضور پاک ﷺ کو دیکھا تھا اسی کے مطابق آپ ﷺ کا تصور اُن کے ذہن اور دماغ میں بیٹھ گیا تھا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ (التوبہ۔ آیت ۱۱۹)

(اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔)

marfat.com

اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ صادقین یعنی سچوں کے ساتھ رہیں۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت ہے کہ ایک صحابی نے نبی مکرم ﷺ سے عرض کی کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَیْلَکَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَااَعْدَدْتُ لَهَا اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ (تیری خرابی ہو تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے عرض کی میں نے کچھ بھی تیاری نہیں کی سوائے اس کے کہ میرے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہے)۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ (آخرت میں) تجھے اسی کی معیت حاصل ہو گی جس کے ساتھ دنیا میں رہا۔)

آیت مذکورہ بالا میں صادقین کی معیت کا حکم دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ معیت جسمانی نہیں بلکہ قلبی و روحی ہے۔ کیونکہ اس جہان فانی میں کوئی ایک انسان کسی دوسرے انسان کے ساتھ (جسمانی لحاظ سے) ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ اس لیے یہ حقیقت ماننی پڑے گی کہ یہ معیت قلبی و روحی ہے۔ اس قلبی و روحی معیت کو اہل طریقت بیعت، رابطہ، واسطہ اور تصور شیخ کے ناموں سے تعبیر کرتے ہیں۔

۳۔ عن الحسن بن علی رضی اللّٰه عنهما قال سئلت خالی هند بن ابی هاله وکان وصافاعن حلیة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وانا اشتهی ان یصف لی منها شیئا تعلق به۔ (مخزن المعارف)

(حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابو ہالہ سے سوال کیا۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے تھے اور میں مشتاق تھا کہ وہ میرے لیے کچھ بیان کریں تاکہ میں اس کو اپنے ذہن میں محفوظ کرلوں۔)

ملا علی القاریؒ نے ''جمع الوسائل فی شرح الشمائل'' میں حدیث مذکور کی وضاحت

marfat.com

میں تحریر کیا ہے۔

ای اثبت بذلک الوصف واجعله محفوظا فی خزانة خیالی وانما قال الحسن رضی اللہ عنه ذلک لان النبی صلی اللہ علیه وسلم قوفی وھو فی سن لا یقتضی التامل فی الاشیاء و تحفظ الاشکال والاعضاء۔ (مخزن المعارف)

(یعنی میں اس وصف کو مضبوطی کے ساتھ ذہن نشین کر کے اپنے خزانۂ خیال میں محفوظ کرلوں۔ اور حضرت حسنؓ نے یہ اس لیے فرمایا کہ حضور ﷺ کی وفات کے وقت وہ اتنی چھوٹی عمر کے تھے کہ اشیاء میں غور کرنے اور شکلوں اور اعضاء کے یاد رکھنے کے قابل نہیں تھے۔)

حدیث مذکورہ بالا اور ملا قاریؒ کی اس تصریح سے یہ بالکل واضح ہو گیا کہ تصور شیخ یعنی حضور پرنور ﷺ کی صورت مبارکہ کو خزانۂ خیال میں محفوظ رکھنا حضرت حسنؓ کا معمول تھا جو اس وقت سے لے کر آج تک صوفیہ کرام کا معمول ہے۔

تصورِ شیخ کے متعلق بزرگان دین کے ارشادات:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ''القول الجمیل'' میں تحریر کرتے ہیں۔

۱۔ وَاِذَا غَابَ عَنْهُ الشَّیْخُ یُخَیِّلُ صُوْرَتَهٗ بَیْنَ عَیْنَیْهِ بِوَصْفِ الْمُحَبَّةِ وَالتَّعْظِیْمِ فَتُفِیْدُ صُوْرَتَهٗ مَا تُفِیْدُ صُحْبَتَهٗ۔

(جب پیر موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان محبت و تعظیم کے ساتھ تصور جمائے۔ اس کی صورت (کے تصور) سے وہی فائدہ پہنچے گا جو اس کی صحبت سے پہنچتا ہے۔

اسی کتاب ''القول الجمیل'' میں ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

۲۔ قَالَ الْمَشَائِخُ مَنْ اَرَادَ الدُّخُوْلَ فِی الْاَرْبَعِیْنِیَّةِ تَلْزِمُهٗ مُرَاعَاتُ اُمُوْرِ دَوَامِ الصِّیَامِ وَدَوَامِ الْقِیَامِ وَتَقْلِیْلِ الطَّعَامِ وَالْکَلَامِ وَالْمَنَامِ وَالصُّحْبَةِ مَعَ الْاَنَامِ وَالْمُوَاظَبَةِ عَلَی الْوُضُوْءِ وَرَبْطِ الْقَلْبِ بِالشَّیْخِ عَلَی الدَّوَامِ۔

marfat.com

(حضرات مشائخ نے فرمایا کہ جو شخص چلّے میں داخل ہونا چاہے تو اس کو چند امور کی رعایت کرنا لازم ہے۔ وہ ضروری اُمور یہ ہیں۔ ہمیشہ روزہ رکھنا' ہمیشہ رات کو قیام کرنا' کھانے پینے' سونے اور لوگوں سے میل جول میں کمی کرنا' جاگتے ہوئے اور سوتے ہوئے ہمیشہ باوضو رہنا اور حضرت پیر و مرشد کے ساتھ اپنے دِل کو ہمیشہ لگائے رکھنا۔)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی وصول الی اللہ کی سب راہوں سے اس (تصورِ شیخ والی) راہ کو زیادہ قریب قرار دیا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے تصورِ شیخ کی اہمیت وافادیت کا اپنے مکتوبات شریف میں کئی جگہ ذکر کیا ہے یہاں پر چند ایک حوالے تحریر کیے جاتے ہیں۔

۱۔ حصول رابطہ شیخ و مرید را بے تکلف و بے تعمل علامت مناسبت تام است درمیان پیر و مرشد و مرید کہ سبب افادہ و استفادہ است و ہیچ طریقے اقرب بوصول از طریق رابطہ نیست خواجہ احرار قدس اللہ در ''فقرات'' می آرند۔ سایہ رہبر بہ از ذِکر حق یعنی سایہ رہبر نافع تر است از ذِکر گفتن۔ (مکتوبات جلد چہارم دفتر اول مکتوب ۲۲۲)

(بلا تکلف اور بلا اختیار رابطہ شیخ کا حاصل ہو جانا یہ پیر و مرید کے درمیان کامل مناسبت کی نشانی ہے۔ جو فائدہ پہنچانے اور فائدہ حاصل کرنے کا ذریعہ وسبب ہے۔ اور قربِ حق تعالیٰ کا کوئی راستہ اس سے زیادہ نزدیک کا نہیں ہے۔ حضرت خواجہ احرارؒ اپنے ارشادات ''فقرات'' میں کہتے ہیں کہ شیخ کی ذات کا سایہ (یعنی تصورِ شیخ) مرید کے لیے اس کے ذکرِ حق کہنے سے بہتر ہے۔ یعنی طالب کے لیے ذِکر کرنے کی نسبت اس کے مرشد و رہبر کا سایہ اور تصور زیادہ نافع ہے۔)

۲۔ اگر در وقت ذِکر گفتن صورت پیر بے تکلف ظاہر شود آں را نیز بقلب باید برد، و در قلب نگاہ داشتہ ذِکر باید گفت۔ میدانی کہ پیر چیست؟ پیر آنکس است کہ از وطریق وصول بجناب قدس خداوندی جل شانہٗ استفادہ نمائی و مدد ہا و اعانت ہا دریں راہ یابی۔ (مکتوبات دفتر اول حصہ سوم

marfat.com

مکتوب۔۱۹۰)

(ذکر کرتے وقت اگر بے تکلف صورت شیخ سامنے آجائے تو مرید کو چاہیے کہ اسے اپنے دل میں لے جائے اور اسے دل میں بساتے ہوئے ذکر خدا کرے' کیا تو جانتا ہے کہ پیر کون ہے؟ پیر وہ ہے کہ جس سے تو اللہ پاک کی بارگاہ تک پہنچنے کا طریقہ سیکھے اور اس راہ میں اس سے بہت زیادہ مدد اور اعانت حاصل کرے۔)

۳۔ خواجہ محمد اشرفؒ در ورزش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بجدے استیلا یافتہ است کہ در صلوٰۃ آنرا مسجود خود می داند و می بیند و اگر فرضاً نفی می کند منتفی نمی گردد۔ اے محب! اطوار این دولت متمنائے طلاب است از ہزاراں مگر یکے راہ بد ہند۔ صاحب این معاملہ مستعد تام المناسبت است۔ محتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتداء جمیع کمالات او را جذب نماید۔ رابطہ را چرا نفی کیند؟ کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ۔ چرا محاریب و مساجد را نفی نکید؟ ظہور این قسم دولت سعادت مندان را میسر است تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعہ بے دولت کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ را از شیخ خود منحرف سازند۔

(دفتر دوم حصہ ششم مکتوب ۳۰)

(خواجہ محمد اشرفؒ نے تصور شیخ کی مشق کے بارے میں لکھا تھا کہ رابطے کی نسبت اس حد تک غالب ہو گئی ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا اور دیکھتا ہوں۔ اگر بالفرض دُور کرنا بھی چاہوں تو نہیں ہو سکتا۔ اے محبوب! طالبان حق اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں جو ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد رکھتا ہے اور شیخ مقتداء کی تھوڑی صحبت سے تمام کمالات کو جذب کر لیتا ہے۔ رابطہ (تصور شیخ) کی نفی کیوں کرتے ہو؟ وہ تو مسجود الیہ (جس سمت کو سجدہ کیا جائے) ہے۔ مسجود لہٗ (جس کو سجدہ کیا جائے) نہیں ہے۔ تم محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے ہو؟ اس قسم کی دولت سعادت مندوں کو

marfat.com

حاصل ہوتی ہے تا کہ وہ تمام احوال میں صاحب رابطہ (شیخ) کو اپنا وسیلہ سمجھیں اور تمام اوقات میں اس کی طرف متوجہ رہیں اور ان بد بخت لوگوں کی طرح نہ ہوں جو اپنے آپ کو مستغنی جانتے ہیں اور توجہ کے مرکز کو اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں۔)

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے خواجہ محمد اشرفؒ کے جوارشادات تحریر فرمائے ہیں ان سے تصور شیخ کا یہ مسئلہ بالکل عیاں ہو جاتا ہے۔ان کے نزدیک نماز میں تصور شیخ کا بے اختیار آ جانا مسجود الیہ (جس کی طرف سجدہ کیا جائے) ہونا جائز ہے۔شرک اس وقت لازم آتا ہے جب صورت شیخ کو مسجودلہٗ (جس کے لیے سجدہ کیا جائے) مانا جائے۔خواجہ محمد اشرفؒ نے فرمایا کہ اگر مسجود الیہ کو تسلیم کرنے میں کوئی قباحت لازم آتی ہے تو پھر محرابوں اور مسجدوں کو سامنے سے کیوں گرایا نہیں جاتا۔کیونکہ وہ بھی نمازی کے لیے مسجود الیہ ہیں۔ایک قدم آگے بڑھیں تو کعبہ معظمہ بھی تو مسجود الیہ ہے۔صورت شیخ کو اگر مسجودلہٗ تسلیم کیا جائے تو وہ یقیناً شرک ہے۔جبکہ مسجود الیہ کی صورت میں شرک نہیں ہے۔اور تصور شیخ مسجود الیہ ہے۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

حضرت ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

جس شخص کو سال بھر تک کوئی رنج یا تکلیف یا بیماری وغیرہ نہ پہنچے، پس وہ جان لے کہ میرا رب مجھ سے ناراض ہے۔

marfat.com

آدابِ شیخ کی اہمیت

صوفیہ کرام کا قول ہے کہ طریقت سراسر ادب کا نام ہے۔ حضرت ابوعبداللہ بن حنیفؒ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ کا ارشاد ہے کہ بیٹا! اپنے عمل کو نمک اور ادب کو آٹا بناؤ یعنی عمل اور ادب کا تناسب اسی مقدار میں ہو جیسے آٹے میں نمک۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''مبداء و معاد'' میں تحریر ہے کہ پیر کے حقوق تمام حقوق والوں کے حقوق سے زیادہ ہیں بلکہ پیر کے حقوق اللہ تعالیٰ کے انعامات اور رسول مکرم ﷺ کے احسانات کے بعد دوسروں میں سے کسی حقوق سے نسبت نہیں رکھتے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ ''جاننا چاہیے کہ پیر بننے اور حق کی طرف مخلوق کو دعوت دینے کا مقام بہت ہی بلند ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ پیر اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔ ہر بے سروسامان کو اس بلند مرتبہ کے ساتھ کیا نسبت ہے''۔　(مکتوب نمبر ۲۲۴ دفتر اول حصہ چہارم)

حضرت مجدد الف ثانیؒ مزید فرماتے ہیں۔ ''یہ پیر ہی ہے جس کے وسیلے سے مرید خدا عزوجل تک پہنچتے ہیں جو دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ یہ پیر ہی ہے جس کے وسیلہ سے نفس امارہ خباثت سے پاک ہو جاتا ہے اور امارگی سے اطمینان تک پہنچتا ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ کی رضا کو پیر کی رضا کے پردے کے پیچھے رکھا گیا ہے۔ جب تک مرید اپنے آپ کو پیر کی پسندیدہ چیزوں میں گم نہ کر دے، اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں میں نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا مرید کو چاہیے کہ اپنی سعادت، پیر کے قبول کر لینے میں جانے اور اپنی بدبختی پیر کے رد کر دینے میں سمجھے''۔　(مبداء و معاد)

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے اپنے مکتوبات میں شیخ کے آداب تحریر

marfat.com

فرمائے ہیں۔ یہاں پر آداب و شرائط کو مختصراً تحریر کیا جاتا ہے۔

(۱) مرید کو چاہیے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کر لے۔ اس کے حضور میں اس کے سوا کسی اور طرف توجہ نہ کرے حتیٰ کہ کسی دوسرے آدمی سے گفتگو بھی نہ کرے۔

(۲) پیر کی خدمت میں اس کی اجازت کے بغیر نوافل اور اذکار میں مشغول نہ ہو۔ اس کے سامنے نماز فرض اور سنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے۔

(۳) جہاں تک ممکن ہو مرید ایسی جگہ بھی نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا سائے پر پڑے۔

(۴) پیر کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ طہارت (استنجا) نہ کرے۔

(۵) پیر کے مخصوص برتنوں کو استعمال نہ کرے' اس کے سامنے نہ پانی پیئے' نہ کھانا کھائے۔ (سوائے اس کی اجازت کے)۔

(۶) پیر کی عدم موجودگی میں جس طرف کہ وہ رہتا ہے پاؤں دراز نہ کرے اور نہ اس طرف تھوک پھینکے۔

(۷) جو کچھ پیر سے صادر ہو اس کو صواب اور بہتر جانے اگر چہ بظاہر بہتر نظر نہ آئے۔ کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے الہام سے اور اللہ تعالیٰ کے اِذن سے کام کرتا ہے۔

(۸) مرید کو چاہیے کہ اپنے کلی و جزئی امور مثلاً کھانے پینے' سونے اور طاعت کے تمام معمول کے کاموں میں پیر ہی کی اقتداء کرے۔

(۹) نماز بھی پیر کی طرح ادا کرے اور فقہ کے مسائل بھی اسی کے طریق عمل سے سیکھنے چاہئیں۔

(۱۰) مرید اپنے پیر سے کرامتیں طلب نہ کرے اگر چہ وہ طلب دل میں وسوسہ اور خطرہ

marfat.com

کی طرح ہی گزرے۔ کیونکہ کوئی مومن کسی پیغمبر سے معجزہ طلب نہیں کرتا۔ یہ کام کافروں اور منکروں کا ہے۔

(۱۱) مرید کے دل میں پیر کے متعلق جو شبہ پیدا ہو' پیر سے اس کا حل دریافت کرے۔ اگر حل سمجھ میں نہ آئے پھر بھی اپنا قصور سمجھے اور پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی منسوب نہ کرے۔

(۱۲) پیر کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے۔

(۱۳) اگر کسی اور جگہ سے مرید کو فیض ملے تو اس کو بھی اپنے پیر ہی کا فیضان سمجھے اور یقین جانے کہ میرے پیر کا لطیفہ دوسرے شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

(۱۴) مرید پر جو واقعہ ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اسی سے دریافت کرے۔

(۱۵) مرید کے لیے لازم ہے کہ اپنے اختیار کو مکمل طور پر پیر کے اختیار میں گم کر دے۔ (جیسے مُردہ، غُسّال کے ہاتھوں میں ہوتا ہے)۔

(۱۶) پیر کامل کا اگر کوئی کپڑا مل جائے تو بطور تبرک اپنے پاس رکھے اور اس کے ساتھ اعتقاد واخلاص سے زندگی گزارے۔ ایسا کرنے سے ثمرات ونتائج کا قوی احتمال ہے۔

(۱۷) پیر کے بارے میں اپنے دل میں کسی قسم کی بدگمانی و بدظنی پیدا نہ کرے۔ کبھی کبھار پیر سے کچھ ایسی حرکات سرزد ہوتی نظر آتی ہیں جو بظاہر شریعت کے خلاف ہوں' لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ یہ فقط مرید کے اعتقاد کا امتحان ہوتا ہے۔

(۱۸) مرید کو اگر سوال کی سخت ضرورت پڑے تو عرض کرے۔ شیخ کے جواب سے اطمینان حاصل نہ ہو تو اپنی کم علمی سمجھتے ہوئے شیخ سے الجھنے کی جرأت ہرگز نہ کرے۔ ورنہ عاقبت خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

marfat.com

(۱۹) مرید اپنے شیخ سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھے کیونکہ وہ مرید کے جملہ افعال و اعمال کا نگران ہوتا ہے۔

(۲۰) مرید کو اگر خواب میں اعمال کا اشارہ ہو تو فوراً اپنے شیخ کی طرف رجوع کرے۔ محض خواب پر بھروسہ نہ کرے کیونکہ کبھی شیطان بھی بھٹکانے کے لیے عمدہ باتوں کی تلقین کر دیتا ہے۔

(۲۱) اپنے شیخ کے راز کو کبھی کسی پر ظاہر نہ کرے۔ کیونکہ دوست کا راز افشا کرنا، وفا کے خلاف ہے۔

نوٹ :۔حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے فرمایا:۔"سچا مرید وہ ہے کہ بیس سال تک اس کی بائیں طرف کے عمل لکھنے والے فرشتے (کراماً کاتبین) اس کے عمل نامہ میں کچھ (گناہ وغیرہ) لکھنے نہ پائیں"۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

فرموداتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم :

☆........ اپنے اَخلاق و عادات سنوار لو، ایمان مکمل ہو جائے گا۔

☆........ جو شخص مصیبت میں آہ و زاری کرتا ہے، خُدا اُس پر لعنت کرتا ہے۔

marfat.com

مبتدی سالک (نقشبندیہ) کے لیے ہدایات

بعض حضرات اپنی عدم واقفیت کے سبب سیفیوں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ مبتدی سالک کو نوافل کی ادائیگی، تلاوت قرآن پاک اور درود پاک پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ اس اعتراض کا جواب امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے چند مکتوبات کی روشنی میں پیش کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص صوفیہ کرام یا مشائخ کے در پر دل و جان سے حاضر ہوتا ہے اور ان کی غلامی اختیار کرتا ہے تو ان بزرگوں کی تربیت اور قوت ولایت کے ذریعے ترقی کی منازل طے کر لیتا ہے۔ شیخ اکبرؒ کے بقول نفسانی خواہشات سے نجات کے لیے ضروری ہے کہ جب کسی شیخ کامل کے مرید ہو جاؤ تو اس کے سامنے مردہ بن کر رہو اپنی تمام خواہشات ختم کر دو اور وہ شیخ کامل جس طرح چاہے تم میں تصرف کرے۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل لازمی ہے۔ سالک دراصل روحانی مریض ہوتا ہے۔ مرض کے ازالہ کے لیے کامل روحانی حکیم یعنی صوفیہ کرام کے پاس حاضر ہو کر ان سے بیعت کرتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب نمبر ۱۰۵ دفتر اول میں فرماتے ہیں۔ "جب حکماء کے نزدیک مقرر ہے کہ مریض جب تک بیماریوں سے تندرست نہ ہو جائے کوئی غذا اُسے فائدہ نہیں دیتی چاہے وہ بھنا ہوا گوشت ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ ایسی صورت میں قوت بخش غذا بھی بجائے فائدے کے مرض کو اور بڑھا دیتی ہے۔ پس (دانا حکیم) پہلے مریض کی مرض کو دُور کرنے کی فکر کرتے ہیں بعد ازاں مناسب غذاؤں کے ساتھ آہستہ آہستہ اس کو اصلی قوت کی طرف لاتے ہیں۔ پس آدمی جب تک مرض قلبی میں مبتلا ہے کوئی عبادت و اطاعت اس کو فائدہ نہیں دیتی بلکہ اس کے لیے مضر ہے۔ دِلی امراض کا علاج کرنے والے یعنی مشائخ بھی اوّل مرض کے دور کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اس مرض سے مراد ماسوائے حق کی گرفتاری ہے بلکہ اپنے نفس کی گرفتاری ہے۔ کیونکہ ہر شخص جو کچھ چاہتا ہے، اپنے نفس

marfat.com

کے لیے چاہتا ہے۔ اگر فرزند مال وریاست اور حب و جاہ کو عزیز رکھتا ہے تو اپنے لیے۔ گویا اس کا معبود اس کی اپنی نفسانی خواہشات ہیں۔ پس جب تک نفس اس قید سے چھٹکارا نہ پالے تب تک نجات کی امید مشکل ہے۔ پس دانش مند علماء اور صاحب بصیرت حکماء پر اس مرض کے دور کرنے کا حکم لازم ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب نمبر ۱۲ دفتر سوم میں میر محمد نعمانؒ کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''میرے عزیز ذکر کرنا ضروری ہے' اس کے ساتھ جو جمع ہو جائے دولت و نعمت ہے۔ وصول کا مدار ذِکر پر موقوف ہے۔ دوسری چیزیں ذِکر کے ثمرات و نتائج ہیں۔ نفی اثبات کا ذِکر وضو کی طرح ہے جو کہ نماز کی شرط ہے یعنی جب تک طہارت درست نہ ہو نماز کا شروع کرنا منع ہے۔ اسی طرح جب تک نفی کا معاملہ انجام تک نہ پہنچ جائے ،اس وقت تک فرائض' واجبات اور سنتوں کے علاوہ عبادتِ نافلہ جس قدر کریں سب وبال میں داخل ہے۔ پہلے مرض کو دُور کرنا چاہیے جو نفی اثبات کے ذِکر پر ہے۔ بعد ازاں دوسری عبادات وحسنات میں (جو بدن کے لیے اچھی غذا کی طرح ہیں) مشغول ہونا چاہیے۔ مرض کے دور ہونے سے پہلے جو غذا کھائیں وہ فاسد و مفسد ہیں''۔

حضرت امام ربانیؒ مکتوب نمبر ۸۴ دفتر سوم میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔'' (سالک کو چاہیے کہ) اپنے تمام اوقات کو ذِکر الٰہی میں مصروف رکھے بشرطیکہ وہ ذِکر کسی شیخ کامل و مکمل سے اخذ کیا ہو' کیونکہ ناقص سے کامل نہیں ہو سکتا۔ اور اپنے تمام اوقات کو ذِکر کے ساتھ اس طرح آباد رکھے کہ فرضوں اور مؤکدہ سنتوں کے بغیر کسی اور چیز میں مشغول نہ ہو، حتیٰ کہ قرآن مجید کی تلاوت اور عبادتِ نافلہ کو بھی موقوف رکھے۔ اور وضو ہو یا نہ ہو، ہر حال میں ذِکر کرتا رہے اور کھڑے' بیٹھے اور لیٹے ہوئے بھی ذِکر میں مشغول رہے' اور چلتے پھرتے' کھانے پینے اور سونے کے وقت بھی ذِکر سے خالی نہ رہے۔''

''حضرات القدس'' کے صفحہ نمبر ۱۶۵۔۱۶۶ میں تحریر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ

marfat.com

نے فرمایا ''طریقہ نقشبندیہ میں شروع اور وسط کے حالات میں جذبات سے تعلق ہوتا ہے۔ اس لیے کثرت شکر اور استغراق کی وجہ سے وہ کثرت نوافل میں عمل نہیں رکھتے بلکہ دوام حضور کو فرائض' واجبات اور سنن مؤکدہ کے ادا کے ساتھ جمع کرتے ہیں اور اسی پر اکتفا کرتے ہیں اس کے ساتھ وہ عزیمت کو بہت اہم سمجھتے ہیں کہ وہ عظیم ریاضتوں میں سے ہے۔ اور بالخصوص (شروع اور وسط والے) جذبات کے ساتھ وہ اور بھی اہم ہو جاتی ہے۔ پھر جب عنایت الٰہی سے ان کے حالات تلوین سے تمکین (کمزوری سے قوت) میں آجاتے ہیں تو پھر وہ کثرت طاعت میں لگ جاتے ہیں۔ (یعنی زیادہ نوافل پڑھتے اور زیادہ تلاوت قرآن پاک کرتے ہیں) اور اس وقت ان کی ترقیوں کا انحصار کثرتِ اعمال (یعنی نفلی عبادت) پر ہوتا ہے''۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ مبتدی سالک کے لیے ذِکر کرنا نفل پڑھنے' تلاوت قرآن مجید اور درود پاک کے پڑھنے سے افضل ہے۔ لیکن جب سالک کی تربیت مکمل ہو جاتی ہے تو ذِکر کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات' تلاوت قرآن مجید اور درود شریف کا پڑھنا اس کے مدارج میں ترقی کے لیے ممد ثابت ہوتا ہے اور وہ عروج حاصل کرتا جاتا ہے۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

حضرت ابو بکر صِدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان

مومن کو اتنا علم کافی ہے کہ اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے۔

marfat.com

اثباتِ لطائف

انسان کے سینے میں لطائف موجود ہیں جو کسی شیخ کامل و مکمل کی بھرپور توجہ سے حرکت پذیر ہو جاتے ہیں۔ ان لطائف کے اسماء اور ان کے کمالات نصوص قطعیہ اور احادیث صریحہ سے ثابت ہیں۔ نیز آئمہ کرام اور بزرگان دین کے اقوال اور احوال سے بھی ان کی تصدیق ہوتی ہے۔

قرآن پاک کے ارشادات:

۱۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ط قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلاً۔

(بنی اسرائیل۔ آیت، ۸۵)

(اور یہ لوگ آپ (ﷺ) سے رُوح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ رُوح میرے رب کا امر ہے۔ (یعنی عالم اَمر کا دوسرا طبقہ) اور آپ کو اس کے بارے میں بہت کم علم دیا جاتا ہے۔)

اس آیت میں لطیفہ رُوح کا ثبوت اور اسم مقدس واضح ہے۔

۲۔ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (الزمر۔ آیت، ۲۲)

(پس ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جن کے قلوب ذِکر خداوندی سے سخت ہیں۔ (یعنی ذِکر خداوندی سے جاری نہیں ہوتے)۔

۳۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔

(کہف۔ آیت، ۲۸)

(اور اس شخص کی اطاعت نہ کرو جس کا قلب (دل) ہم نے اپنے ذِکر سے غافل کر دیا۔ وہ اپنی

marfat.com

خواہش نفسانی کا تابع ہے اس کا کام زیادتی کرنا اور حد سے تجاوز کرنا ہے۔)

ان آیات میں لطیفۂ قلب جو حقیقتِ جامعہ ہے اور تجلیٔ صفاتِ فعلیہ کے وُرُود کا محل ہے، مراد ہے اور ظاہری گوشت کا لوتھڑا یعنی مضغہ مراد نہیں ہے۔

۳۔ فَاِنَّهٗ یَعۡلَمُ السِّرَّ وَ اَخۡفٰی۔ (طٰہٰ۔آیت،۷)

(پس اللہ تعالیٰ سِر (عالم امر کا تیسرا طبقہ) اور اخفیٰ (عالم امر کا پانچواں طبقہ) کا علم رکھتا ہے۔)

اس آیت سے سِر اور اخفیٰ ثابت ہیں۔

۵۔ وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ فِیۡ نَفۡسِكَ۔ (الاعراف۔آیت،۲۰۵)

(اور اپنے (لطیفہ) نفس میں اپنے پروردگار کا ذِکر کرو۔)

اس آیت سے لطیفۂ نفس کا ثبوت ملتا ہے۔

احادیث مبارکہ:

۱۔ رسول پاک ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کہ میں آپ کو اپنے تمام اعمال میں بہترین عمل نہ بتاؤں جو آپ کے پروردگار کے نزدیک پاک عمل ہو اور آپ کے درجات کو بلند کرنے والا ہو۔ اور تمہارے لیے چاندی اور سونے کے ڈھیر سے بھی بہتر ہو۔ اور غازی یا شہید ہونے سے بھی بہتر ہو تو صحابہ کرام نے عرض کی کہ ضرور یہ عمل بتایئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر ہے''۔ ابن الملک'' نے اس سے ذِکر قلبی مراد لیا ہے''۔ (مشکوٰۃ)

۲۔ ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بہتر ذِکر خفی کا ہے اور حفظہ فرشتے بھی نہیں سُن سکتے۔ یہ ذِکر ماتحت (جلی) کی نسبت ستر گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے''۔ (حاوی)

اس حدیث سے لطیفہ خفی کا اسم اور ذِکر ثابت ہے۔

۳۔ ''جس نے مجھے (لطیفہ) نفس میں یاد کیا۔ میں اُسے (بلا کیف) نفس میں یاد کرتا ہوں''۔

۴۔ ''اپنے نفس سے عداوت کرو جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے''۔

marfat.com

نفس جسم لطیف ہے جو کہ جسم کثیف میں ساری ہے۔ مگر اس کا مرکز منبتِ شعر ہے۔ نفس سات قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) نفس امّارہ (۲) نفس لوامہ (۳) نفس ملہمہ (۴) نفس مطمئنہ (۵) نفس راضیہ (۶) نفس مرضیہ اور (۷) نفس کاملہ۔ جہادِ اکبر نفس امارہ کے ساتھ جاری رہتا ہے حتیٰ کہ مطمئنہ ہو جائے۔ پس اطمینان نفس کے بعد یہی جہاد اکبر پھر عناصر اربعہ کے ساتھ جاری رہتا ہے جسے لطیفہ قالب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (جیسا کہ امام ربانیؒ نے ''مبدأ معاد'' اور مکتوبات میں حقیقت بیان کی ہے)۔ ان عناصر اربعہ (لطیفہ قالب) کا ثبوت صدقات کے باب میں حدیث ترمذی سے بھی ملتا ہے۔ مندرجہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے لطائف خمسہ عالم امر (قلب، رُوح، سِر، خفی اور اخفیٰ) اور لطائف خمسہ عالم خلق (نفس اور عناصر اربعہ) صریح طور پر ثابت ہیں۔

لطائف کے ثبوت میں اولیائے امت اور علمائے راسخین کے اقوال:

(۱) مولانا جلال الدین رومیؒ اپنی مثنوی شریف میں لطائف خمسہ عالم امر کے بارے میں کہتے ہیں۔

پنج حِسی است جز این پنج حِس
آن چون زرِ سرخ و این حِس چون مِس

ترجمہ:۔ ان پانچ حسوں کے علاوہ اور بھی پانچ حسیں ہیں۔ وہ سونے کی مانند ہیں اور یہ تانبے کی طرح۔

(۲) علامہ علاؤالدین عطارؒ لطیفہ سر کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ذِکر خاص الخاص ذِکر سِر بوَد
ہر کہ ذاکر نیست او خاسر بوَد

marfat.com

ترجمہ:۔ خاص الخاص لوگوں کا ذِکر ہر سر کا ذِکر ہوتا ہے۔ جو آدمی ذِکر نہیں کرتا وہ خسارے میں رہتا ہے۔

(۳) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ خمسہ عالم امر کے بارے میں مکتوبات شریف دفتر اول جلد اول صفحہ ۹۲ تا ۹۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ''عالم امر کے پانچوں جواہر کا تفصیل و وضاحت سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ دونوں جہانوں کی نیکی سیدِ کونین نبی کریم ﷺ کی اتباع سے وابستہ ہے۔ ایسا فلسفی جو اپنی بصیرت کی آنکھ میں صاحب شریعت ﷺ کی متابعت کا سرمہ نہیں ڈالتا وہ عالم امر کی حقیقت کو دیکھنے سے قاصر ہے۔ اس کی تنگ نظر عالم خلق کو دیکھنے کے قابل نہیں ہے اور وہاں دیکھنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتی۔ پانچوں جواہر یعنی حال، محل، صورت، نفس اور عقل کہ جن کی تصدیق ہو چکی ہے، عالم خلق کے اندر ہیں۔ عالم امر کا رخ بیچونی کی طرف ہے اور بیچونی کی طرف توجہ سے عالم امر کی ابتداء ہوتی ہے۔ پہلا مرتبہ قلب ہے، قلب سے بلند رُوح ہے، رُوح سے بلند سر ہے، سر سے بلند خفی ہے اور خفی سے بلند اخفیٰ ہے۔ عالم امر کے انہی پانچوں مراتب کو اگر جواہر خمسہ کہا جائے تو مناسب ہے۔ عالم امر کے ان جواہر خمسہ کا ادراک اور ان کے حقائق کا علم نبی پاک ﷺ کی مکمل اتباع کرنے والوں کے نصیب میں ہے۔ جاننا چاہیے کہ ان جواہر کی ابتدا صفات اضافیہ سے ہوتی ہے جو وجوب اور امکان کے درمیان برزخ ہے اور ان سے اوپر صفات حقیقیہ ہیں کہ جن کی تجلیات روح کو نصیب ہوتی ہیں۔ اور قلب کا تعلق صفات اضافیہ سے ہے اور ان کی تجلیات سے مشرف ہوتا ہے اور باقی اعلیٰ جواہر (یعنی سر، خفی اور اخفیٰ) جو صفات حقیقیہ سے بلند ہیں خداوند قدوس کی ذات کے دائرہ میں داخل ہیں۔ اس لیے ان تینوں مراتب کی تجلیات کو ذاتی تجلیات کہتے ہیں۔ اس سے آگے خاموش رہنے میں ہی مصلحت ہے''۔

(۴) علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؒ اپنی کتاب ''ارشاد الطالبین'' صفحہ نمبر ۱۴ پر لطائف کے کمالات اور فرضیت تصوف کے بارے میں رقمطراز ہیں۔ ''صوفیہ کرام کہتے ہیں کہ جو راہی

marfat.com

ہمارے نزدیک آنا چاہتا ہے صرف سات قدم کا فاصلہ ہے۔ یعنی عالم امر کے پانچ لطائف قلب، روح، سر، خفی، اخفی اور فنائے نفس اور لطیفہ قالبیہ کی صفائی اور یہ کہ جسم کی بھلائی بھی اس سے عبارت ہے۔ تقویٰ کا بکثرت نوافل ادا کرنے سے تعلق نہیں ہے بلکہ تقویٰ کا مطلب ہے واجبات کا ادا کرنا اور نواہی سے بچے رہنا''۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

فقیر کو چاھیئے که :

☆...... اپنے فقر کی حفاظت کرے تا کہ وہ ضائع نہ ہو۔

☆...... انکساری، خواری اور گمنامی کو زیادہ پسند کرے۔

☆...... مال سے خالی ہونے کے باوجود، دِل کی صفائی زیادہ رکھے۔

☆...... جس قدر میسر آئے، اُس پر گزارا کرے۔

☆...... مفلسی یا بیماری کے باعث اگر خدا پر غصہ آئے تو فوراً توبہ کرے۔

☆...... خدا کی جناب میں گستاخی نہ کرے۔ نہ ہی کسی اَور کے آگے اپنے رَب کی شکایت کرے۔

☆...... آئندہ وقت کی فکر نہ کرے۔

☆...... ہر لمحہ موت کے انتظار میں رہے۔

☆...... تنگ دستی کی حالت میں پرہیز گاری اور احتیاط کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔

marfat.com

کے مفہوم میں فرق ہے۔

(۱) **رقص**......اگر جسم اور جوارح (اعضاء) کی حرکات موزونیت اور ترتیب و نظم کے ساتھ ہوں تو وہ رقص ہوگا اور وہ ہر حال میں حرام ہے۔

(۲) **تواجد**......اگر جسم اور جوارح کی حرکات بے ترتیب لیکن قصد و ارادہ سے ہوں تو یہ تواجد کہلاتا ہے۔اس میں ارادہ پاک ہو' نیت تشبہ بالواصلین ہو تو جائز' بصورت دیگر ناجائز ہے۔

(۳) **وجد**......اگر جسم اور جوارح کی حرکات بے ترتیبی سے اور بلا قصد و ارادہ ہو تو وہ وجد کہلاتا ہے۔ یہ درست اور روحانی کیفیت کا اظہار ہے۔

(۴) **اضطراب**......اگر جسم و جوارح میں حرکات کا اظہار نہ ہو بلکہ اندرونی سرور و لذت کی حالت ہو تو یہ اضطراب کہلاتا ہے۔ یہ نہایت مطلوب اور اعلیٰ کیفیت ہے اور قابل رشک ہے۔اس میں نماز میں کوئی خلل نہیں ہوتا بلکہ خشوع و خضوع کا موجب ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔''محبت ایک شجرہ طیبہ کی مانند ہے۔اس کی جڑیں زمین میں محکم اور شاخیں آسمان میں ہے۔اور اس کا ثمرہ دِل' زبان اور اعضاء میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس کے ان آثار فائضہ کی دلالت قلب و جوارح پر ایسی ہے جیسی دھویں کی آگ پر اور پھل کی درخت پر۔ کیونکہ دل جلوں کے لب پر ہمیشہ فغاں ہوتی ہے۔اور یہ ممکن نہیں کہ آگ لگے اور دھواں نہ ہو''۔

فرمان الٰہی ہے۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ۔ (الحدید۔آیت ۱۶)

(کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کے لیے کہ گڑگڑا دیں اُن کے دل اللہ کی یاد سے۔)

marfat.com

امام فخر الدین رازی ؒ تفسیر کبیر جلد آٹھ میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ ''حقیقت میں مومن مومن نہیں ہوتا مگر خشوع قلب کے ساتھ، رونا اور بے اختیار گرنا''۔ گویا وجد و جذب، خشوع قلب کی زیادتی کا باعث ہے۔

احادیث نبوی (ﷺ) دربارۂ وجد:

۱۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حبشی، رسول اکرم ﷺ کے سامنے رقص کرتے تھے اور اپنی زبان میں (محمد عبد صالح) (محمد ﷺ نیک بندے ہیں) گاتے تھے۔ رسول پاک ﷺ نے جب ان کو اس حالت میں دیکھا تو منع نہ فرمایا اور انہیں اسی حالت پر برقرار رہنے دیا۔ (مسند احمد)

۲۔ حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ ''گڑگڑاؤ اور روؤ۔ تحقیق کہ آسمان، زمین، سورج، چاند اور ستارے بھی روتے ہیں''۔ (جب خشوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ حرکت کا ظہور بھی لازمی ہوتا ہے)۔

۳۔ امام نووی ؒ شرح مسلم شریف جلد اول صفحہ ۹۹ میں فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ کے جسم مبارک کا وہ حصہ جو پشت اور شانوں کے درمیان تھا اقشعرار اور حرکت کر رہا تھا۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ کندھا مبارک لرز رہا تھا اور فرمایا کہ ''قسم ہے کہ ڈر رہا ہوں کہیں وفات نہ پا جاؤں''۔ اور تمام اعضاء حرکت کر رہے تھے کیونکہ یہ دِل کے تابع ہوتے ہیں۔

۴۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید ؓ کو فرمایا کہ تم مارے بھائی اور دوست ہو۔ یہ سن کر وہ رقص کرنے لگے۔ اس پر آپ ﷺ نے انہیں منع نہ فرمایا۔

۵۔ مشکوٰۃ شریف میں ہی اسی طرح کی حدیث روایت ہے جب حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ فتح خیبر سے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کی پیشانی کو چوما اور معانقہ کیا۔ جب آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم جسمانی اور اخلاقی طور پر مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتے ہو۔ تو یہ سن کر

marfat.com

حضرت جعفرؓ رقص کرنے لگے۔اور حضور ﷺ نے کوئی اعتراض نہ کیا۔

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''تحقیق رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض موت میں فرمایا کہ ابوبکر صدیقؓ سے کہو کہ نماز پڑھائے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا جب ابوبکر صدیقؓ آپ ﷺ کے مقام میں کھڑے ہوں گے تو بسبب رونے کے لوگ کچھ سن نہ سکیں گے۔پس آپ ﷺ حضرت عمرؓ کو حکم دیں کہ وہ نماز پڑھائیں۔لیکن آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں رونا جائز ہے۔اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگر ایسا ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا نماز کے فاسد ہونے کا کہتیں۔ یہ نہ کہتیں، کہ رونے سے لوگ قرأت نہ سن سکیں گے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن شخیرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے دیگ (میں کھولتے پانی) کی مانند رونے کی آواز نکلتی تھی۔ (ابوداؤد۔ترمذی)

۴۔ ابوداؤد اور شمائل ترمذی میں روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نماز کسوف ادا فرما رہے تھے۔ سجدہ میں حضور ﷺ اُف اُف کرتے رہے اور روتے رہے۔

نماز میں بھی اگر وجد ہو تو جائز ہے۔

صحابہ کرام اور اولیائے کرام کے قول وعمل سے ثبوت:

۱۔ غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۰۴ میں حضرت بلال حبشیؓ کا مشہور واقعہ درج ہے۔''سرکار دوعالم ﷺ کا دنیائے فانی سے پردہ فرمانے کے بعد جب حضرت بلالؓ شام سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان سے اذان کی درخواست کی گئی تو انہوں نے مسجد نبوی ﷺ میں کھڑے ہو کر اذان پڑھی جب ''اشهد ان محمد رسول الله'' پر پہنچے تو شدتِ رنج والم کی وجہ سے

marfat.com

خود پر قابو نہ رکھ سکے اور شوق و محبت و فراقِ رسول مقبول ﷺ کے سبب بے ہوش ہو کر گر پڑے۔
پورے مدینہ میں آہ و بکا شروع ہو گیا۔

۲۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روبرو یہ آیت پڑھی ''ان عذاب ربک لواقع ماله دافع'' تو یہ سن کر آپؓ نے ایک نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے۔ آپ کو اٹھا کر گھر لے گئے۔ ایک ماہ تک بیمار رہے اور آپ پر خوفِ خدا طاری رہا۔

۳۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العظیم سے منقول ہے کہ 'سلیم' سانپ کے ڈسے ہوئے کو کہتے ہیں۔ جس کو سانپ ڈسے وہ بے چینی اور اضطراب میں ہوتا ہے۔ پس سلیم دل ہمیشہ بے چین اور بے قرار ہوتا ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ وجد کرتے ہیں اور ادھر ادھر جھکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ''انہیں چھوڑ دو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ طریقت نے ان کے جگر کاٹ دیئے' ان کے دل پھٹ گئے اور اب وہ بے طاقت ہو گئے ہیں اگر وہ اپنے حال کے مداوا کے لیے حرکت کریں تو کوئی حرج نہیں''۔

۴۔ علامہ ابن عابدینؒ اپنے رسالہ ''شفاالعلیل وبل الغلیل'' میں وجد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''اگر تو سچا ہے تو وجد اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر تو مخلص ہے تو دوران ذِکر ادھر ادھر جھکنے میں کوئی مضائقہ نہیں''۔

۵۔ علامہ یافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ شبلیؒ کو دیکھا کہ گڑھے میں تواجد کر رہے ہیں۔ اپنے کپڑوں کو پھاڑ دیا اور شعر پڑھتے تھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے ''میں نے اپنے کپڑوں کو آپ کے عشق میں پھاڑ دیا اور میرا کپڑوں کو پھاڑنے کا ارادہ نہ تھا۔ میرا تو دِل پھاڑنے کا ارادہ تھا لیکن دِل کی بجائے میرے ہاتھ نے کپڑوں اور گریبان سے ٹکر کھائی۔ اگر میرے گریبان کی جگہ میرا دِل ہوتا تو یقیناً پھاڑنے کے لئے دِل ہی مستحق تھا''۔

۶۔ سید میر شریف جرجانیؒ ایک دفعہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی مجلس میں تشریف فرما

marfat.com

تھے۔ کہ آپ پر وجد طاری ہوگیا۔ اسی حالت میں آپ کے سر سے دستار گر پڑی۔ کافی دیر کے بعد جب سنبھلے تو آپ سے اس حالت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کافی عرصے سے میرے دل میں خواہش تھی کہ کاش مجھے ایک ہی ایسی گھڑی میسر آجائے جس میں میری عقل وخرد سے علمی نقوش مٹ جائیں تو بہتر ہے۔ **الحمد للہ** آج وہ گھڑی مجھے نصیب ہوئی۔ اور غیر معمولی لذت وسرور حاصل ہوا۔

۷۔ محبوب سبحانی سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے عمدہ وعظوں کی تاثیر سے کئی افراد کا بے خود ہوکر بے ہوش ہو جانا، واقعات سے ثابت ہے۔

۸۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ سے محفل ذکر کے دوران میں وجد کے متعلق پوچھا گیا کہ کوئی شخص مجلس سے ذکر کرتے ہوئے اٹھ جائے، خواہ اختیار کے ساتھ اٹھے یا بے اختیار ہوکر کھڑا ہو جائے اور اس پر وجد کی حالت طاری ہو تو کیا اس سالک کو اس حال میں منع کرنا چاہیے کہ نہیں؟ آپ نے فرمایا اس سالک پر اس حال میں کوئی اعتراض اور انکار نہیں۔ شیخ الاسلام سراج الدین بلقینیؒ سے بھی یہی سوال پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سالک پر کوئی اعتراض نہیں اور کسی کو جائز نہیں کہ اس کو اس حال سے منع کرے بلکہ منع کرنے والے کو تعزیز دینا لازم ہوگا۔ علامہ برہان الدین انباسیؒ سے بھی یہی سوال کیا گیا تو انہوں نے بھی اسی طرح کا جواب دیا اور فرمایا کہ یہ سالک صاحب الحال مغلوب ہے اور اس سے انکار کرنے والا محروم ہے۔

۹۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۰ میں تحریر ہے۔ ''اگر کسی نے نماز میں آہ یا اوہ کیا اور بکاء مرتفع سے رویا، جس کی وجہ سے حروف حاصل ہو جائیں، اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کے خیال کی وجہ سے پیش آئے تو صحیح اور کامل ہے۔ لیکن اگر دنیاوی مصیبت اور درد کی وجہ سے ہو تو نماز فاسد ہے''۔

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ ذِکر کے وقت حرکت میں آنا شرعاً جائز ہے۔ کیونکہ

marfat.com

یہ حرکت جسم کو ذِکر کے لیے ہشاش بشاش رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں دِل کی حاضری میں مدد دیتی ہے جبکہ نیت صحیح ہو۔ دوسرے یہ کہ وجد، اللہ کے خوف اور تجلیات وانوارات کے غلبہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس حالت میں سالکین اور عاشقین کے بدن خواہ سارے بدن یا بعض اعضاء پر لرزہ طاری ہو یا بے اختیار آوازیں نکل جائیں یا نماز میں آہ آہ' اُف اُف، اوہ اوہ وغیرہ کریں جبکہ یہ آوازیں خود بخود جنت یا دوزخ کے خیال یا خوف خدا کی وجہ سے ہوں تو اس سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے نہ وضوٹوٹتا ہے۔ بلکہ یہ اولیاء کرام کی صفت ہے۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

تقویٰ یہ ہے کہ (انسان اپنے) ظاہر کو گناہوں سے آلودہ نہ کرے۔ باطن کو فضولیات سے بچائے۔ اور حق تعالیٰ کے حضور میں (عاجزی سے) ایستادہ رہے۔

(شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ)

marfat.com

صورتِ کعبہ اور حقیقتِ کعبہ

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''مکاشفات'' میں اپنے ایک مرید شیخ محمد طاہر بدخشی کے سوال کے جواب میں حقیقتِ کعبہ کی وضاحت یوں فرمائی۔ ''صورتِ کعبہ پتھر اور ڈھیلوں کا نام نہیں۔ اس لیے کہ اگر پتھر اور ڈھیلے نہ رہیں تو کعبہ پھر بھی رہے گا اور مخلوق کو اس کی طرف سجدہ لازم ہوگا۔ بلکہ صورتِ کعبہ باوجودیکہ عالم خلق سے ہے۔ لیکن حقائق اشیاء کی طرح ایسی پوشیدہ چیز ہے جو حس وخیال کی دسترس سے باہر ہے۔ عالم محسوسات سے ہے مگر محسوس کچھ نہیں۔ خلق کی توجہ گاہ ہے مگر توجہ میں کچھ نہیں۔ ایسی ہستی ہے جو نیستی کے لباس میں ملبوس ہے۔ اور ایسی نیستی ہے جو لباسِ ہستی میں ظہور فرما ہے۔ جہت میں بے جہت اور سمت میں بے سمت ہے''۔

الغرض یہ صورت بطرز حقیقت ایک عجوبہ ہے کہ عقل اس کی تشخیص سے عاجز ہے۔ اور عقلاء اس کی تعیین میں حیران۔ گویا عالم بیچونی و بے چگونی کا رنگ لیے بے مانند اور بے مثل کی طرح ہے۔ ہاں ہاں! کعبہ معظمہ اگر ایسا نہ ہوتا تو لائق مسجودیت بھی نہ ہوتا اور افضل الخلق رسول اکرم ﷺ آرزو و شوق کے ساتھ اس کو اپنا قبلہ اختیار نہ فرماتے۔ ''فِيهِ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ'' (آلایہ) نصِ قطعی اسی کی شان میں ہے اور ''مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا'' (آلایہ) اسی کی ستائش ہے۔ بیت اللہ (خانۂ خدا) صاحبِ خانہ (اللہ جل شانہٗ) کو اس میں خاص طور پر ہونے کو ظاہر کر رہا ہے۔ اور وہ حق تعالیٰ کے ساتھ اظلال اور بے چون و بے چگون کی نسبت مجہول الکیفیت رکھتا ہے۔ ''وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى'' عالم مجاز جو حقیقت کا پل ہے اس میں بیت (خانہ) شب باشی کی خبر دیتا ہے کیونکہ وہ صاحب خانہ کی بجائے قرار اور آرام گاہ ہوتا ہے۔ اہلِ دولت کی نشست و برخاست کے مکانات اگرچہ بہت ہوتے ہیں لیکن خانہ' خانہ ہی ہے۔ جو دوسروں

marfat.com

کے دخل و مزاحمت سے بیگانہ ہے اور مسکن و آرام گاہِ جاناں ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔ ''سماتا ہے مجھ کو بندہ مومن کا قلب'' اس سے مومن کے قلب میں بھی ظہورِ بے چونی کا پتہ لگتا ہے۔ لیکن بیت (خانہ) ہونے کی نسبت اس میں کہاں۔ اور غیر کے دخل و مزاحمت سے روکنا جو لوازم بیت سے ہے، وہ اس میں کب ہے؟ چونکہ بیت اللہ میں غیر و غیریت کا گزر نہیں اسی لیے وہ مسجود الیہ خلائق قرار پایا کہ سجدہ غیر کو نہ ہو اور چونکہ غیریت مسجودیت کے منافی ہے۔ اس لیے محمد رسول ﷺ نے اپنی جانب سجدہ کرنے سے منع فرمایا اور بجانب کعبہ شوق و رغبت کے ساتھ سجدہ فرمایا۔ اس تفاوت کا بھید یہیں سے سمجھ لینا چاہیے کہ مساجد و مسجود میں کس قدر فرق ہے۔ کعبہ کی حقیقت سے مراد واجب الوجود کی ذات بے چون ہے کہ اس میں ظہور ظلیت کو کچھ دخل نہیں اور وہ لائق مسجودیت اور معبودیت ہے۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد مبارک:

لوگوں سے اس طرح میل جول رکھو کہ اگر مر جاؤ تو وہ روئیں۔ اور اگر زندہ رہو تو وہ تم سے ملنا چاہیں۔

marfat.com

حقیقتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات

پہلے لفظ ''حقیقت'' کی وضاحت:

(ا) کسی عبارت یا لفظ کا بنیادی مفہوم اس کی حقیقت کہلاتا ہے۔

(ب) حقیقت کسی چیز کی غایت، اصلیت، اصلی طبیعت، داخلی مطالب، جوہر اور باطنی پہلو کو ظاہر کرتی ہے۔

(ج) حقیقت اس چیز کو کہتے ہیں جو یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو۔

(د) شے کی حقیقت جس کے ساتھ وہ شے، شے ہے جس طرح انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے۔ حقیقت کی جمع حقائق ہے اور اس کا متضاد مجاز ہے۔

اب حقیقتِ محمدیہ ﷺ کی وضاحت کے لیے مشائخ عظام کے چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ حقیقتِ محمدیہ ﷺ اسم اعظم ہے۔

شیخ عبدالرزاق الکاشانیؒ نے ''اصطلاحات الصوفیہ'' کے باب 'الحاء' میں فرمایا ''حقیقت محمدیہ ﷺ وہ ذات 'تعین اوّل کے ساتھ' پس اس کے لیے ہیں تمام اسماء حسنیٰ اور وہی اسم اعظم ہے''۔ عارف باللہ شیخ عبدالغنی نابلیسی نقشبندیؒ نے شرح خطبہ دیوان ابن الفارض میں فرمایا۔ ''حضور ﷺ اللہ کا اسم ہیں پس بے شک وہ اسم اعظم ہیں'' اسی پر علماء کی اکثریت کا اتفاق ہے۔ کتاب ''التنبیہات'' میں ہے۔ ''پس حقیقت محمدی ﷺ تمام اسماء الٰہیہ کے اسم جامع اللہ کی صورت ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ صاحبِ اسم اعظم ہیں''۔

۲۔ حقیقتِ محمدیہ ﷺ نورِ ذاتی ہے۔

حضرت شیخ عارف الصاوی'' حضرت شیخ ابوالحسن الشاذلیؒ کی کتاب ''صلوۃ النور

marfat.com

الذاتی'' کی شرح میں فرماتے ہیں۔''اے اللہ درودوسلام اور برکت نازل فرما ہمارے سردار محمد ﷺ جو نورِ ذاتی ہیں یعنی جو اللہ کی ذات کے نور ہیں یعنی جن کو اللہ نے بغیر مادہ کے پیدا فرمایا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ مفتاح وجود اور ہر موجود کے مادہ ہیں''۔ (نورِ ذاتی کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا وجود بغیر مادہ اور واسطہ کے اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلی سے ظاہر ہوا)۔ واللہ اعلم۔

۳۔ حقیقتِ محمدیہ ﷺ 'جبروتی ذاتی کی محبت ہے۔

تخلیقِ کائنات کی اصل محرک'' حُب جبروتی ذاتی'' ہے۔ یعنی خداوند عالم خود ہی اپنے محاسن وکمالات کو چاہنے والا اور ان سے محبت کرنے والا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے''میں (ذاتِ حق) ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ پس جب میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو مخلوق کو پیدا کیا''۔ جب ذات نے اپنے تعارف وظہور کے لیے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس کی ذات کے سوا کچھ نہ تھا۔ وہ خود ہی طالب تھا اور خود ہی مطلوب تھا۔ آپ ہی محب ہوا اور آپ ہی محبوب۔ عارف جامیؒ نے کیا خوب کہا۔

گرچہ معشوق در لباسِ عاشق پوشیدہ
از نگہِ خود ، جلوۂ خود را تماشا کرد

ترجمہ:۔ اگرچہ معشوق نے (خود کو) عاشق کے لباس میں چھپایا ہوا ہے۔ مگر اپنے جلوے کا (وہ) خود اپنی نگاہ سے نظارہ کرتا ہے۔

۴۔ حقیقتِ محمدیہ ﷺ آئینۂ ذات ہے۔

تو جان لے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے اپنی ذات کے ساتھ تجلی فرمائی اور اپنی تمام صفات اور کمالات کا اپنی ذات میں مشاہدہ کیا، اور چاہا کہ اپنی ذات کو ایسی حقیقت میں دیکھے جو اس کے لیے آئینہ کی طرح ہو۔ پس اس نے حقیقتِ محمدی ﷺ کو ایجاد فرمایا جو کہ

marfat.com

حضرت عالمیت میں نوع انسانی کی اصل ہے"۔

۵۔ حقیقتِ محمدیہ ﷺ کا ادراک ناممکن ہے۔

حضرت سید عبد اللہ المیر غنیؒ اپنی کتاب "نفحات القدسیہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"پس ہم میں سے کسی سابق اور لاحق نے حقیقت محمدیہ ﷺ کا ادراک نہیں کیا اور آپ ﷺ کس طرح ادراک میں آسکتے ہیں حالانکہ کا آپ ﷺ کا خُلق قرآن ہے اور آپ ﷺ کی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات کے نور سے ہے۔ اور آپ کے لیے احسان کے تمام مراتب ہیں۔ اور آپ حبیب اکرم ﷺ ہیں۔ اور تجلیٔ اعظم کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اسی لیے بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ اگر حقیقت محمدی ﷺ خلق پر ظاہر ہو جائے تو سب ہلاک ہو جائیں"۔

حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا۔ "اگر مخلوق کے لیے نورِ نبی سے ایک ذرہ ظاہر ہو جائے تو جو کچھ عرش کے نیچے ہیں قائم نہ رہ سکے"۔

ذاتِ پاکت را کسے مَحرم نہ شد
ہر کسے بر فہمِ خود بندد خیال

ترجمہ: آپ ﷺ کی اصل حقیقت سے کوئی بھی آگاہ نہ ہوسکا۔ ہر کسی نے اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق اسکا اظہار کیا۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

marfat.com

حقیقتِ محمدی ﷺ افضل ہے یا حقیقتِ کعبہ

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے ایک مرشد شیخ طاہر بدخشیؒ نے امام ربانیؒ سے سوال کیا تھا کہ رسالہ ''مبدأ و معاد'' میں مرقوم ہے کہ جس طرح صورتِ کعبہ کی طرف صورت محمدی ﷺ نے سجدہ کیا اسی طرح حقیقتِ کعبہ کی جانب بھی حقیقت محمدی ﷺ نے سجدہ کیا۔ اس عبارت سے حقیقت محمدی ﷺ پر حقیقتِ کعبہ کی فضلیت لازم آتی ہے۔ حالانکہ یہ بات ثابت ہے کہ عالم اور اہل عالم کے پیدا کرنے سے مقصود آپ ﷺ ہی ہیں اور آدم علیہ السلام نیز تمام آدمی آپ ﷺ کے طفیلی ہیں۔ جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے۔ ''اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو نہ میں افلاک پیدا کرتا اور نہ اپنی ربوبیت ظاہر کرتا''۔

اس سوال کہ حقیقتِ محمدی ﷺ اور حقیقتِ کعبہ میں کون افضل ہے؟ کے جواب میں امام ربانیؒ فرماتے ہیں۔

''بھائی! جب آپ کو صورتِ کعبہ کا کچھ حال معلوم ہوا اور اب کچھ کعبہ معظمہ کی حقیقت کا بیان بھی سنو۔ کعبہ کی حقیقت سے مراد واجب الوجود کی ذات بے چون ہے کہ اس میں ظہور ظلیت کو کچھ دخل نہیں۔ اور وہ لائق مسجودیت اور معبودیت ہے۔ اس حقیقت کو اگر حقیقت محمدی ﷺ کا مسجود کہیں تو نہ کوئی اشکال لازم آتا ہے اور نہ حقیقتِ محمدی ﷺ سے اس کے افضل ہونے میں کوئی قصور۔ یہ ضرور ہے کہ حقیقتِ محمدی ﷺ تمام افراد عالم کی حقیقتوں سے افضل ہے۔ لیکن حقیقت کعبہ اس عالم کی چیز نہیں کہ اس کے مقابلہ میں بھی حقیقت محمدی ﷺ کو افضل کہا جائے۔ اور حقیقت کعبہ کے افضل ہونے میں تفاوت کیا جائے۔ تعجب کی بات ہے کہ ان دونوں حقیقتوں کے ساجدیت اور مسجودیت کی صورت میں تفاوت کے باوجود عقلاء اہل فن ان دونوں میں فرق نہیں کرتے۔ اور مقام اعتراض میں رہتے ہیں۔ اور [illegible] تشنیع کرتے ہیں۔ حق

marfat.com

تعالیٰ ان کو توفیق انصاف دے کہ بغیر سمجھے ہوئے ملامت نہ کریں۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۔

(اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں کو اور ہمارے حد سے نکل جانے کو بخش دیجئے اور ہم کو ثابت قدم رکھئے اور ہمیں کافر لوگوں پر غلبہ پانے میں مدد دیجئے)۔ آمین۔

(نوٹ:۔ حقیقتِ محمدی ﷺ اور حقیقتِ کعبہ کی کچھ وضاحت گزشتہ صفحات پر ہو چکی ہے)۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

پرہیز گاری کی تکمیل کے اصول

(۱) زُبان کو غِیبت سے محفوظ رکھنا.

(۲) بد گمانی سے بچنا.

(۳) ٹھٹھا و مذاق نہ کرنا.

(۴) حرام سے آنکھوں کو بند رکھنا.

(۵) ہمیشہ سچ بولنا.

(۶) اللّٰہ تعالیٰ کا اپنے اوپر احسان ماننا اور اپنے نفس پر بھروسہ نہ کرنا.

(۷) اپنے حال کو مستحقوں پر خرچ کرنا.

(۸) بلند رتبوں کی خواھش نہ کرنا.

(۹) پانچوں وقت کی نماز ادا کرنا.

(۱۰) پیغمبر ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا.

marfat.com

اسباق طریقۂ عالیہ نقشبندیہ

یہ طریقۂ عالیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ مختلف ادوار میں اس کے القاب بھی مختلف رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شیخ بایزید بسطامیؒ تک اسے صدیقیہ کہتے تھے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ سے خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ تک طیفوریہ اور خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ تک خواجگانیہ کہلایا۔ خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ تک نقشبندیہ اور اس کے بعد سے آج تک نقشبندیہ مجددیہ کہلاتا ہے۔ حدیث جبرائیلؑ میں جسے احسان کہا گیا ہے اس کا مفہوم دراصل اخلاص ہے یعنی انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام اوامر ونواہی پر خلوص دل سے عمل پیرا ہو۔ یہ دوام عبودیت فنا ومحبت ذاتیہ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ صوفیہ کرام نے فنا ومحبت ذاتیہ کے حصول کے مختلف طریقے بیان کیے ہیں۔ ان طریقوں میں نقشبندیہ کا طریقہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس میں سنتِ رسول ﷺ کی مکمل متابعت اور بدعات سے بچنے پر زور دیا جاتا ہے۔ جو شخص اپنے ظاہر وباطن، عبادات، عادات اور معاملات وغیرہ میں حضور رحمت للعالمین ﷺ سے جس قدر زیادہ مشابہت پیدا کرے گا وہ اسی قدر کامل ہوگا جبکہ اس کے برعکس کرنے والا ناقص رہے گا۔ نقشبندیہ حضرات دوسروں سے اس بناء پر سبقت لے گئے ہیں کہ انہوں نے کمال اتباع سنت کو اختیار کیا ہے۔ وہ احوال مواجید کو احکام شریعت کے تابع رکھتے ہیں۔ نقش ماسوا اُن کے دل سے محو ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے اللہ پاک کے حضور اقرب وموصل طریقہ کی دعا کی جو بارگاہ ایزدی میں مقبول ہوئی اور انہیں سلوک پر جذبہ کی فوقیت کا الہام ہوا۔ دوسرے طریقوں میں سلوک کو جذبہ پر مقدم کیا جاتا ہے جبکہ نقشبندیہ میں جذبہ کو سلوک پر ترجیح حاصل ہے۔ دیگر طرق میں پہلے ریاضت کراتے ہیں پھر فنا وتصفیہ نفس۔ اس کو سلوک اور

marfat.com

سیر آفاقی کہا جاتا ہے۔ پھر مرید لطائف عالم امر کے تزکیہ میں مشغول ہو کر فنا و بقا حاصل کرتا ہے اسے جذبہ اور سیر انفسی کہتے ہیں۔ طریقہ نقشبندیہ میں جذبہ کو سلوک پر تقدیم کی وجہ سے ابتداء ہی لطائف عالم امر سے کرتے ہیں۔ اس طرح سلوک جذبہ کے ضمن میں طے ہو جاتا ہے اور سیر انفسی کے ضمن میں سیر آفاقی بھی قطع ہو جاتی ہے۔

طریقہ نقشبندیہ کے اقرب طریقہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرات نقشبندیہ کا وسیلہ حضور سرور کون و مکان ﷺ کے حضور میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ ہیں۔ جس قدر وسیلہ قوی ہوگا، وصول کا راستہ بھی اقرب ہوگا اور منزلیں بہت جلد طے ہوں گی۔ چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیغمبروں کے بعد افضل البشر ہیں نیز کی ان کی نسبت حضور اکرم ﷺ سے سب سے زیادہ ہے۔ اور نقشبندیہ حضرات کی نسبت جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ لہٰذا طریقہ نقشبندیہ دوسروں سے افضل ہے۔

طریقہ نقشبندیہ موصل بھی ہے۔ اس میں عدم وصول کا احتمال نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس راہ کا پہلا قدم جذبہ پر ہے جو وصول کی ابتداء ہے۔ اس طریقہ میں وصول کی رکاوٹ سوائے طالب کی سستی کے اور کوئی چیز نہیں۔ پیر کامل ہو اور طلب کی شرائط پر عمل درآمد کیا جائے تو امید ہے کہ طالب واصل ہوگا لیکن اگر پیر ناقص ہو تو پھر کچھ بھی وصول نہیں ہوتا جو خود واصل نہیں دوسروں کو کیسے واصل بنا سکتا ہے؟ اس میں طریقے کا کوئی قصور نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی ؒ مکتوب نمبر ۲۸۱ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ''اس طریق میں ایک قدم رکھنا دوسرے طریقوں کے سات قدم سے بہتر ہے۔ وہ راستہ جو بطریق تبعیت و وراثت کمالات نبوت کی طرف کھلتا ہے اس طریق عالی سے مخصوص ہے۔ دوسرے طریقوں کی نہایت کمالاتِ ولایت کی نہایت تک ہے۔ وہاں سے کمالات نبوت کی طرف کوئی راستہ کھلا نہیں''۔

marfat.com

مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند

بُرند از راہِ پنہاں بحرم قافلہ را

ترجمہ: نقشبندیہ حضرات عجب طرح کے رہنما ہیں کہ وہ قافلے کو حرم تک خفیہ راستے سے لے جاتے ہیں۔

نقشبندیہ حضرات رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک وصول الی اللہ کے چار طریقے ہیں۔یعنی (۱) شیخ کامل ومکمل کی صحبت (۲) رابطہ (۳) اوراد ووظائف اور (۴) مراقبات۔

....

لطائف کی مختصر تشریح اور تاثیر:

۱۔ لطیفۂ قلب

ماسوا اللہ تعالیٰ کے نسیان اور ذات حق کے ساتھ محویت اس کی تاثیر ہے۔لطیفہ کا حرکت کرنا دفع غفلت اور دفع شہوت ہے۔

۲۔ لطیفۂ رُوح

لطیفۂ رُوح پر اسم ذات کی تجلی صفات کا ظہور اور اس کا حرکت کرنا اور غصہ وغضب کی کیفیت میں اعتدال اور طبیعت میں اصلاح وسکون ہے۔

۳۔ لطیفۂ سِر

لطیفۂ سِر پر اللہ تعالیٰ کی صفات کے شیونات واعتبارات کا ظہور اور لطیفۂ سِر کا حرکت کرنا ہے۔یاد رہے یہ مشاہدہ اور دیدار کا مقام ہے۔اس کی تاثیر تمام حرص کے خاتمے

marfat.com

نیز دینی امور کے معاملے میں بلا تکلف مال خرچ کرنے اور فکر آخرت کی بیداری ہے۔

۴۔ لطیفۂ خفی

اس لطیفہ میں صفات سلبیہ تنزیہہ کا ظہور اور حرکت کرنا ہے۔اس کی تاثیر حسد، بخل، کینہ وغیبت جیسی امراض سے نجات ہو جاتا ہے۔

۵۔ لطیفہ اخفیٰ

لطیفۂ اخفیٰ مرتبہ تنزیہہ اور مرتبہ احدیت مجردہ کے درمیان ایک برزخی مرتبے کے ظہور وشہود سے وابستہ ہے اور یہ ولایت محمدیہ ﷺ کا مقام ہے۔اس کی علامت بلا تکلف ذکر کا جاری ہونا اور قرب ذات کا احساس وشہود ہے۔اس کی تاثیر تکبر، فخر وغرور اور خود پسندی جیسی مہلک روحانی امراض سے آزادی پانا اور حضور واطمینان کے اصول سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

۶۔ لطیفۂ نفسی

اس لطیفہ کی تاثیر نفسیات اور سرکشی کے مٹ جانے، عجز وانکساری کا مادہ پیدا ہونے اور ذِکر میں ذوق وشوق کا بڑھ جانا ہے۔

۷۔ لطیفۂ قالبی

یہ عالم خلق کا دوسرا لطیفہ ہے لیکن درحقیقت یہ لطائف اربعہ یعنی ہوا، پانی، آگ اور مٹی پر مشتمل ہے۔اس کی تاثیر تمام بدن یعنی بال بال میں ظاہر ہوتی ہے لیکن رذائل بشریہ اور علائق دنیویہ سے مکمل رہائی پالینے کے بعد۔یاد رہے کہ یہ کیفیت فناء لطائف حاصل ہونے کے بعد ہوتی ہے۔

. . . .

marfat.com

نقشہ لطائف سبعہ و زیرِ قدم

نمبر شمار	نام لطیفہ	نور کا رنگ	زیرِ قدم	مقام
۱	قلب	زرد	حضرت آدم علیہ السلام	بائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر، داخل سینہ
۲	رُوح	سرخ	حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام	دائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر، مائل بہ پہلو
۳	سر	سفید	حضرت موسیٰ علیہ السلام	بائیں پستان کے برابر، اوپر سینہ کی طرف
۴	خفی	سیاہ	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	دائیں پستان کے برابر، اوپر سینہ کی طرف
۵	اخفیٰ	سبز	حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ	وسط سینہ میں، سر اور خفی کے درمیان
۶	نفسی	خاک کی مانند	---	سَر کے بالوں کی جڑوں کے نیچے پیشانی پر
۷	قالبی	آتش نما	---	وسط دماغ

marfat.com

طریقہ نفی اثبات (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ)

جب کوئی سالک نفی اثبات کی مشق کرنے لگے تو اپنی زبان کو تالو کے ساتھ پیوست کرلے۔ دونوں لب آپس میں ملالے۔ اوپر اور نیچے کے دانت بھی ملالے اور سانس کو بند کرلے۔ لا کا کلمہ ناف سے شروع کر کے سر کی آخری حد تک یعنی قالبی تک تصور کے ساتھ بذریعہ سانس کھینچے اور الہ کا کلمہ پورے خیال کے ساتھ دائیں کندھے پر لے جائے اور یہاں سے الا اللہ کی ضرب دِل پر لگائے۔ یہاں تک کہ ذِکر کی حرارت کا اثر تمام عالم امر کے لطائف میں ظاہر ہو۔ جب سانس میں دِقت محسوس کرے تو سانس کو طاق عدد پر خالی کردے۔ یعنی اگر وہ حبسِ دَم میں نفی اثبات کا ذِکر دس بار کر چکا ہے اور سانس میں تنگی محسوس کرنے لگا ہے تو گیارہ پر سانس باہر نکالے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا خیال کرے۔

نقشہ نفی اثبات

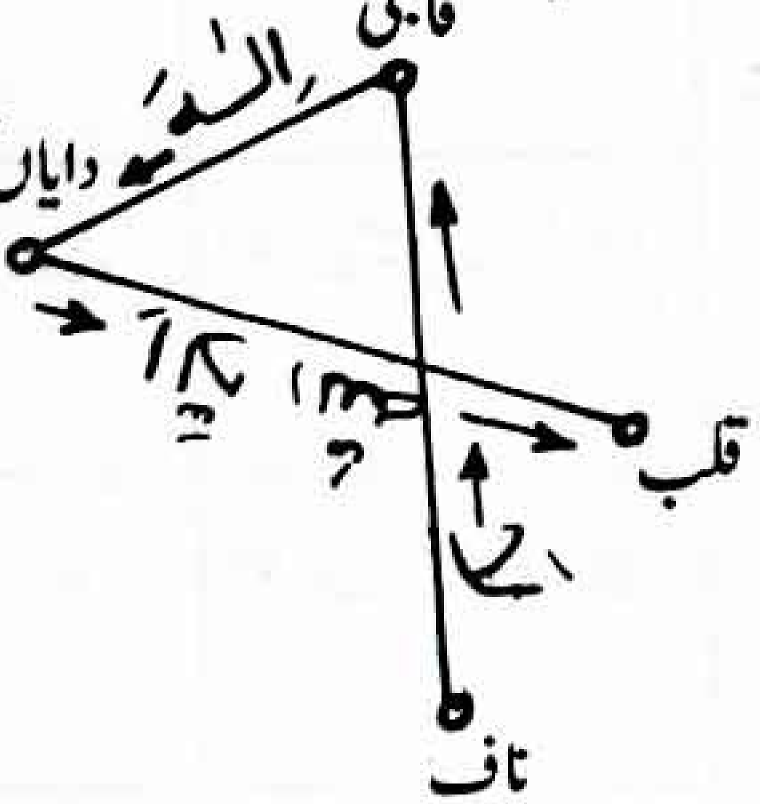

اس طرح نفی اثبات کا ذِکر کرتا رہے۔ ان چار معنوں میں سے کسی ایک کا خیال دل میں پختہ رکھیں۔

۱۔ لا معبود الا اللہ
۲۔ لا مقصود الا اللہ
۳۔ لا مطلوب الا اللہ
۴۔ لا موجود الا اللہ

marfat.com

کچھ عرصہ کی مشق کے بعد اس کے معنی دل میں پختہ ہو جائیں گے۔ یاد رہے کہ یہ نفی اثبات تصور سے کرنا ہے۔ (یعنی زبان اور ہونٹ حرکت نہ کریں)۔

جب نفی اثبات ختم کریں تو زبانِ حال سے یہ دُعا پڑھیں۔ اِلٰهِیْ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ وَ رِضَاکَ مَطْلُوْبِیْ اَعْطِنِیْ مَحَبَّةَ ذَاتِکَ وَ مَعْرِفَةَ صِفَاتِکَ۔ (اے اللہ! تو ہی میرا مقصود ہے۔ مجھے تیری ہی رضا مطلوب ہے۔ مجھے اپنی ذات کی محبت عطا فرما اور اپنی صفات کی معرفت اور پہچان نصیب فرما۔)

مراقبات

مراقبہ سے مراد انتظارِ فیض ہے یعنی اس میں اللہ تعالیٰ کے فیض کا انتظار کیا جاتا ہے۔ رازِ الٰہی کے وقوف حاصل کرنے کے لیے آنکھ کان اور لب کو بند کرنا پڑتا ہے۔ مشہور حدیث جبرائیلؑ میں احسان کا لفظ مراقبہ کی صریح دلیل ہے۔ یعنی اس بات کا دھیان رکھنا کہ خدا ہم کو دیکھ رہا ہے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں۔ ''مراقبہ غائب کا انتظار کرنا ہے''۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے فرزند خواجہ خردؒ فرماتے ہیں۔ ''مراقبہ یہ ہے کہ اپنی طاقت وقوت اور اپنے احوال واوصاف سے منہ پھیر کر جمالِ الٰہی کا شوق اور اس کے عشق ومحبت میں غرق ہو کر خداوند تعالیٰ کے فیض کے انتظار میں متوجہ ہو جانا ہے''۔ حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبندیؒ نے فرمایا۔ ''مراقبہ کا یہ طریق تمام راستوں سے زیادہ قریب ہے''۔

مراقبات کی شرائط:

یہ مراقبات ہر اس شخص کے لیے مفید ہیں جو اہل سنت وجماعت ہے اور کسی مرشد کامل ومکمل سے اجازت حاصل کر چکا ہو۔ مراقب کو یہ مراقبات اس وقت تجویز ہوتے ہیں

marfat.com

جب وہ مرشد کامل و مکمل کی صحبت میں رہ کر لطائف عالم امر اور عالم خلق کی تکمیل کر چکا ہو اور ذکر الٰہی جاری ہو چکا ہو۔ نیز وہ نفی اثبات کا جس طرح کہ ضروری ہے، عامل ہو۔ اس کے بعد مراقبات شروع کرے۔ مراقبات میں درج ذیل شرائط کو ملحوظ خاطر رکھے۔

۱۔ وقتِ مراقبہ کامل طہارت اور بجمیع خاطر اس طرح فیضان الٰہی کی طرف متوجہ ہو کہ سوا اصل مقصود کسی اور طرف میلان نہ ہو۔

۲۔ ہر مراقبہ میں توقف ایام کی تعداد مرشد موصوف کے حکم پر موقوف ہے۔

۳۔ مراقب کو چاہیے کہ جن ایام کی گنتی پر معمور ہو اس میں غفلت اور سستی نہ کرے۔

۴۔ ہر طالب حق کو چاہیے کہ حتی الامکان کوشش کر کے مراقبات کی نیت کو یاد کر لے۔ نیت کو فارسی میں یاد کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے نیت فارسی میں مقرر فرمائی ہے۔ دوسری زبان اختیار کرنے سے فیض ختم ہو جانے کا اندیشہ اور ترقی رک جانے کا خدشہ ہے۔

۵۔ ہر مراقبہ کی ایک کیفیت اور آثار ہوتے ہیں۔ مراقب کو چاہیے کہ سنن و آدابِ طریقت کی پیروی کے خلاف نہ کرے تاکہ اس کی چاشنی اور کیفیت کو پالے۔ اگر کچھ اس سے معدوم ہو جائے تو اپنی کوتاہیوں کی طرف دھیان دے۔

۶۔ مراقبہ کے وقت بیٹھا رہے اگر نیند کی حالت اس پر طاری ہو تو نئے وضو کی ضرورت نہیں کیونکہ مراقبہ میں کیفیت نیند بھی ہے۔

۷۔ حالتِ مراقبہ میں جو واقعاتِ ظاہر ہوں وہ اپنے مرشد کے حضور عرض کرے خصوصاً عالم امر کے ظہور میں کہ اس مقام پر مشابہت بیچونیت کو دیکھے گا۔ اپنے آپ کو اس صورت میں دیکھ کر فریفتہ نہ ہو کیونکہ بہت سے سادہ لوح حضرات اس مقام پر رہ جاتے ہیں۔

۸۔ طالب کو چاہیے کہ مرشد کے فیض اور توجہ کا ہر دم انتظار کرے بلکہ مرشد کی توجہات سے

marfat.com

پورا پورا فائدہ اٹھائے تا کہ مراقبہ معیت سے حاصل ہونے والے ولایت صغریٰ کے دائرہ کو تیزی سے عبور کر سکے ورنہ یہ مقام نہایت دشوار گزار ہے۔ ہزاروں سلوک کے راہی اس وادی میں رک کر اپنی ترقی کی منزلیں کھو بیٹھتے ہیں۔ اپنے آپ کی اور اپنے عروج کی کچھ خبر نہیں رکھتے اور وحدت الوجود کے قائل اس مقام میں **اناالحق** اور تمام شطیحات کے اقرار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

۹۔ ہر مراقبہ کی نیت سے پہلے تصور کو مضبوط کرنا ضروری ہے۔

مرشد کامل و مکمل کی توجہات اس مقام پر اکسیر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ خاص طریقے سے اس مقام سے سلوک طے کروا کے ولایت کبریٰ کے دائرے میں شامل کر دیتی ہیں اور طالب اپنی تیز رفتاری پر حیران رہ جاتا ہے۔ اور اس کے بعد وحدت الشہود کے گلستانوں میں جس قدر دیکھتا ہے اہل سنت و جماعت کے بلند پایا علماء کی آراء سے اتفاق کے سوا کوئی چیز اس کے مشاہدے میں نہیں آتی۔ اور وحدت الوجود کی تنگ رستہ عبارت (کہ اس کا بیان کرنا انتہائی دشوار ہے۔ اور بے ہوشی اور مدہوشی کا مرکز ہے) سے آسان تشریح و طریقہ کے ساتھ گزر کر دل کا اطمینان حاصل کر لیتا ہے۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں مراقبات کی تعداد چھتیس (۳۶) ہے۔

(نوٹ:۔ چونکہ نیت مراقبہ کو فارسی میں یاد کرنا ضروری ہے اس لیے صرف فارسی عبارت دی جا رہی ہے۔)

نیت وقوف مراقبات:

(۱) نیت مراقبہ وقوف قلب

فیض می آید از ذات بے چون بلطیفہ قلبی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف........روز)

marfat.com

(۲) نیت مراقبۂ وقوف روح

فیض می آید از ذات بے چون بلطیفۂ روحی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف........روز)

(۳) نیت مراقبۂ وقوف سر

فیض می آید از ذات بے چون بلطیفہ سری من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف........روز)

(۴) نیت مراقبۂ وقوف خفی

فیض می آید از ذات بیچون بلطیفہ خفی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(توقف........روز)

(۵) نیت مراقبۂ وقوف اخفیٰ

فیض می آید از ذات بے چون بلطیفۂ اخفیٰ من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف........روز)

(۶) نیت مراقبۂ وقوف نفسی

فیض می آید از ذات بے چون بلطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف........روز)

(۷) نیت مراقبۂ وقوف قالبی

فیض می آید از ذات بے چون بلطیفہ قالبی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف........روز)

(۸) نیت مراقبۂ وقوف خمسہ عالم امر

فیض می آید از ذات بے چون بلطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبار رحمۃ

marfat.com

اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

(۹) نیت مراقبۂ وقوف خمسہ عالم خلق

فیض می آید از ذات بے چون بلطائف خمسہ عالم خلق من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

(۱۰) نیت مراقبۂ وقوف مجموعہ لطائف عالم امر و عالم خلق

فیض می آید از ذات بے چون بہ مجموعہ لطائف عالم امر و عالم خلق من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

(۱۱) نیت مراقبہ احدیت

فیض می آید از ذات بے چون کہ جامع جمیع صفات و کمالات است و منزہ از جمیع عیوب و نقصانات است و بی مثل است خاص بلطیفۂ قلبی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

[اس مقام پر سالک خدا کے جاہ و جلال اور اس کے تقدس پر اعتماد کرتا ہے اور یہ اسماء اور صفات کی ظلی سیر کہلاتی ہے۔ اس میں ہر وقت تصور اسم ذات (اللہ) رہتا ہے۔ اسم ذات 'نفی اثبات' بازگشت' واسطہ مراقبۂ احدیت' یہ تمام دائرہ امکان سے تعلق رکھتے ہیں۔ سالک کے ہر ایک لطیفہ میں جذب پیدا ہوتا ہے اور عروج حاصل ہوتا ہے۔ جو کچھ کہ مافوق العرش ہے، واصل ہو جاتا ہے اور وہ اس قدر مضمحل اور منہمک ہو جاتا ہے کہ اپنے آپ کو فانی و معدوم سمجھتا ہے۔ دائرہ امکان کو عبور کرنے کے بعد دائرہ صغریٰ (جو کہ دائرہ ثانی ہے) میں سیر کناں ہوتا ہے۔ توجہ مرشد سے اس مراقبہ کے تمام ہونے کی علامت یہ ہے کہ خطرہ ماسوا اللہ دیر تک نہ آئے۔

خطرہ کی کئی اقسام ہیں۔ ان میں سے بعض خطرات جن کا دور کرنا طالب کو ضروری ہے، یہ ہیں۔

(ا) خطرۂ قلبی: اس کا علاج یہ ہے کہ ذکر بہت زیادہ کرے اور خواب یا بیداری کسی وقت بھی ذکر سے غافل نہ ہو۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم۔ اللہ تعالیٰ کو ہر حالت میں یاد کرتا رہے۔ اختیار سے تنہائی اور یکسوئی رکھے اور کم کھائے۔

(ب). خطرۂ نفسی: اس کا علاج یہ ہے کہ حبس دم کے ساتھ نفی اثبات کی کثرت کرے۔ اور نفسانی امور میں

marfat.com

نفس کی مخالفت کرے۔ نیز ذکرِ خفی اور مراقبہ کی مداومت کے ساتھ جناب احدیت میں بہت گریہ زاری کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً۔ (یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا)۔

(ج)۔ **خطرۂ قالبی:** اس کا علاج تہلیل لسانی اور نوافل کی کثرت ہے۔ خصوصاً نوافل مسنونہ۔ اور باوجود اس تمام ذکر و فکر کے پیر کامل کی توجہ ہر جگہ ضروری ہے۔ بغیر اس کے کوئی کام پورا نہیں ہوتا۔

بعض طالبین کو اس مراقبہ میں انوار وغیرہ نظر آتے ہیں تو یہ مراقبہ کے پورا ہونے کی علامت ہے۔ جو طالب کامل استعداد رکھتا ہے اس کو مراقبات قالبیہ میں فنائے قلب حاصل ہو جاتی ہے۔ اور تمام تعلقات قلبی زائل ہو جاتے ہیں۔ اکثر طالبین ایسے ہوتے ہیں جن کو فنائے قلب، مراقبات نفس تک حاصل ہوتی ہے۔ ہاں اگر شیخ کامل و مکمل چاہے تو اس کی ادنیٰ توجہ سے فنائے قلب، مراقبات قالبی تک حاصل ہو جاتی ہے۔ اور مراقبات نفس کی نوبت بھی نہیں آتی۔]

نیت اصول مراقبات

اصول مراقبات کی نیت کے وقت اپنے لطائف کو حضور سرورِ کائنات ﷺ کے روبرو خیال کرے۔

(۱۲) نیت مراقبۂ اصل قلب

الٰہی قلب من بمقابل قلب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام است۔ آن فیض تجلائی صفات فعلیۂ خود کہ از قلب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بقلب آدم علیہ السلام رسانیدہ بقلب من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(توقف.........روز)

[سالک کو چاہیے کہ اپنے لطیفۂ قلب کو جناب رسول کریم ﷺ کے سامنے تصور کرے۔ اور یہ طلب کرے کہ اے اللہ تعالیٰ اپنی تجلیات افعالیہ الٰہیہ کا جو فیض تو نے حضور ﷺ کے لطیفۂ قلب سے حضرت آدم علیہ السلام کے لطیفۂ قلب میں پہنچایا، پیران کبارؒ کے صدقے یہ فیض میرے لطیفۂ قلب میں پہنچا۔ اسی مراقبہ کے دوران میں تمام پیران کبارؒ کے قلوب سے حضرت پیغمبر ﷺ (جو فیض کا ذریعہ ہیں) کا تصور رکھیں۔ جو طالب

marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام کی ولایت حاصل کر لیتا ہے اس کو اسم ذات (اللہ) سے شرف اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ اور پیران کامل و مکمل کے لطائف سے اس کا لطیفۂ قلب فیض سے سیراب ہوتا ہے۔ وہ اس لطیفہ کے کمالات حاصل کر لینے کے بعد صاحب لفظ ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ جو کچھ منہ سے نکالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پیران کبارؒ اور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ اور اپنے فضل و کرم سے پورا کرتا ہے۔ طالب کے وساوس اور خطرات شیطانی دفع ہو جاتے ہیں اور اس کا قلب سلیم ہو جاتا ہے۔ وہ تلوین سے نکل کر تمکین سے فیض یاب ہو جاتا ہے اور اس لطیفہ میں اس کو فنا و بقا حاصل ہو جاتا ہے۔ طالب کو چاہیے کہ قلب کی حفاظت کرے اور ماسوا اللہ کو دل سے نکال دے۔ اور پیر کامل و مکمل سے رابطہ برقرار رکھے۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں رہے اور لطیفۂ قلب کی جگہ پاک و صاف ہو۔ اور اس میں سے انانیت ختم ہو جائے کیونکہ ظاہری، باطنی، روحانی اور جسمانی پاکیزگی قلب کی اصلاح سے ہوتی ہے۔ یہ ولایت کا پہلا درجہ ہے۔ ولایت آدموی والا فقیر ہر وقت توبہ میں مشغول اور ذات باری تعالیٰ سے عجز و انکساری اور معافی کا طلب گار رہتا ہے۔ اپنی بری عادات کو عمدہ صفات میں بدلنے کی کوشش کرتا ہے۔ ذرا سی غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ اور معافی میں مصروف ہو جاتا ہے۔ تمام افعال میں اسے حق کی جانب سے تجلیات اور انوارات نظر آتے ہیں۔ اور جمیع افعال و اعمال میں ذات حق کو وسیلہ حقیقی جانتا ہے۔]

(۱۳) نیت مراقبۂ اصل رُوح

الٰہی روح من بمقابل روح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام است۔ آن فیض تجلائی صفات ثمانیۂ ثبوتیۂ ذاتیۂ حقیقیۂ خود کہ از روح نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بروح ابراہیم و نوح علیہم السلام رسانیدہ بروح من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف........روز)

[جو سالک نوحی و ابراہیمی ولایت کا حامل ہوتا ہے وہ لطیفۂ رُوح کے تمام کمالات اور درجات حاصل کر لیتا ہے۔ اس کا فقیر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اور حالات و واقعات کا مقابلہ کر کے نیز نفس اور شیطان سے جہاد کرتے ہوئے اپنے مقصود کی کشتی کو کنارے پر لگا دیتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جذبہ کے تحت نفس اور شیطان لعین کی فریب کاریوں اور مکاریوں سے بچ کر ماسوا اللہ سے منہ موڑ کر یاد خدا میں مشغول رہتا ہے۔ دشمنان اسلام کی جلائی ہوئی آتش اس کے لئے گلزار ابراہیمی بن جاتی ہے۔ اس مشرب والے میں توکل اور عشق الٰہی کے ساتھ صفات ثبوتیہ الٰہیہ کا فیض آتا ہے۔ اور وہ اپنی تمام صفات سننے دیکھنے بولنے اور سوچنے کی صفات میں حق بجلانہ

تعالیٰ کی صفات دیکھتا ہے۔ اور انسان کی صفات کو اللہ تعالیٰ کی صفات سے ثابت جانتا ہے۔ اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ میرے صفات کمالیہ کچھ بھی نہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی صفات کی وجہ سے قائم ودائم ہیں۔ یہ ولایت کا دوسرا درجہ ہے۔]

(۱۴) نیت مراقبۂ اصل سر

الٰہی سر من بمقابل سر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام است۔ آن فیض تجلائی شیونات ذاتیہ خود کہ از سر نبی علیہ السلام بہ سر موسیٰ علیہ السلام رسانیدہ بہ سر من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

[لطیفہ سروہ راز ہے جو روح انسانی کا مبدا ہے، جس کو عالم لاہوت بھی کہتے ہیں۔ عالم لاہوت سے مراد روح (محمد ﷺ) ہے۔ یہ ایک لطیف کیفیت ہے۔ یہاں سالک پر بے شعوری میں ایسے احوال کا ورود ہوتا ہے جو لطائف قلب وروح کے واضح واقعات سے ممتاز ترین ہوتے ہیں۔ اس کا اندازہ وہی سالک کر سکتا ہے جس پر یہ حالات گزرے ہوں۔ اور یہاں سالک کو بسبب عشق الٰہی معرفت حق حاصل ہوتی ہے۔ یہ ولایت کا تیسرا درجہ ہے۔]

(۱۵) نیت مراقبۂ اصل خفی

الٰہی خفی من بمقابل خفی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام است۔ آن فیض تجلائی صفات سلبیۂ خود کہ از خفی نبی علیہ السلام بہ خفی عیسیٰ علیہ السلام رسانیدہ بہ خفیٔ من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

[لطیفہ خفی کی جب تکمیل ہو جاتی ہے تو سالک اس لطیفہ کے ذکر کی وجہ سے قرب کا وہ مقام حاصل کر لیتا ہے جس کی کراماً کاتبین کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ روز حشر میں ذکر کرنے والا بہت اعلیٰ مقام پر فائز ہوگا۔ صاحب کمال فقیر اس لطیفہ میں ولایت کا چوتھا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ عبادت، ریاضت اور مجاہدہ سے کبھی نہیں تھکتا۔ اس مرتبے پر پہنچنے والا فقیر اپنی ذات کی نسبت دوسروں کو فوقیت دیتا ہے۔ خود رنج اٹھا کر دوسروں کی تکلیفیں دور کرتا ہے۔ اپنے آپ کو عجز وانکساری میں رکھتا ہے۔ لطیفہ خفی سے مراد نور محمدی ﷺ ہے جس کو عالم ہاہوت کہتے ہیں۔ سالک پر جب اس لطیفہ کی کیفیات طاری ہوتی ہیں تو وہ معائنہ ذات کی بدولت واصل الی اللہ ہوتا ہے۔]

(۱۶) نیت مراقبۂ اصل اخفیٰ

الٰہی اخفیٰ من بمقابل اخفیٰ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام است۔ آن فیض تجلائے شان

marfat.com

جامع خودکہ بہ اخفیٰ نبی علیہ السلام رسانیدہ بہ اخفیٰ من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

[لطیفہ اخفیٰ ولایت محمد ﷺ کی نعمت عظمیٰ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو یہ نعمت عطا ہو جائے۔ جس طرح حضور ﷺ کی ذات بابرکات تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے افضل ہے اس طرح لطیفہ اخفیٰ کی ولایت کا فیض بھی ارفع و اعلیٰ ہے۔ محمدی (ﷺ) ولایت والے فقیر کا مقام بہت بلند و بالا ہے۔ اطاعت رسول ﷺ اور اطاعت الٰہی کا مظہر باکمال ہوتا ہے۔ خُلق محمد ﷺ صدق اخلاص اللّٰہیت اس میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ اس ولایت والے فقیر کا رابطہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذاتی ہوتا ہے۔ شریعت کی پاسبانی اور پاسداری کرتا ہے۔ تجلیات دائمی حاصل ہوتی ہیں اور اگر کمال حاصل کرلے تو شیخ کامل و مکمل کی توجہ خاص اور محبت خاص کی بدولت مجلس محمدی ﷺ وجودی بھی اس کو حاصل ہوتی ہے۔ غرضیکہ جمیع کمالات وصفات محمدیہ ﷺ سے فیض یاب ہوتا ہے۔ ولایت محمدی (ﷺ) والا فقیر خود بھی باکمال ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی باکمال بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جب طالب اس لطیفہ کی سیر کی تکمیل کو پہنچتا ہے تو وہ جو کچھ دیکھتا ہے عین بعین اور ہو بہو دیکھتا ہے۔ یعنی وہ صاحب حضور ہوتا ہے۔ اور ولایت کے کل مراتب کے حصول کی استعداد رکھتا ہے۔ غلبہ عشق میں نہایت بیقراری سے عین حضوری اور بے حضوری میں "هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ" کا شور مچانے والا ہوتا ہے اور پلک جھپکنے کی دیر میں اس حال سے گزر کر مقام "يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى" پر پہنچ سکتا ہے۔ ولایت کے اس میدان میں لا الٰہ تک لاکھوں اور ہزاروں پہنچے ہیں۔ الا اللّٰہ تک سینکڑوں جبکہ حقیقت محمدی ﷺ تک کروڑوں میں کوئی ایک پہنچا ہے۔ اس مقام میں کلمہ طیبہ کی حقیقت کی آگاہی ہوتی ہے اور سیر مع اللہ حاصل ہوتی ہے۔ لطیفہ اخفیٰ سے مراد خالص ذات مرتبہ ہویت ہے۔ اس ذات کی توصیف میں سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ فرمایا گیا ہے اور اَللّٰهُ الصَّمَدُ بھی۔ نیز اسی کو وراء الوراء ثم وراء کہا جاتا ہے اور یہی ذات صفات اور اعتبارات سے مبرا اور قید اطلاق سے منزہ ہے۔ یہی وہ ذات قدسی ہے جس کے متعلق خود باری تعالیٰ نے اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ارشاد فرمایا ہے۔]

(۱۷) نیت مراقبہ معیت

فیض می آید از ذات بے چون کہ ہمراہ است ہمراہ من و ہمراہ جمیع ممکنات بلکہ ہمراہ ہر ذرہ از ذرات ممکنات بہمراہی بے چون۔ بمفہوم این آیہ کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ بلطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم

marfat.com

اجمعین۔ (توقف.........روز)

(۱۸) نیت مراقبہ اقربیت

فیض می آید از ذات بے چون کہ اصل اسماء وصفات است کہ نزدیک تر است از من بمن واز رگ گردن من بمن بہ نزدیکی بلا کیف بمفہوم این آیہ کریمہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ بلطیفہ نفسی من باشرکت لطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

[یہ مراقبہ آیہ مذکورہ سے لیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور میرے لطائف خمسہ عالم امر اس کو مورد فیض ہیں اور فیض کا منشاء دائرہ اولیٰ یعنی ولایت کبریٰ ہے۔ اور یہی ولایت' ولایت صغریٰ کا اصل ہے۔ اقربیت کے معنی یہ ہیں کہ ظل کی اصل' ظل کے ساتھ بہ نسبت ظل کے زیادہ نزدیک ہے۔ (یعنی ظل خود اپنے آپ سے اتنا قریب نہیں ہے جتنا کہ اس کی اصل اس سے قریب ہے) اور یہی حال ہے اصل کی اصل کا کہ وہ اپنے مابعد کی بہ نسبت ظل سے زیادہ قریب ہے۔ اس بات کو یوں سمجھ لیجئے کہ ذات واجب تعالیٰ جل جلالہ' ممکن کے ساتھ' بہ نسبت شیونات کے زیادہ قریب ہے۔ اور شیونات کو ممکن کے ساتھ' بہ نسبت صفات کے' زیادہ قریب ہے۔ اور صفات' بہ نسبت ظلال صفات کے' ممکن سے زیادہ نزدیک ہے۔ اور ظلال صفات ممکن کے ساتھ' بہ نسبت ممکن کے' زیادہ قریب ہے۔ یہاں کے حالات بے رنگ اور بے مزہ ہیں۔ جب نفس کے حالات قوت پکڑ جاتے ہیں تو حالات قلبی فراموش ہو جاتے ہیں۔ اس مراقبہ کے تمام ہونے کی یہی علامت ہے۔]

(۱۹) نیت مراقبہ محبت اوّل

فیض می آید از ذات بے چون کہ اصل اصل اسماء وصفات است کہ دوست می دارد مرا و من دوست می دارم اورا بمفہوم این آیہ کریمہ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ خاص بلطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

[اس مراقبہ کا مفہوم آیہ مذکورہ سے لیا گیا ہے۔ اور منشاء فیض ولایت کبریٰ کی قوس ہے جو کہ دائرہ نمبر ۳ کی اصل ہے اور لطیفہ نفسی فیض کا محور ہے۔ یہ تینوں دائرے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس میں اعتبارات ہیں جو صفات وشیونات کی مبادی ہوتی ہے۔ اس مقام میں شرح صدر ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی شان

marfat.com

میں فرمایا ہے۔''اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ''اس میں لطیفہ اخفیٰ کے کمالات کی طرف اشارہ ہے کیونکہ یہ لطیفہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے اپنے تمام شیونات وصفات کے ساتھ لطیفہ اخفیٰ میں ظہور فرمایا۔ یہاں مقام صبر،شکر اور رضا حاصل ہوتا ہے اور احکام شرع قبول کرنے میں دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔اس مقام کے معارف کتاب وسنت ہیں۔]

(۲۰) نیت مراقبہ محبت دوم

فیض می آید از ذات بے چوں کہ اصل اصل اصل اسماء وصفات است کہ دوست می دارد مرا و من دوست می دارم اورا۔ بمفھوم این آیہ کریمہ یُحِبُّھُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَہٗ خاص بلطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف......روز)

[اس مراقبہ کا مفہوم بھی آیت مذکورہ سے لیا گیا ہے۔]

(۲۱) نیت مراقبہ دائرہ قوسی

فیض می آید از ذات بے چون کہ اصل اصل اصل اسماء وصفات است ومنشاء دائرہ قوسیت کہ دوست می دارد مرا و من دوست می دارم اورا۔ بمفھوم این آیہ کریمہ یحبھم و یحبونہ خاص بلطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

[اس مراقبہ کا مفہوم بھی آیت مذکورہ سے لیا گیا ہے۔]

(۲۲) نیت مراقبہ اسم ظاہر

فیض می آید از ذات بے چون کہ مسمیٰ باسم الظاہر است۔ بمفھوم آیہ کریمہ ھُوَ الۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالۡبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ خاص بلطیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

[اگرچہ ولایت کبریٰ سے تزکیہ نفس حاصل ہو جاتا ہے اور تمام برائیاں اور خصائص رذیلہ نیکیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔لیکن فخر وغرور اور رعونت ابھی باقی ہوتے ہیں،ان کو یہ مراقبہ ختم کر دیتا ہے،رسالک میں سیر آفاقی کی تکمیل کر دیتا ہے۔]

marfat.com

(۲۳) نیت مراقبۂ اسم باطن

فیض می آید از ذات بے چون کہ مسمیٰ باسم الباطن است کہ منشاء ولایت علیا است کہ ولایت ملا الاعلیٰ است۔ بمفہوم آیہ کریمہ **ھو الاوّل و الاخر و الظاھر و الباطن وھو بکل شیء علیم** بعناصر ثلاثہ من کہ آب، باد، نار است بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

[ولایت کبریٰ اور اس میں باطن میں سیر شروع ہوتی ہے اس کو ولایت علیا اور ولایت ملائکہ علیہم السلام بھی کہتے ہیں۔ اس مقام میں سوائے عنصر خاک کے باقی عناصر یعنی پانی، ہوا اور آگ مورد فیض ہو کر تکمیل پاتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ کی سیر اسم **الظاھر** میں تھی جبکہ ولایت علیا کی سیر اسم **الباطن** میں ہے۔ ان میں فرق یہ ہے کہ سیر اسم **الظاھر** میں تجلیات اسمائی وصفاتی ہیں جبکہ سیر اسم **الباطن** میں اگرچہ تجلیات اسماء وصفات ہی ہیں لیکن ان کے ساتھ تجلی ذات بھی پردہ ہائے اسماء وصفات میں مستور ہوتی ہے۔ اس مقام میں جب سالک کے اجزائے جسم پاک وصاف ہو جاتے ہیں۔ عناصر ثلاثہ کے رذائل صفات حمیدہ میں بدل کر منور ہو جاتے ہیں تو سالک کو پرواز کے دو پر عنایت ہوتے ہیں۔ ایک اسم **الظاھر** کا جو ولایت کبریٰ کی انتہا ہے اور دوسرا اسم **الباطن** کا جو ولایت علیا کی انتہا ہے۔ سالک اس مرتبہ میں تجلیات اسماء وصفات الٰہی سے گزر کر تجلیات ذات اقدس (جو حقیقی مقصود ہے) کی سیر کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں ذکر، تہلیل، نوافل، قیام اور قرأت کی طوالت ترقی بخش ہوتے ہیں اور رخصت شرعی کا اختیار کرنا بھی غیر مستحسن ہے۔ چونکہ یہ ولایت ملائکہ کی ہے لہٰذا ملکیت کے ساتھ جس قدر زیادہ مناسبت ہوگی اتنی جلد ترقی میسر ہوگی۔ اس ولایت سے سالک کے تمام بدن میں وسعت وفراخی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لطیف احوال سارے جسم پروارد ہوتے ہیں۔ خصائص رذیلہ کو دفع کرنا اور خالق عناصر کی طرف متوجہ رہ کر حصول فیض کرنا اس مراقبہ کا ماحصل ہے۔]

(۲۴) نیت مراقبہ کمالات نبوت

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات نبوت است بہ عنصر خاک من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

[یہ مراقبہ سیر اسم **الباطن** کا نقطہ عروج ہے اور تجلی دائمہ کا درجہ اوّل ہے۔ سالک اسماء وصفات سے گزر کر ذات میں سیر کرتا ہے۔ کمالات نبوت کا عنصر خاک پر اثر ہوتا ہے۔ یہاں حضوری بے جہت حاصل ہوتی ہے۔

marfat.com

حیرانی، بے قراری، بے تابی اور شوق سب رخصت ہو جاتے ہیں۔ یقین کامل راسخ ہو جاتا ہے۔ یہاں وصول ہے حصول نہیں۔ خوب یاد رہے کہ یہ مقام، مقام انبیاء ہے۔ انبیاء کی اتباع کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔]

(۲۵) نیت مراقبہ کمالات رسالت

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات رسالت است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

[یہ مقام انبیاء و مرسلین کے ساتھ مخصوص ہے اور تجلی دائمی کا درجہ دوم ہے۔ اس مقام پر سالک کے لطائف عشرہ تصفیہ نفس کے بعد مقامات فوقانی میں ایک نئی ہیئت حاصل کرتے ہیں، جسے ہیئت وحدانی کہتے ہیں۔ یہاں پر قرآن مجید کی تلاوت اور نماز کی کثرت سے ان کمالات اور دیگر حقائق میں ترقی ہوتی ہے۔]

(۲۶) نیت مراقبہ کمالات انبیاء اولوالعزم

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء کمالات انبیاء اولوالعزم است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

[یہ مقام اولوالعزم انبیاء سے مخصوص ہے اور تجلی دائمی کا تیسرا درجہ ہے۔ ذکر اذکار کی کثرت سے تجلیات ذاتیہ سے سالک کا باطن بھر جاتا ہے۔ صاحب لیاقت احباب کو اسرار مقطعات قرآنی اور متشابہات قرآنی ظاہر ہوتے ہیں اور باطن میں بے انتہا وسعت پیدا ہوتی ہے۔]

(۲۷) نیت مراقبہ حقیقتِ کعبہ ربانی

فیض می آید از ذات بیچون کہ مسجود جمیع ممکنات است و منشاء حقیقت کعبہ ربانی است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف......روز)

[یہ مقام عظمت و کبریائی کا مقام ہے اس جگہ سالک ہیبت وجلال کے دریا میں ڈوب جاتا ہے اور جب فنا و بقا حاصل ہو جاتی ہے تو ممکنات کی توجہ اپنی طرف دیکھتا ہے۔]

(۲۸) نیت مراقبہ حقیقت قرآن مجید

فیض می آید از ذات بیچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت قرآن مجید است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

marfat.com

[اس مقام پر قرآن مجید کے اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ قرآن پاک کا ایک ایک حرف مطالب ومعانی کا دریا نظر آتا ہے۔ بسا اوقات تمام قالب انسانی مثل زبان بن جاتے ہیں۔ لذت تلاوت حاصل ہوتی ہے۔ خداوند قدوس سے راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں۔]

(۲۹) نیت مراقبہ حقیقتِ صلوٰۃ

فیض می آید از کمال وسعت بے چون حضرت ذات کہ منشاء حقیقتِ صلوٰۃ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.......روز)

[اس مقام میں سالک کو دو جز میسر آتے ہیں ایک حقیقت قرآن اور دوسرا حقیقت صلوٰۃ۔ اس مراقبہ میں حدیث شریف ''اَنْ تَعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ'' کے مضمون کا مطلب واضح ہو جاتا ہے اور اسی طرف حدیث شریف ''اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ'' میں اشارہ ہے اور حدیث شریف ''اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِیْ الصَّلٰوۃِ اور قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِیْ الصَّلٰوۃِ'' میں اسی کی وضاحت ہے۔ سالک کو جب اس مقام میں نہایت انہماک ہو جاتا ہے تو پھر اس کے نزدیک عابد ومعبود میں کچھ فرق نہیں رہتا۔ خاص کر سجدہ کی حالت میں کہ جب اس میں فنائے محض حاصل ہوتی ہے تو فرق جاتا رہتا ہے۔]

(۳۰) نیت مراقبہ معبودیت صرفہ

فیض می آید از حضرت ذات بے چون کہ منشاء معبودیت صرفہ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف..........روز)

[یہ وہ مقام ہے جہاں سیر قدمی ختم ہو جاتی ہے اور سیر نظری باقی رہتی ہے۔ سیر قدمی وصول قدمی کا نام ہے اور ذات اگر صورت مثالیہ میں نظر آئے تو اس کو سیر نظری کہتے ہیں۔ اس مقام میں کلمہ طیبہ کے چاروں معنی کامل طور پر حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی (۱) لا معبود الا اللہ (۲) لا مقصود الا اللہ (۳) لا مطلوب الا اللہ (۴) لا موجود الا اللہ]

(۳۱) نیت مراقبہ حقیقتِ ابراہیمیؑ

فیض می آید از حضرت ذات بے چون کہ محبّ صفات خود است ومنشاء حقیقت ابراہیمیؑ است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

marfat.com

(توقف.........روز)

[یہ مقام بہت بلند ہے۔ یہاں تمام انبیا ملت ابراہیمی علیہ السلام پر مامور ہیں۔اس جگہ درود ابراہیمی علیہ السلام زیادہ سے زیادہ پڑھنا چاہیے۔]

(۳۲) نیت مراقبۂ حقیقتِ موسوئی

فیض می آید از حضرت ذات بے چون کہ محبّ ذات خود است ومنشاء حقیقتِ موسوی است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(توقف.........روز)

[یہ مقام محبت ذاتیہ کا مقام ہے اور بہت سے پیغمبر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی وساطت سے اس مقام تک پہنچے ہیں۔ یہاں نیاز و بے نیازی کی اداؤں کا اظہار ہوتا ہے۔ یہاں پر درج ذیل درود پاک تین ہزار کی تعداد میں پڑھنا موجب اجر و برکت ہے۔"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی کَلِیْمِکَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَام"۔]

(۳۳) نیت مراقبۂ حقیقتِ محمدی ﷺ

فیض می آید از حضرت ذات بے چون کہ محبّ ذات خود است ومحبوب ذات خود است ومنشاء حقیقتِ محمدیست (ﷺ) بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔　　(توقف.........روز)

[یہ حقیقت حقیقت الحقائق ہے۔ یہ جناب سرورِ کائنات ﷺ کے ساتھ تعین جسدی رکھتی ہے۔ یہ مقام محبت محبوبیت ہے۔اس مقام پر اس درود شریف کی کثرت کی جائے" اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَفْضَلَ صَلَوٰتِکَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ"]

(۳۴) نیت مراقبۂ حقیقتِ احمدی ﷺ

فیض می آید از حضرت ذات بے چون کہ محبوب ذات خود است ومنشاء حقیقتِ احمدیست (ﷺ) بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

marfat.com

(توقف.........روز)

[یہ مقام محبوبیت ہے لیکن اس کا تعلق روحی ہے اور اس کو دائرہ محبوبیت صرفہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں پر بھی درود مذکورہ بالا کی کثرت کی جائے۔]

(۳۵) نیت مراقبہ حب صرف

فیض می آید از ذات بے چون کہ منشاء حب صرف است بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (توقف.........روز)

[یہ مراقبہ ذاتی حب صرف ہے اور حب صرف تعین اوّل ہے جسے تعین حسی بھی کہتے ہیں۔ یعنی یہی وہ حب ہے جو سب سے پہلے تخلیق ہوئی۔ ''لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ'' کی حدیث قدسی اس خاص مقام کو ظاہر کرتی ہے اگر یہ نہ ہوتی تو تخلیق عالم بھی نہ ہوتی۔]

(۳۶) نیت مراقبہ لاتعین

فیض می آید از ذات مطلق بے چون کہ موجود است بوجود خارجی و منزہ است از جمیع تعینات بہ ہیئت وحدانی من بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(توقف۔۔۔روز)

[یہ مراقبہ مقام لاتعین میں ہے۔ لاتعین مرتبہ ذات محبت سے عبارت ہے۔ یہ مقام بھی حضور سرور کائنات ﷺ سے مخصوص ہے اور یہ سیر صفات ثمانیہ ان کے وصول اور ذات محبت میں ہوتی ہے۔]

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

marfat.com

اسباق طریقہ عالیہ چشتیہ

اس طریقہ عالیہ میں صرف چار اسباق ہیں۔

۱۔ **ھُوْ** : رُوح سے قلب، قلب سے سر، سر سے اخفیٰ، اخفیٰ سے خفی، خفی سے دوبارہ رُوح پر لانا ہے۔ زبان سے بھی کہنا ہے۔

۲۔ **اَللّٰہُ ھُوْ** : اللہ قلب پر اور ھُو رُوح پر۔ زبان سے بھی کہنا ہے۔

۳۔ **ھُوْ اَللّٰہ** : ھُو رُوح پر اور اللہ قلب پر۔ زبان سے بھی کہنا ہے۔

۴۔ **اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقُّ لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُوْ** :

اَنْتَ الْھَادِیْ قلب پر اَنْتَ الْحَقُّ اخفیٰ پر لَیْسَ خفی پر الْھَادِیْ اِلَّا قلب پر اور ھُوْ رُوح پر۔ زبان سے بھی کہنا ہے۔

نوٹ: طریقہ چشتیہ کے اسباق کی ترتیب عروجی اور نزولی اسباق میں قادریہ کی طرح ہے کیونکہ چشتیہ، قادریہ سے ماخوذ ہے۔ لیکن چشتیہ میں عدد کی مراعات نہیں ہے بلکہ نقشبندیہ کی طرح دائمی طور پر ذکر کرتا ہے۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

marfat.com

اسباق طریقۂ عالیہ قادریہ

طریقۂ قادریہ شریف میں درج ذیل اسباق ہیں۔ اسباق سے پہلے استغفار ۳ بار۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمِ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ.

۱۔ کلمہ طیبہ (نفی اثبات) : ایک ہزار مرتبہ اس طور پر کہ **لا** قلب سے دائیں کندھے کو اور اِلٰ قالب پر اور ہَ بائیں کندھے پر اور **الا اللّٰہ** قلب پر۔ اس کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی کہنا اور آخر میں اخفیٰ پر محمد رسول اللّٰہ (ﷺ) کہنا ہے۔

۲۔ اثبات (الّا اللّٰہ) : پہلی دفعہ کلمہ طیبہ مذکورہ ترتیب سے پھر **الا اللّٰہ** قلب پر سو مرتبہ۔ اس کے ساتھ زبان سے بھی کہنا ہے۔ ۱۰۰ مرتبہ کے بعد اخفیٰ پر محمد رسول اللّٰہ (ﷺ) کہنا ہے۔

۳۔ اسم ذات (اللّٰہ) : قلب پر۔ پہلی دفعہ اللّٰہ جل جلالہٗ۔ پھر اللّٰہ اللّٰہ سو (۱۰۰) بار پورا کرنے کے بعد جلّ جلالہٗ زبان سے بھی کہنا ہے اور دِل پر ضرب بھی لگانی ہے۔ یہ ایک ہزار مرتبہ بھی دہرانا ہے۔

۴۔ ھُــو : رُوح سے قلب، قلب سے سرّ، سرّ سے اخفیٰ، اخفیٰ سے خفی، خفی سے دوبارہ رُوح پر لانا ہے اور زبان سے بھی کہنا ہے۔ (کلمہ **ھو** تلوار کی طرح فرض کرنا ہے اور ماسوا اللّٰہ باطن سے قطع کرنا ہے۔ اور چرخ کی طرح لطائف میں گردش کرنا ہے۔ نقش بننے کے بعد ایک بلا کیف مینار فرض کرنا جو کہ لاتعین تک پہنچا ہو۔ اور اس مینار سے خارج گول گردش میں عروج کرنا ہے لاتعین تک اور تفصیلاً اسماء و صفات سے فیض حاصل کرنا ہے)۔ پہلی دفعہ شروع کرنے پر **ھُو جلّ جلالہٗ** اور سو (۱۰۰) مرتبہ پورا کرنے کے بعد پھر جلّ جلالہٗ کہنا ہے۔ یہ بھی ایک ہزار مرتبہ پورا کرنا ہے اور یہ عروجی سبق ہے۔

۵۔ مراقبہ : نماز فجر اور نماز عصر کے بعد مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے سانس بند کر

marfat.com

کے بیٹھنا ہے۔قلب میں اللہ اللہ کہنا ہے۔ گنتی اور طاق عدد کی ترتیب کا لحاظ نہیں ہے۔ اپنے قلب کو نبی اکرم ﷺ کے قلب مبارک کے بالمقابل کرنا اور قلب مصطفیٰ ﷺ سے نور حاصل کرنا ہے۔(یہ مراقبہ پانچ منٹ تک یا چار رکعت نماز کی مقدار کے برابر ہے۔)

۶۔ اَللّٰه هُو : اللہ قلب اور ھُو روح پر اور زبان سے بھی کہنا ہے۔ترتیب مذکورہ کے ساتھ لاتعین تک داخل مینار میں گول گردش کے ساتھ عروج کرتا ہے اور مابین الاجمال و التفصیل مرتبہ اسماء وصفات سے فیض حاصل کرنا ہے۔پہلی دفعہ اور پھر ہر سو(۱۰۰)مرتبہ کے بعد جل جلالہ کہنا ہے۔یہ بھی ایک ہزار مرتبہ کہنا ہے اور یہ بھی عروجی سبق ہے۔

۷۔ هُوَ اللّٰه : ھو روح پر اور اللہ قلب پر اور زبان سے بھی کہنا ہے۔لاتعین تک مینار کے اندر سیدھا اوپر عروج کرتا ہے اور اسماء وصفات کے اجمال محض سے فیض حاصل کرتا ہے۔یہ بھی ایک ہزار مرتبہ کہنا ہے۔یہ عروجی سبق ہے۔پہلی دفعہ اور ہر سو(۱۰۰)مرتبہ پورا کرنے کے بعد جل جلالہ کہنا ہے۔

۸۔ اَنْتَ الْهَادِیُ اَنْتَ الْحَقُ لَیْسَ الْهَادِیُ اِلَّا هُوَ : انت الھادی قلب پر،انت الحق اخفیٰ پر،لیس اخفیٰ میں الھادی الا قلب پر اور ھو روح پر۔ساتھ زبان سے بھی کہنا ہے۔یہ نزولی سبق ہے۔عالم کے ارشاد کے لیے رجوع کرتا ہے۔یہ بھی ایک ہزار مرتبہ کہنا ہے۔

۹۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ : اخفیٰ میں حضور رکھنا اور زبان سے بھی پڑھنا ہے اور مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے عطر لگاتے ہوئے بیٹھنا ہے اور نبی اکرم ﷺ کے اخفیٰ مبارک سے فیض حاصل کرنا ہے۔یہ افضل طریقہ ہے لیکن بغیر عطر لگائے ہوئے اور مدینہ منورہ سے دوسری طرف منہ کر کے پڑھنا بھی جائز ہے۔اور تکیہ لگانا بھی جائز ہے۔لیکن دونوں پاؤں دراز نہ ہوں۔چلتے پھرتے پڑھنا جائز

marfat.com

نہیں ہے۔اور بلا وضو پڑھنا بھی مشائخ قادریہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ چلتے پھرتے میں بے التفاتی ہے اور بلا وضو ثواب نصف ہو جاتا ہے۔عاشقین اور سالکین کا درود شریف بذات خود نبی پاک ﷺ سنتے ہیں۔یہ بھی ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھنا ہے۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

اسباق طریقۂ عالیہ سہروردیہ

طریقۂ سہروردیہ شریف کے اسباق بعینہٖ طریقۂ قادریہ شریف کے اسباق کی طرح ہیں۔ترتیب بھی وہی ہے صرف مراقبہ میں فرق ہے کہ قادریہ کا مراقبہ پانچ منٹ کا ہے جبکہ سہروردیہ کا مراقبہ کم از کم بیس منٹ کا ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ نیز قادریہ شریف میں مراقبہ پانچواں سبق ہے جبکہ سہروردیہ میں نواں سبق ہے۔اور اس کی ترتیب میں بھی فرق ہے۔قادریہ کے مراقبہ کی ترتیب گزر چکی۔سہروردیہ مراقبہ کی ترتیب یہ ہے کہ اسباق پورے کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر اور عطر لگا کر بیٹھ جائیں اور آنکھیں بند کرلیں۔(مراقبہ میں آنکھیں بند کرنا شرط ہے) اور لطائف میں سرود کی طرح شوق و ذوق سے ذِکر شروع کریں پھر تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ کو طلب کریں۔جب وہ حاضر فرض کرلیں تو تمام اولیاء کرام کی ارواح طیبہ کو بھی طلب کریں خصوصاً اپنے شیخ مبارک

marfat.com

کی روح اقدس طلب کریں۔ جب وہ بھی حاضر فرض کریں تو یہ خیال کریں کہ وہ تمام کے تمام آپ کی طرح لطائف میں مذکورہ ترتیب سے ذِکر واذکار کر رہے ہیں۔ پھر آپ اپنے اسباق کا ثواب بطور تحفہ سر پر رکھ کر ان تمام ارواح مقدسہ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہو جائیں۔ اور ان تمام کے ساتھ خود بھی لطائف میں ذِکر کرتے ہوئے ذوق وشوق اور ذِکر واذکار میں سب مدینہ منورہ پہنچ جائیں تو روضۂ اقدس پر حاضر ہو جائیں اور پھر ایسا فرض کریں کہ حضور پر نور ﷺ نے اپنی مرقد مبارک سے نکل کر حلقہ ذِکر تشکیل دے دیا ہے اور اس مجلس کے صدر آپ ﷺ ہیں۔ پھر آپ حضور سرور کائنات ﷺ کے سامنے حلقہ میں بیٹھ جائیں اور پھر آ کر اپنے وظیفہ کا ثواب بطور تحفہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کریں اور اپنی جگہ پر واپس آ کر بیٹھ جائیں اور ترتیب مذکورہ سے ذِکر کرتے رہیں۔ اور دوسرے سارے بزرگان بھی مذکورہ ترتیب سے ذِکر کرتے رہیں گے۔ اور حضور اکرم ﷺ کے سینہ مبارک سے فیض حاصل کرتے رہیں۔ کم از کم بیس منٹ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ بلکہ جب تک ذوق وشوق باقی ہو مراقبہ کرتے رہیں۔ جب مراقبہ ختم کرنے کا ارادہ کریں تو نبی مکرم ﷺ سے اجازت مانگیں اور پیچھے آتے ہوئے اپنے مقام مراقبہ کو واپس ہو جائیں۔ دوسری ارواح مبارکہ بھی اپنی اپنی جگہ واپس چلی جائیں گی۔ جب اپنے مقام پر آ پہنچیں تو مراقبہ ختم کر دیں۔

نوٹ:۔ یہ کوئی وہمی مفروضہ نہیں بلکہ اہلِ کشف سالکین یہ معاملہ کشفاً دیکھتے ہیں اور جن سالکین کو کشف حاصل نہ ہو اُن کو حضور پر نور ﷺ کا فیض ضرور حاصل ہوتا ہے۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

marfat.com

اصطلاحاتِ حضرات نقشبندیہ

حضرت نقشبندیہ رحمہم اللہ کی بیان کی ہوئی بعض خاص اصطلاحات تحریر کی جاتی ہیں۔ (متوسلین سلسلہ نقشبندیہ کو اِن آداب کی پابندی ضرور کرنا چاہیے)۔

۱۔ نظر بر قدم

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک چلنے میں اپنی نظر اپنے قدم پر رکھے (یعنی نظر نیچی رکھے اور اِدھر اُدھر دیکھتا نہ چلے) اس لیے کہ چلتے وقت قسم قسم کی مخصوص چیزوں کی وجہ سے نظر جب پریشان ہوتی ہے تو انتشار پیدا ہوتا ہے۔ اس سے جمیعتِ باطن جاتی رہتی ہے۔ اگر نظر قدم پر رہے گی تو جمیعت حاصل رہے گی۔ اور انتشار سے محفوظ رہے گا یعنی تفرقہ سے بچنے میں اس کو بڑا دخل ہے۔

۲۔ ہوش در دم یا وقوفِ زمانی

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر سانس میں ہوشیار رہے کہ وہ ذاکر ہے یا غافل۔ یہ لحاظ آہستہ آہستہ دوام حضور تک پہنچا دیتا ہے اور اس کی رعایت تفرقہ نفس کو دفع کرتی ہے۔ اس کو وقوف زمانی بھی کہتے ہیں۔

۳۔ سفر در وطن

یہ سیر نفسی کا نام ہے۔ جو حصول اندراج النہایۃ فی البدایۃ کا منشا ہے۔ یہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے طریقوں میں سیر نفسی، سیر آفاقی کے بعد ہے جبکہ اس طریقہ میں سیر نفسی سے ابتدا ہوتی ہے اور سیر آفاقی اس سیر کے ضمن میں مندرج ہے۔ سالک کو چاہیے کہ اپنے نفس میں غور کرے کہ آیا اس میں غیر اللہ کی محبت باقی ہے یا نہیں۔ اگر باقی ہو تو از سرنو توبہ کرے اور کلمہ توحید کے لا سے اس کی نفی کرے اور **الا اللہ** سے محبت

marfat.com

حق سبحانہ تعالیٰ کا اثبات کرے۔اور کلمہ توحید کی مداومت سے اپنی بری صفات مثلاً بغض وحسد' بخل وعداوت وغیرہ کوؤور کرے۔

۴۔ خلوت در انجمن

جب ''سفر در وطن'' متحقق ہوگیا تو انجمن کو بھی خلوت خانہ وطن بنائے۔یعنی انجمن میں تفرقہ متکلم ومخالف نہ رہے۔اور کسی طرف ملتفت نہ ہو۔ابتداًاس میں تکلف ہوتا ہے پھر جاتا رہتا ہے۔عین تفرقہ میں جمیعت اور نفس کی غفلت میں حضور حاصل ہوتا ہے۔یعنی تفرقہ اور عدم تفرقہ سالک کی جمیعت باطن میں برابر ہوتا ہے۔اگر ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کرے اور تفرقہ کو ظاہر سے بھی ؤور کرے تو یہ افضل وانسب ہے۔اس آیت کریمہ میں ایسے ہی حضرات کی شان کا بیان ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔ (النور۔آیت ۳۷)

(ایسے لوگ بھی ہیں جن کو بیع وشرا،اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی ہے۔)

معلوم ہونا چاہیے کہ بعض اوقات ظاہری تفرقہ سے چارہ نہیں ہوتا کہ مخلوق کے حقوق ادا ہو جائیں۔اس غرض سے تفرقہ ظاہر مستحسن ہے لیکن تفرقہ باطن کسی وقت بھی مستحسن نہیں کہ باطن خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔غرض عبادت کے تین حصے ہوئے جو سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں۔ (۱) باطن بالکل...(۲) نصف ظاہر خالصاً...(۳) دوسرا نصف ظاہر۔۔ جو بظاہر مخلوق کے حقوق کے لیے ہے۔لیکن چونکہ ان حقوق کے ادا کرنے میں حق تعالیٰ کی فرمانبرداری مقصود ہے۔لہٰذا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگیا۔

۵۔ یاد کرو

اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذِکر ہے۔ذِکر اسم ذات ہو یا نفی اثبات،بہر حال ذِکر ایک شے ہے جس سے فنا وبقا حاصل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ تک رسائی ہوتی ہے یہ آیت کریمہ

marfat.com

مدعائے مذکورہ پر نص قطعی ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (سورۃ الجمعہ) اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ فلاح پاؤ۔

۶۔ باز گشت

اس کا مفہوم یہ ہے کہ چند بار ذِکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دِل سے مناجات کرے۔ ''الٰہی تو میرا مقصود ہے اور تیری ہی رضا مجھے مطلوب ہے۔ اپنی نعمت مجھ پر فائز فرما اور اپنی درگاہِ پاک میں مجھے وصول عطا فرما۔'' ذِکر کرنے میں یہ بڑی مفید شرط ہے اس سے غافل نہ ہونا چاہیے۔

۷۔ نگاہ داشت

وساوس اور خطرات کا قلب سے دور کرنا نگاہ داشت ہے۔ سالک کو چاہیے کہ ہوشیار رہے اور دِل میں خطرات کو نہ آنے دے۔ ورنہ ان کا دور کرنا مشکل ہوگا۔ اس طریقہ سے جمیعت اور طمانیت کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے۔ جب قلب سے خطرہ بالکل زائل ہو جائے تو فنائے قلب حاصل ہوتی ہے۔ فنائے نفس کے بعد دماغ سے بھی خطرات اُتر جاتے ہیں۔ اس کے بعد خطرات کے ادراک میں حیرت ہوتی ہے کہ کہاں سے آتے ہیں۔ ارباب عقل کے نزدیک تو خطرات کا جاتا رہنا معقول نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا طور وطریق عقل سے وراء ہے۔

۸۔ یاد داشت

یادداشت اللہ تعالیٰ کے لیے ایسی توجہ ہے جو الفاظ اور تخیلات سے مجرد ہو اور حضور بے غَیبت ہو یعنی ذات حق تعالیٰ کا علی الدوام حضور۔ ایسا حضور جس میں شیون واعتبارات کا حجاب درمیان میں نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ توجہ حاصل نہیں ہوتی مگر فنائے اتم اور بقائے اکمل کے بعد۔

marfat.com

۹۔ وقوف عددی

نفی اثبات میں طاق عدد کی رعایت کرنے کو وقوف عددی کہتے ہیں۔

۱۰۔ وقوف قلبی

وقوف قلبی' قلب کی طرف توجہ کو کہتے ہیں۔قلب بائیں پستان کے نیچے دو انگل کے فاصلے پر واقع ہے۔اس توجہ میں وہ راز ہے جو خاندان قادریہ میں ضرب کی رعایت میں ہے۔

۱۱۔ فنا

طریقت کی اصطلاح میں ماسوائے اللہ کا نسیان ،فنا ہے۔یعنی ذات حق تعالیٰ کی ہستی مطلق کا سالک کے ظاہر و باطن پر ایسا غلبہ ہو جائے کہ اس کا اپنا وجود اضافی معتبر نہ رہے۔ اور صرف وجودِ حقیقی منحصر رہ جائے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے تابع ہو جائے اور اس کے اعضاء سے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام سرزد نہ ہو۔

۱۲۔ بقا

مرتبہ فنا میں جن اشیاء(آفاق وانفس) کا نسیان ہو گیا تھا۔سالک کو پھر دوسروں کی تکمیل وہدایت کے لیے انہی اشیاء کی طرف لوٹا دینا بقا کہلاتا ہے۔یعنی کامل فنا کے بعد سالک کو جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اس کو بقا کہتے ہیں اور اس فنا الفنا کے بعد حاصل ہونے والی کیفیت کو بقا البقا کہتے ہیں۔

۱۳۔ سالک وسلوک

سلوک کا معنی ہے راستہ یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب اور وصل کے حصول کا راستہ۔سالک وہ ہے جو قربِ حق کے راستوں پر چلے اور طریقت کی منزلوں کو مجاہدات وریاضت اور اتباع سنت اور شریعت کے ذریعے طے کرے۔

مجذوب اور سالک کی دو قسمیں ہیں۔(۱) سالک مجذوب۔۔۔جس کو سلوک کی

marfat.com

انتہا میں جذبہ نصیب ہو۔(۲) مجذوب سالک۔۔۔جس کے سلوک کی ابتدا جذبہ سے ہو۔ بعض نے سالک کی دو اور قسمیں بیان کی ہیں۔ایک وجہُ اللّٰہ کے طالب اور دوسرے بہشت و آخرت کے طالب۔

۱۴۔ توجہ شیخ

اپنی قلبی طاقت دوسروں کے دِلوں پر ڈالنے کا نام توجہ ہے۔سلوک کی منزلوں میں شیخ سبق کے لیے توجہ کے ذریعے مرید اور طالب کے لطائف اور موارد فیض پر فیض القاء کرتا ہے۔حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک صاحب فرماتے ہیں کہ توجہ کرتے وقت اپنے جسم کو شیخ کا جسم تصور کرے اور توجہ کا انداز بھی اپنے شیخ والا اپنائے۔

۱۵۔ واصلین

اس کا مطلب ہے حق یعنی اللّٰہ تعالیٰ سے ملنے والے یا اللّٰہ تعالیٰ کے بہت قریب پہنچنے والے۔ان کی دو اقسام ہیں۔(۱) وہ مشائخ کرام جو حضرت رسول خدا ﷺ کی کامل پیروی کی وجہ سے ماذون (اجازت یافتہ) ہو چکے ہیں۔وہ خود کامل ہیں اور دوسروں کو بھی کامل بنانے والے ہیں۔اللّٰہ تعالیٰ کی عنایت سے عین جمع میں استغراق کے بعد ماہی فنا کے پیٹ سے نکل کر بقا کے میدان میں پہنچ جاتے ہیں۔(۲) مشائخ کرام کی وہ جماعت کہ درجہ کمال کے بعد خلق کی تکمیل اور رجوع کا کام اُن کے حوالے نہیں کیا جاتا۔وہ بحر جمع میں غرق ہوئے اور بطن فنا میں ان کو استہلاک حاصل ہوا اور ساحل بقا ان کے ہاتھ نہ آیا۔

۱۶۔ مقامات عشرہ

مقام ولایت تک بغیر مقامات عشرہ کے حصول کے پہنچنا ناممکن ہے۔وہ دس مقامات یہ ہیں۔(۱) توبہ۔ (۲) انابت۔ (۳) زُہد۔ (۴) قناعت۔ (۵) وَرع۔ (۶) صبر۔ (۷) شکر۔ (۸) توکل۔ (۹) تسلیم۔ (۱۰) رضا۔

marfat.com

ان مقامات کا حصول ضروری ہے خواہ بالا جمال ہو (طریقہ نقشبندیہ میں نسبت اجمالی جذبی ہے)۔اور خواہ بالتفصیل ہو۔(دوسرے سلاسل میں سیر تفصیلی اور سلوکی ہے)۔

۱۔ جذب و سلوک

سلوک کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا راستہ اور جذب کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق یا مست ہونا۔سلوک کا مسافر (سالک) جب جذب کی کیفیت سے دوچار ہونے والا ہو، مجذوب کہلاتا ہے۔سالک مجذوب کو معرفت میں مجذوب سالک پر فوقیت حاصل ہے۔جبکہ محبت میں مجذوب سالک کو سالک مجذوب پر برتری حاصل ہے۔مجذوب سالک کا مربی اوّل تا آخر اللہ تعالیٰ ہے کہ محبت خاص سے اس کی تربیت فرما کر عنایت کاملہ سے اپنی بارگاہ قدس کی طرف اس کو کھینچتا ہے۔جبکہ سالک مجذوب مقامات عشرہ کو تفصیلاً قطع کرتا ہے اور ہر مقام کے وقائق اسے تفصیل کے ساتھ معلوم ہوتے ہیں۔

۱۸۔ سیر و سلوک

سیر و سلوک حرکت وانتقال علمی کا نام ہے جو مقولہ کیف سے ہے اور حرکت ذاتی یعنی انتقال مکانی کا سیر و سلوک میں کوئی دخل نہیں۔اور یہ سیر چار قسم کی ہے۔

(ا) سَیر اِلی اللہ باللہ ۔وہ حرکت علمیہ ہے جو علم اسفل سے اعلیٰ کی جانب ہو۔پھر اعلیٰ سے دوسرے اعلیٰ کی طرف تا آنکہ ممکنات طے کرنے کے بعد یہ سب علوم زائل ہو کر واجب تعالیٰ کے علم تک رسائی ہو اور اس حالت کو فنا کہتے ہیں۔

(ب) سَیر فی اللہ ۔وہ حرکت علمیہ ہے جو مراتب وجوب، اسماء صفات، شیون واعتبارات اور تقدیسات میں ہو۔حتیٰ کہ ایسے مراتب پر ختم ہو کہ اس کو کسی عبارت سے تعبیر نہ کیا جاسکے۔نہ وہ قابل اشارہ ہو اور نہ کسی اسم سے موسوم ہو اور نہ کسی بزرگ کے ادراک میں آنے کے قابل ہو۔اس کا نام بقا ہے۔

marfat.com

(ج) سَیرٌ عَنِ اللّٰہِ بِاللّٰہِ۔ وہ حرکت علیہ ہے جو علم اعلیٰ سے علم اسفل کی طرف ہو۔ پھر اسفل سے دوسرے اسفل کی طرف تا آنکہ مراتب وجوب کے تمام علوم سے نزول اور الٹی رجعت ہو۔ اس سیر والے کا حال یہ ہے کہ "وہ ایسا عارف ہے جو خدا کو خدا کے ساتھ بھول گیا اور اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ لوٹا۔ وہ واصل ایسا کہ مہجور بھی ہے اور قریب ایسا کہ بعید بھی ہے"۔

(د) سَیرٌ فِی الْاَشْیَاءِ۔ یہ اشیاء کی سیر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پہلی سیر کے علوم زائل ہو کر علوم اشیاء شَیْئًا فَشَیْئًا حاصل ہوں۔ یہ سیر پہلی سیر کے مقابل ہے اور تیسری، دوسری سیر کے مقابل ہے۔ سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ نفس ولایت یعنی فنا و بقا حاصل کرنے کے لیے ہے۔ اور تیسری اور چوتھی سیر مقام دعوت حاصل کرنے کے لیے ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور ان کی کامل پیروی کرنے والوں کو بھی ان کے مقام سے حصہ ملتا ہے۔

۱۹۔ اہلِ حقیقت

وہ لوگ ہیں جو اشیاء، کائنات کے جواہر اور باطنی پہلوؤں کو جانتے ہیں اور ان کا تجزیہ بھی کر سکتے ہیں۔ انہی لوگوں کی خاص دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ۔ (اے اللہ! ہمیں ان اشیاء کی وہ حقیقت دکھا جیسی وہ ہیں۔)

شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ اپنے مکتوبات قدوسیہ صفحہ نمبر ۱۳۷ میں فرماتے ہیں۔ "اہل حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا نہ دیکھتے ہیں اور نہ جانتے ہیں۔ وہ ایک ہی وجود کا مطالعہ کرتے ہیں اور ایک ہی وجود حق کو جانتے ہیں۔ (جبکہ) اہل شریعت صرف اپنے آپ کو جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق مانتے ہیں۔

انکشافِ احوالِ باطن کے بعد آدمی اہل حقیقت کہلاتا ہے۔ شریعت قالب ہے جبکہ حقیقت بمنزلہ حیات ہے۔ علم حقیقت کے تین رکن ہیں۔

(۱) خدا کی ذات کا علم وحدانیت کے ساتھ اور اس کو بے شبیہ و بے نظیر جاننا۔

marfat.com

(ب) خدا کی صفات کا علم مع احکام خداوندی۔

(ج) خدا کے افعال وحکمت کا علم۔

۲۰۔ دائرہ

قرب الٰہی کے مراتب ومقامات لاتعداد ہیں۔لیکن سالک کو عالم مثال میں کشف کی نظر سے وہ تمام مراتب ومقامات ایک دائرہ کی طرح نظر آتے ہیں۔اور سالک اپنے آپ کو عالم مثال میں اس طرح دیکھتا ہے کہ گویا وہ سیر کررہا ہے،اور دَم بدَم ترقی کرتا جارہا ہے۔ یہاں تک کہ ظلال کے دائرہ میں داخل ہوجاتا ہے اور اپنی اصل کو پہنچ جاتا ہے۔اسی وجہ سے ان مراتب قرب کے لیے دائرے کا لفظ بولا جاتا ہے۔اور اپنی اصل کی طرف ترقی کو سیر کہا جاتا ہے۔ جس طرح دائرہ ہر طرف سے برابر ہوتا ہے اور نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا ایک سرا کہاں ہے اور دوسرا کہاں؟ اس طرح قرب کے مقاموں اور مرتبوں کی بھی کوئی حد نہیں ہوتی۔سالک کو دائرہ کے اندر چکر لگانے والے کی طرح یہاں سوائے تعجب اور حیرت کے کچھ پتہ نہیں چلتا۔مگر یاد رہے کہ دائرہ،مراتب قرب کی انتہا کو نہیں کہتے کیونکہ قرب کے مرتبوں کی کوئی حد نہیں بلکہ دائرہ سالک کی حد نظر اور مقام سیر کا نام ہے۔دائرہ کی دو اقسام ہیں۔دائرہ اصل اور دائرہ ظلال۔

(ا) دائرۂ اصل ۔ صوفیہ کے نزدیک دائرہ اصل سے مراد ذات کے اسماء وصفات‘ شیونات‘ اعتبارات‘ تقدیسات اور تنزیہات کے مراتب ہیں۔جن میں سالک کو سیر علمی واقع ہوتی ہے۔ اس دائرے کا تعلق عالم وجوب سے ہے۔یہ مرتبہ کسی لفظ‘ عبارت‘ اشارے یا کنائے وغیرہ کے ذریعے بیان نہیں کیا جاسکتا۔اس مرتبے میں سیر کا نام ’’سیر فی اللہ‘‘ ہے۔

(ب) دائرۂ ظلال۔ اس دائرہ کے کئی مفاہیم ہیں۔

(ا)۔ اصل کا کسی بھی مرتبے میں ظہور‘ ظِل کہلاتا ہے۔حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ ’’ظِل سے مراد اس شے کا دوسرے مرتبے میں ظہور ہے اگرچہ شبہ ومثال کے طور پر ہو‘‘۔

marfat.com

(۲)۔ عبقات میں تحریر ہے۔ ''حقائق موجودات خارجیہ (باختلاف نوعیت) کو ظل کہا جاتا ہے''۔ اور ذات کے پُر ظہور اور پُر تعین کو ظِل کہتے ہیں اور ممکنات کو عدم محض اور ظلمت کا نام دیا گیا ہے۔ گویا ظل وجود (خارجی) اضافی کا نام ہے۔

(۳)۔ ارشاد الطالبین میں ہے۔ ظل سے مراد سایہ نہیں کہ جس سے کمال لطافت میں (معاذاللہ) نقص کا وہم پیدا ہو۔ بلکہ ظلال، مخلوقات الٰہی میں سے ان لطیفوں کو کہا جاتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات سے پوری مناسبت ہو اور وہ مخلوق تک اسماء وصفات کا فیض پہنچانے کے لیے واسطہ ہوتے ہیں۔ انہی لطیفوں اور واسطوں کو ظلال کہہ دیا جاتا ہے۔

(۴)۔ ظلال سے مراد تعلقات صفات ہیں جیسے علم کا تعین معلومات کے ساتھ اور قدرت کا تعلق مقدورات کے ساتھ ہے۔ یا ظلال سے مراد صفات کی تمثال اور نمونے ہیں جیسے زید کی صورت آئینے میں زید کی تمثال اور نمونہ ہے۔

(۵)۔ عبقات میں ہے کہ ظلال سے مراد اسماء وصفات کے حجابات ہیں کیونکہ ظلالی ہیکلوں کی شکلوں نے ہی لوگوں کو ذات کی دید اور ملاحظہ سے روک رکھا ہے۔ اسماء وصفات کے ظلال ہی خالق اور مخلوق کے درمیان حائل ہیں۔ اگر یہ ظلال ونورانی پردے حائل نہ ہوتے تو ذات وصفات کی تجلیات کائنات کو جلا دیتیں۔ حدیث پاک میں ہے۔ ''اللہ تعالیٰ کے لیے نور وظلمت کے ستر ہزار[1] حجابات ہیں اگر وہ حجابات دُور ہو جائیں تو ذات کی تجلیاں جہاں تک پہنچیں، مخلوق کو جلا کر رکھ دیں''۔

اسی طرح مسلم شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ

---

[1] لغت عرب کے محاورہ میں سبعون (ستر) کا لفظ کسی تعداد کی کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نور وظلمت کے پردے صرف ستر ہزار ہی نہیں، کہیں زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔

marfat.com

ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حجاب نور ہے اگر وہ اسے کھول دے تو انتہائے نظر تک اسی کی ذات کے جلوے اس کی مخلوق کو جلا ڈالیں"۔

صوفیہ کرام کے نزدیک ان احادیث مبارکہ میں مذکورہ پردوں سے مراد ظلال ہی ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو مخلوق اپنے ضعف استعداد اور مرتبہ کی پستی کی بناء پر ذات وصفات حق تعالیٰ کے جلال وجبروت کی تاب نہ لاسکتی اور بموجب اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ۔ (اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔) بغیر واسطہ ظلال وحجابات اور اقتباس فیض کی استعداد وصلاحیت نہ رکھنے کی وجہ سے بالکل نیست ونابود ہو جاتی۔

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆.........

رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا فرمان مبارک

نیکی، حُسنِ خُلق ہے۔ اور گناہ وہ ہے جو تمہارے سینے میں کھٹکے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تمہیں نا پسند ہو۔

marfat.com

ختم خواجگان

یہ ختم شریف ارواحِ طیبات کے ایصالِ ثواب اور دفع بلّیات و رفعِ حاجات کے لیے بہت مفید ہے۔

۱۔ سورہ فاتحہ شریف..سات (۷) مرتبہ

۲۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ..........................سو (۱۰۰) مرتبہ

۳۔ درود پاک : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ ....سو (۱۰۰) مرتبہ

۴۔ سورہ الم نشرح..اناسی (۷۹) مرتبہ

۵۔ سورہ اخلاص..ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ

۶۔ سورہ فاتحہ..سات (۷) مرتبہ

۷۔ درود پاک مذکورہ..سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

۱۔ درود پاک مذکورہ..سو (۱۰۰) مرتبہ

۲۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ..پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..سو (۱۰۰) مرتبہ

ختم خلفائے ثلاثہ یعنی حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی' حضرت علی کرم اللہ رضی اللہ عنہم اجمعین

۱۔ درود پاک مذکورہ..سو (۱۰۰) مرتبہ

۲۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ...پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ

marfat.com

۱۔ درود پاک مذکورہ..................................سو(۱۰۰)مرتبہ

ختم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ درود پاک مذکورہ..................................(۱۰۰)مرتبہ

۱۔ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّابِا للّٰہ..................................پانچ سو(۵۰۰)مرتبہ

۲۔ درود پاک مذکورہ..................................سو(۱۰۰)مرتبہ

ختم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ درود پاک مذکورہ..................................سو(۱۰۰)مرتبہ

۱۔ حَسْبُنَا اللّٰہِ وَنِعْمَ الْوَکِیْل..................................پانچ(۵۰۰)مرتبہ

۲۔ درود پاک مذکورہ..................................سو(۱۰۰)مرتبہ

ختم حضرت خواجہ معصوم اول قدس اللہ سرہ العزیز

۱۔ درود پاک مذکورہ..................................سو(۱۰۰)مرتبہ

۲۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّااَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ.... پانچ سو(۵۰۰)مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..................................سو(۱۰۰)مرتبہ

ختم حضرت شاہ نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز

۱۔ درود پاک مذکورہ..................................سو(۱۰۰)مرتبہ

۲۔ اَللّٰھُمَّ یَاخَفِیَ اللُّطْفِ اَدْرِکْنَابِلُطْفِکَ الْخَفِیِّ..................................پانچ سو(۵۰۰)مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..................................سو(۱۰۰)مرتبہ

ختم حضرت مولانہ محمد ھاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ درود پاک مذکورہ..................................سو(۱۰۰)مرتبہ

۲۔ اَللّٰھُمَّ یَااَخْفَی اللُّطْفِ اَدْرِکْنَا بِلُطْفِکَ الْاَخْفٰی..................................پانچ سو(۵۰۰)مرتبہ

marfat.com

۳۔ درود پاک مذکورہ..سو(۱۰۰)مرتبہ

ختم حضرت مرشد نا اخندزادہ صاحب قدس سرہ العزیز

۱۔ درود پاک مذکورہ..سو(۱۰۰)مرتبہ

۲۔ سُوْرَۃ لِاِ یْلٰفِ قُرَیْشٍ..پانچ سو(۵۰۰)مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..سو(۱۰۰)مرتبہ

ختم حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ درود پاک مذکورہ..سات(۷)مرتبہ

۲۔ حَسْبُنَا اللّٰہِ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ..........سو(۱۰۰)مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..سات(۷)مرتبہ

ختم حضرت خضر علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۔ درود پاک مذکورہ..سات(۷)مرتبہ

۲۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَاد..........................(۱۰۰)مرتبہ

۳۔ درود پاک مذکورہ..سات(۷)مرتبہ

دیگر ختمات و ادعیہ

۱۔ اَللّٰھُمَّ یَا قَاضِیَ الْحَاجَات..........سو(۱۰۰)مرتبہ

۲۔ اَللّٰھُمَّ یَااَحَلَّ الْمُشْکِلَات..........سو(۱۰۰)مرتبہ

۳۔ اَللّٰھُمَّ یَاکَافِیَ الْمُھِمَّات..........سو(۱۰۰)مرتبہ

۴۔ اَللّٰھُمَّ یَادَافِعَ الْبَلِیَّات..........سو(۱۰۰)مرتبہ

۵۔ اَللّٰھُمَّ یَا شَافِیَ الْاَمْرَاض..........سو(۱۰۰)مرتبہ

۶۔ اَللّٰھُمَّ یَارَافِعَ الدَّرَجَات..........سو(۱۰۰)مرتبہ

۷۔ اَللّٰھُمَّ یَامُجِیْبُ الدَّعْوَات..........سو(۱۰۰)مرتبہ

marfat.com

۸۔ اَللّٰھُمَّ یَاھَادِیَ الْمُضِلِّیْن............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۹۔ اَللّٰھُمَّ یَااَمَانَ الْخَائِفِیْن............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۱۰۔ اَللّٰھُمَّ یَادَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْن............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۱۱۔ اَللّٰھُمَّ یَارَاحِمَ الْعَاصِیْن............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۱۲۔ اَللّٰھُمَّ یَااَجَارَ الْمُسْتَجِیْرِیْن............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۱۳۔ اَللّٰھُمَّ یَا مُیَسِّرَ کُلِّ عَسِیْر............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۱۴۔ اَللّٰھُمَّ یَا مُنْجِیَ الْغَرْقٰی............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۱۵۔ اَللّٰھُمَّ یَا مُنْقِذَ الْھَلْکٰی............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۱۶۔ اَللّٰھُمَّ یَا مُسَبِّبَ الْاَ سْبَاب............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۱۷۔ اَللّٰھُمَّ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَاب............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۱۸۔ اَللّٰھُمَّ یَاخَیْرَ النَّاصِرِیْن............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۱۹۔ اَللّٰھُمَّ یَاخَیْرَ الرَّازِقِیْن............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۲۰۔ اَللّٰھُمَّ یَا خَیْرَ الْفَاتِحِیْن............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۲۱۔ اَللّٰھُمَّ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۲۲۔ اَللّٰھُمَّ یَااَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْن............ سو(۱۰۰)مرتبہ

۲۳۔ اَللّٰھُمَّ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْن............ سو(۱۰۰)مرتبہ

اَغِثْنَا بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَیَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ و اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .... ایک مرتبہ

............☆............☆............☆............☆............☆............

marfat.com

درود ناریہ

اِس درود پاک کے پڑھنے سے رُوحانی کشف حاصل ہوتا ہے۔ پردۂ غیب سے عجیب اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ مصیبت کے وقت اس درود شریف کے پڑھنے سے مصیبت فوراً دُور ہو جاتی ہے۔ دُنیاوی فائدے کے لئے پڑھنے سے رنج وغم اور پریشانیوں سے حفاظت ملتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلٰوةً كَامِلَةً وَّسَلِّمْ سَلَامًا تَآمًّا عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِىْ تَنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُوَتَنْفَرِجُ بِهِ الْكُرَبُ وَتَقْضٰى بِهِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّغَآئِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِيْمِ ط وَيُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ فِىْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفْسٍ م بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ يَآ اَللّٰهُ يَآ اَللّٰهُ يَآ اَللّٰهُ.

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

marfat.com

درود تنجینا/نجات

اِس درود کو درود تنجی اور درود نجات بھی کہتے ہیں۔ یہ ہر مشکل مہم اور مصائب و آلام سے نجات دلاتا ہے۔ زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے روزانہ عشاء کی نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر باوضو سو جائیں۔ ان شآء اللہ چالیس روز کے اندر مقصد حاصل ہوگا۔ مصیبت و پریشانی کے لئے روزانہ ستر (۷۰) بار پڑھیں۔ کسی تکلیف یا بیماری میں کثرت سے پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَ تَقْضِىْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَامِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايٰتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِى الْحَيَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ وَيَا قَاضِىَ الْحَاجَاتِ وَيَا كَافِى الْمُهِمَّاتِ وَيَادَافِعَ الْبَلِيَّاتِ وَيَا حَلَّ الْمُشْكَلَاتِ اَغِثْنِىْ اَغِثْنِىْ اَغِثْنِىْ يَااِلٰهِىْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

marfat.com

شجرہ سلسلۂ عالیہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ

معصومیہ شمسیہ مولویہ ھاشمیہ سیفیہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت ابوعبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ حضرت ابویزید طیفور بن عیسیٰ عرف بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ

۷۔ حضرت ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی قدس اللہ سرہ

۸۔ حضرت ابوعلی فضل بن محمد الطوسی عرف ابوعلی فارمدی قدس اللہ سرہ

۹۔ حضرت ابویعقوب خواجہ یوسف الہمدانی النعمانی قدس اللہ سرہ

۱۰۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی المالکی نسباً والحنفی مذھباً قدس اللہ سرہ

۱۱۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس اللہ سرہ

۱۲۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس اللہ سرہ

۱۳۔ حضرت خواجہ علی النساج رامیتی عرف حضرت عزیزاں قدس اللہ سرہ

۱۴۔ حضرت خواجہ محمد بابای سماسی قدس اللہ سرہ

۱۵۔ حضرت خواجہ سید امیر کلال قدس اللہ سرہ

۱۶۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین محمد بن محمد البخاری عرف شاہ نقشبند قدس اللہ سرہ

marfat.com

۱۷۔ حضرت خواجہ علاؤالدین محمد بن محمد البخاری عرف خواجہ عطار قدس اللہ سرہٗ

۱۸۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی لوگری قدس اللہ سرہٗ

۱۹۔ حضرت ناصر الدین عبید اللہ محمود السمرقندی خواجہ احرار قدس اللہ سرہٗ

۲۰۔ حضرت مولانا محمد زاہد وخشی حصاری قدس اللہ سرہٗ

۲۱۔ حضرت خواجہ درویش محمد الخوارزمی قدس اللہ سرہٗ

۲۲۔ حضرت خواجہ محمد مقتدی الامکنگی البخاری قدس اللہ سرہٗ

۲۳۔ حضرت موید الدین میر نگ محمد باقی باللہ الکابلی قدس اللہ سرہٗ

۲۴۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد الفاروقی قدس اللہ سرہٗ

۲۵۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم اوّل قدس اللہ سرہٗ

۲۶۔ حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ قدس اللہ سرہٗ

۲۷۔ حضرت خواجہ محمد اسماعیل عرف امام العارفین قدس اللہ سرہٗ

۲۸۔ حضرت حاجی غلام محمد معصوم عرف خواجہ معصوم ثانی قدس اللہ سرہٗ

۲۹۔ حضرت شاہ غلام محمد عرف قدوۃ الاولیاء قدس اللہ سرہٗ

۳۰۔ حضرت خواجہ محمد صفی اللہ قدس اللہ سرہٗ

۳۱۔ حضرت شاہ محمد ضیاء عرف حضرت شہید قدس اللہ سرہٗ

۳۲۔ حضرت حاجی شاہ ضیاء عرف میاں جی صاحب قدس اللہ سرہٗ

۳۳۔ حضرت صاحب شمس الحق عرف حضرت صاحب کوہستان قدس اللہ سرہٗ

۳۴۔ حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہٗ

۳۵۔ حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہٗ

۳۶۔ مرشدنا حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن اطال اللہ حیاۃ

..........☆..........☆..........☆..........☆..........☆..........

marfat.com

شجرہ سلسلۂ طریقۂ انیقہ حضرات چشتیہ

قدس اللہ اسرارھم العلیۃ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۲۔ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

۳۔ حضرت ابوسعید حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت ابوالفضل عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہٗ

۵۔ حضرت ابوالفیض فضیل بن عیاض قدس اللہ سرہٗ

۶۔ حضرت ابواسحاق ابراہیم بن ادھم الفاروقی البلخی قدس اللہ سرہٗ

۷۔ حضرت سیدالدین خواجہ حذیفہ مرعشیؒ قدس اللہ سرہٗ

۸۔ حضرت امین الدین شیخ ھبیرۃ البصری قدس اللہ سرہٗ

۹۔ حضرت کریم الدین منعم شیخ ممشاد علو دینوری قدس اللہ سرہٗ

۱۰۔ حضرت شریف الدین ابواسحاق شامی قدس اللہ سرہٗ

۱۱۔ حضرت قدوۃ الدین ابواحمد ابدال الچشتی الحسنی قدس اللہ سرہٗ

۱۲۔ حضرت خواجہ ابومحمد چشتی قدس اللہ سرہٗ

۱۳۔ حضرت ناصر الدین خواجہ ابو یوسف الچشتی الحسینی قدس اللہ سرہٗ

۱۴۔ حضرت خواجہ قطب الدین مودود الچشتی الحسینی قدس اللہ سرہٗ

۱۵۔ حضرت نیر الدین حاجی شریف زندنی قدس اللہ سرہٗ

۱۶۔ حضرت ابومنصور خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہٗ

marfat.com

۱۷۔ حضرت خواجہ معین الدین حسنی الحسینی السنجری الاجمیری قدس اللہ سرہٗ

۱۸۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی الاوشی الحسینی قدس اللہ سرہٗ

۱۹۔ حضرت فرید الدین مسعود الفاروقی الغزنوی عرف گنج شکر قدس اللہ سرہٗ

۲۰۔ حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری الحسینی قدس اللہ سرہٗ

۲۱۔ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس اللہ سرہٗ

۲۲۔ حضرت جلال الدین خواجہ محمود عثمان پانی پتی قدس اللہ سرہٗ

۲۳۔ حضرت شیخ احمد عبد الحق ابدال قدس اللہ سرہٗ

۲۴۔ حضرت شیخ محمد عارف عرف مخدوم عارف قدس اللہ سرہٗ

۲۵۔ حضرت شیخ عبد القدوس النعمانی الغزونی ثم الگنگوہی قدس اللہ سرہٗ

۲۶۔ حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی قدس اللہ سرہٗ

۲۷۔ حضرت شیخ عبد الاحد الفاروقی الکابلی قدس اللہ سرہٗ

۲۸۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد الفاروقی قدس اللہ سرہٗ

۲۹۔ حضرت سید آدم بنوری قدس اللہ سرہٗ

۳۰۔ حضرت سید عبد اللہ الحسینی عرف حاجی بہادر صاحب قدس اللہ سرہٗ

۳۱۔ حضرت مولانا شیخ مامون شاہ منصوری قدس اللہ سرہٗ

۳۲۔ حضرت مولانا محمد نعیم کاموی قدس اللہ سرہٗ

۳۳۔ حضرت سید محمد شاہ الحسینی السدھومی قدس اللہ سرہٗ

۳۴۔ حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیری قدس اللہ سرہٗ

۳۵۔ حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری قدس اللہ سرہٗ

۳۶۔ حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری قدس اللہ سرہٗ

marfat.com

۳۷۔ حضرت مولانا عبدالغفور عرف حضرت سوات صاحب قدس اللہ سرہ،
۳۸۔ حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت ھڈی صاحب قدس اللہ سرہ،
۳۹۔ حضرت شیخ حمید اللہ عرف شیخ الاسلام تگاب قدس اللہ سرہ،
۴۰۔ حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہ،
۴۱۔ حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہ،
۴۲۔ مرشدنا حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن صاحب اطال اللہ حیاۃ

☆.......☆.......☆.......☆.......☆.......

شجرہ سلسلہ طریقہ عالیہ حضرات قادریہ

قدس اللہ اسرارھم الصافیہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
۳۔ حضرت ابو سعید حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ حضرت ابو محمد شیخ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ،
۵۔ حضرت ابو سلیمان داؤد طائی قدس اللہ سرہ،
۶۔ حضرت ابو محفوظ معروف کرخی قدس اللہ سرہ،
۷۔ حضرت ابو حسن عبد اللہ سری سقطی قدس اللہ سرہ،

marfat.com

۸۔ حضرت سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ

۹۔ حضرت ابوبکر الشبلی المالکی قدس اللہ سرہٗ

۱۰۔ حضرت شیخ عبدالعزیز بن حارث الاسدی التمیمی قدس اللہ سرہٗ

۱۱۔ حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز المتقدم قدس اللہ سرہٗ

۱۲۔ حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی قدس اللہ سرہٗ

۱۳۔ حضرت ابوالحسن حکاری (ھنکاری) قدس اللہ سرہٗ

۱۴۔ حضرت ابوسعید مبارک قدس اللہ سرہٗ

۱۵۔ حضرت ابومحمد عبدالقادر الجیلانی الحنبلی الحسنی قدس اللہ سرہٗ

۱۶۔ حضرت شاہ دولہ دریائی قدس اللہ سرہٗ

۱۷۔ حضرت شاہ منور قدس اللہ سرہٗ

۱۸۔ حضرت شاہ عالم الدھلوی قدس اللہ سرہٗ

۱۹۔ حضرت شیخ احمد ملتانی قدس اللہ سرہٗ

۲۰۔ حضرت شیخ جنید پشاوری قدس اللہ سرہٗ

۲۱۔ حضرت مولانا محمد صدیق بونیری قدس اللہ سرہٗ

۲۲۔ حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری قدس اللہ سرہٗ

۲۳۔ حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری قدس اللہ سرہٗ

۲۴۔ حضرت مولانا عبدالغفور عرف حضرت سوات قدس اللہ سرہٗ

۲۵۔ حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت ھڈی صاحب قدس اللہ سرہٗ

۲۶۔ حضرت شیخ الاسلام لکاب حضرت شیخ حمید اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ

۲۷۔ حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہٗ

marfat.com

۲۸۔ حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہ'

۲۹۔ حضرت مرشدنا اخندزادہ صاحب سیف الرحمٰن اطال اللہ حیاۃ

.......☆.......☆.......☆.......☆.......☆.......

شجرہ سلسلہ طریقہ عمیقہ حضرات سہروردیہ

قدس اللہ اسرارہم العلیہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

۳۔ حضرت ابوسعید حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت ابومحمد شیخ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ'

۵۔ حضرت ابوسلیمان داؤد طائی قدس اللہ سرہ'

۶۔ حضرت ابومحفوظ معروف کرخی قدس اللہ سرہ'

۷۔ حضرت ابوالحسن عبداللہ سری سقطی قدس اللہ سرہ'

۸۔ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی قدس اللہ سرہ'

۹۔ حضرت کریم الدین ممشاد دینوری قدس اللہ سرہ'

۱۰۔ حضرت ابوالعباس احمد دینوری قدس اللہ سرہ'

۱۱۔ حضرت شیخ محمد بن عبداللہ عمویہ قدس اللہ سرہ'

marfat.com

۱۲۔ حضرت ابوعمر قطب الدین سہروردی قدس اللہ سرہٗ

۱۳۔ حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر السہروردی الصدیقی قدس اللہ سرہٗ

۱۴۔ حضرت ابوحفص شہاب الدین عمر الصدیقی الشافعی السہروردی قدس اللہ سرہٗ

۱۵۔ حضرت ابوالبرکات بہاؤالدین ذکریا الاسدی القرشی الملتانی قدس اللہ سرہٗ

۱۶۔ حضرت ابوالفتح رکن الدین فضل اللہ القرشی قدس اللہ سرہٗ

۱۷۔ حضرت مخدوم جہانیاں ابوالکرم سیّد جلال الدین بخاری قدس اللہ سرہٗ

۱۸۔ حضرت سیّد اجمل صاحب قدس اللہ سرہٗ

۱۹۔ حضرت سید بدھن بہرائچی قدس اللہ سرہٗ

۲۰۔ حضرت شیخ محمد درویش قدس اللہ سرہٗ

۲۱۔ حضرت شیخ عبدالقدوس النعمانی الغزنوی ثم الگنگوہی قدس اللہ سرہٗ

۲۲۔ حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی قدس اللہ سرہٗ

۲۳۔ حضرت شیخ عبدالاحد الفاروقی قدس اللہ سرہٗ

۲۴۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی قدس اللہ سرہٗ

۲۵۔ حضرت سید آدم بنوری قدس اللہ سرہٗ

۲۶۔ حضرت حاجی بہادر سید عبداللہ الحسینی قدس اللہ سرہٗ

۲۷۔ حضرت شیخ مامون شاہ منصوری قدس اللہ سرہٗ

۲۸۔ حضرت مولانا محمد نعیم کاموی قدس اللہ سرہٗ

۲۹۔ حضرت سید محمد شاہ الحسینی السدھوی قدس اللہ سرہٗ

۳۰۔ حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیری قدس اللہ سرہٗ

۳۱۔ حضرت مولانا حافظ محمد ہشتنگری قدس اللہ سرہٗ

marfat.com

۳۲۔ حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری قدس اللہ سرہ'

۳۳۔ حضرت مولانا عبدالغفور سواتی قدس اللہ سرہ'

۳۴۔ حضرت اخوانزادہ نجم الدین عرف ھڈی صاحب قدس اللہ سرہ'

۳۵۔ حضرت شیخ الاسلام حمید اللہ تگابی قدس اللہ سرہ'

۳۶۔ حضرت مولانا شاہ رسول الطالقانی قدس اللہ سرہ'

۳۷۔ حضرت مولانا محمد ہاشم السمنگانی قدس اللہ سرہ'

۳۸۔ حضرت مولانا خندزادہ سیف الرحمٰن اطال اللہ حیاۃ

marfat.com

کتابیات

(آ)

۱۔ آب کوثر۔۔۔الحاج علامہ مفتی محمد امین

(ا)

۲۔ اثبات وجد۔۔۔مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی

۳۔ استغفار وتوبہ۔۔۔مفتی غلام سرور قادری

۴۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔۔۔سید قاسم محمود

۵۔ البراہین تامہ لاثبات سنۃ العمامہ۔۔۔مولانا محمد انور سیفی

۶۔ التوبہ والا استغفار۔۔۔ابو انیس محمد برکت علی لدھیانوی

۷۔ السیف الصارم (ماہنامہ)۔۔۔از جنوری ۱۹۹۶ء تا اگست ۱۹۹۷ء

۸۔ انوار صابری۔۔۔حافظ عبید اللہ صابری

۹۔ اہمیت آداب شیخ۔۔۔مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی

(ب)

۱۰۔ ملجوابات السیفیہ فی الرد علی الفراق الضالہ المبتدعہ۔۔۔تصنیف مجدد عصر حاضر قیوم زمان اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی

۱۱۔ بہار شریعت۔۔۔مولانا محمد امجد علی اعظمی قادری

marfat.com

(ت)

۱۲۔ تحقیق الوجد۔۔۔خواجہ عالم پیر نور محمد نقشبندی مرتضائی

۱۳۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔۔۔علامہ محمد نور بخش توکلی

۱۴۔ تصوف کیا ہے؟۔۔۔حضرت منظور احمد شاہ ہاشمی

(خ)

۱۵۔ خانقاہی نظام۔۔۔میاں مشتاق احمد عظیمی

(د)

۱۶۔ دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔علامہ سید محمد احمد رضوی

(ذ)

۱۷۔ ذِکرِ الٰہی جل جلالہ۔۔۔ابوانیس محمد برکت علی لدھیانوی

(ر)

۱۸۔ روحانیت اسلام۔۔۔واحد بخش سیال

(ص)

۱۹۔ صحیح بخاری شریف

۲۰۔ صحیح مسلم بخاری

۲۱۔ صراط الطالبین۔۔۔سید محمد مظاہر الاشرفی الجیلانی

(ع)

۲۲۔ عوارف المعارف۔۔۔شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ۔۔۔۔

marfat.com

مترجم حضرت شمس بریلویؒ

(غ)

۲۳۔ غنیۃ الطالبین۔۔۔۔غوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

۲۴۔ غیر مطبوعہ تحریرات۔۔۔بابت عمامہ، داڑھی، شریعت وطریقت۔۔۔۔۔
مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی

(ف)

۲۵۔ فیض نقشبند۔۔۔ملفوظات حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلویؒ۔۔۔۔۔۔
مترجم مولانا عبدالحکیم خان اختر شہجہان پوری

(ق)

۲۶۔ قرآن مجید

(ک)

۲۷۔ کشف المحجوب۔۔۔۔حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ۔۔۔۔۔۔۔
مترجم علامہ فضل الدین گوہر

۲۸۔ کنز الطالبین من مراۃ المتقین۔۔۔صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی

۲۹۔ کیمیائے سعادت۔۔۔۔۔حجۃ الاسلام امام غزالیؒ

(م)

۳۰۔ متبدی سالک کے لیے احکامات۔۔۔مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی

۳۱۔ متبدی سالک کو نوافل، تلاوت، درود شریف کیوں مضر ہے؟۔۔۔۔۔۔

marfat.com

مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی

۳۲۔ مسائل عمامہ۔۔۔مولانا علامہ شائستہ گل۔۔۔مترجم۔۔۔علامہ احمد الدین توگیروی

۳۳۔ مشکوٰۃ شریف

۳۴۔ معمولات الابرار۔۔۔علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی

۳۵۔ معمولاتِ سیفیہ۔۔۔پیر محمد عابد حسین سیفی

۳۶۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ۔۔۔مترجم۔۔۔حضرت علامہ محمد سعید نقشبندیؒ

(۵)

۳۷۔ ہدایت السالکین۔۔۔ارشادات حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی خراسانی

marfat.com

ہدایت السالکین

اثبات علم الغیب

عدم سایۂ مصطفیٰ ﷺ

شہنشاہ خراسان

مجدد عصر حاضر شاہِ خراسان کا تقویٰ

حاضر و ناظر محبوب ﷺ

لطائف کے بارے میں علمی تحقیق

مناظرہ وزیرستان

اورادِ نقشبندیہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کی مشہور تصانیف

معمولاتِ سیفیہ

وجد (سوال و جواب)

انوارِ سیفیہ

مسائلِ عمامہ شریف

عرفانِ ذات

اقسامِ وجد

کیا دوسرے شیخ کی بیعت جائز ہے

فرضیت علم باطن

تصویر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

تحریض علی...

آداب شیخ

مسائل طہارت

جز الاسبال

ماہنامہ السیف الصارم

جواب الاستفتاء

ختم شریف کا ثبوت

مجموعہ رسائل

تشہد میں انگلی اٹھانے کا مسئلہ

سونا یا کھونا

ولی اللہ کی پرواز

الدرالجمیلہ فی جواز الوسیلہ

مفت تقسیم کرنے والے دوستوں کے لیے مکتبہ کی طرف سے خصوصی رعایت دی جائے گی

ناشر **ادارہ محمدیہ سیفیہ پبلیکیشنز**

آستانہ عالیہ راوی ریان شریف لاہور 0321-8401546